

عزت سیریز ریڈ اسپائیڈر

ظہیر احمد

A contact loved ones.

ایک رابطہ اپنوں سے
Aik Rabta Apno Se.



www.PakistaniPoint.Com

92 A
عمران سیریز نمبر

ریڈ اسپائیڈر

ظہیر احمد

ارسلان پبلی کیشنز، اوقاف بلڈنگ، ملتان
پاک گیٹ

محترم قارئین۔

السلام علیکم۔ میرا نیا ناول۔ ”ریڈ اسپائیڈر“ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اپنے نام کی طرح یہ ناول موضوع کے لحاظ سے انتہائی منفرد اور یادگار ناول ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میرا یہ ناول بھی آپ کو میرے لکھے ہوئے سابقہ ناولوں کی طرح بے حد پسند آئے گا اور آپ میری اس کاوش کو سراہے بغیر نہ رہ سکیں گے۔ ناول پڑھنے سے پہلے اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیں۔

قصور سے احمد شریف صاحب لکھتے ہیں۔ آپ کے لکھے ہوئے ناول مجھے بے حد پسند ہیں۔ خاص طور پر آپ نے ماورائی سلسلے میں جتنے بھی ناول لکھے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ نے ماورائی سلسلوں میں جو نیا اور انوکھا رنگ دیا ہے وہ واقعی قابل ستائش ہے اور میں اور میرے بہت سے دوست آپ کو اس کاوش پر مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ خاص طور پر آپ کا لکھا ہوا نیا ناول ”کار مارا“ اس قدر متاثر کن تھا کہ اسے بار بار پڑھنے کا دل کرتا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی ہمارے لئے ایسے ہی دلچسپ اور انوکھے نوعیت کے حامل ناول تحریر کرتے رہیں گے۔

محترم جناب احمد شریف صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا بے حد شکریہ۔ آپ کی پسندیدگی ہی میری کاوش کا ثمر ہوتی ہے۔ میں نے ماورائی سلسلے اپنے طور پر انتہائی غور و خوض کے

اس ناول کے تمام نام مقام کردار واقعات اور پیش کردہ پتویشنز قطعی فرضی ہیں، بعض نام بطور استعارہ ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقی ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز مصنف پر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ----- محمد ارسلان قوشی

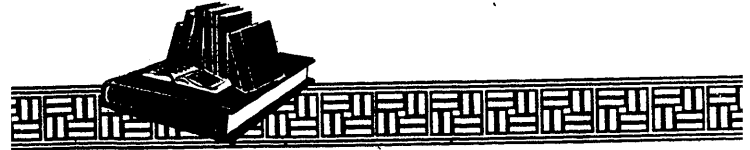
----- محمد علی قوشی

ایڈوائزر ----- محمد اشرف قوشی

کمپوزنگ، ایڈیٹنگ محمد اسلم انصاری

طابع ----- شہکار سعیدی پرنٹنگ پریس ملتان

Price Rs 120/-



Mob 0333-6106573 0336-3644440 0336-3644441
Phone 061-4018666

کے لئے یہ کوشش جاری و ساری رکھوں گا۔ انشاء اللہ۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

”راولپنڈی، موتی بازار سے شہریار آصف لکھتے ہیں آپ کے لکھے ہوئے نئے ناول پہلے ناولوں سے یکسر مختلف ہیں۔ ان ناولوں میں وہ سب کچھ موجود ہوتا ہے جو قاری پسند کرتے ہیں۔ آپ ہر ناول نہایت متلون مزاجی سے شروع کرتے ہیں اور پھر جیسے جیسے کہانی آگے بڑھتی چلی جاتی ہے آپ اپنی مہارت اور قلم کی طاقت سے اس کی نوک پلک سنوارتے ہوئے اسے دلچسپی کا ایسا حسین رنگ خیالی کینوس پر بکھیرتے ہیں جو نئے اور خوبصورت تصویر بن کر ہمارے دل و دماغ میں اجاگر ہو جاتی ہے۔ آپ کا سواں نمبر آنے والا ہے اور مجھے امید ہے کہ آپ کا لکھا ہوا پلاٹینیم جوبلی نمبر پہلے تمام نمبروں سے طویل ترین ہو گا بلکہ اب تک لکھے گئے عمران سیریز کے ناولوں سے انتہائی انوکھا اور خوبصورت ترین ناول ہو گا۔ ہم بے چینی سے آپ کے پلاٹینیم جوبلی کے منتظر ہیں۔ امید ہے آپ جلد ہی پلاٹینیم جوبلی نمبر کے نام کا اعلان کریں گے۔

محترم شہریار آصف صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا بے حد شکریہ۔ میں کہانی کا آغاز نئے اور جدید طرز پر کرنے کی کوشش کرتا ہوں اور پھر جب کہانی شروع ہو جاتی ہے تو میں اسے کہانی کے دھارے پر چھوڑ دیتا ہوں اور کہانی کے ساتھ ساتھ چلتا چلا جاتا ہوں۔ مجھے خود بھی اس بات کا علم نہیں ہوتا کہ کہانی کب

ساتھ لکھے ہیں تاکہ آپ کے اعلیٰ معیار پر پورا اتر سکیں اور آپ کے دلوں میں گھر کر سکیں۔ آپ کی پسندیدگی میری اس ساری کاوش کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ میں اپنی محنت میں کامیاب رہتا ہوں۔ میں کوشش کروں گا کہ آپ کے لئے ایسے ہی انوکھے اور ناقابل یقین واقعات کے حامل ماورائی ناول تحریر کرتا رہوں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

کراچی سے اسفند یار لکھتے ہیں۔ آپ کا لکھا ہوا نیا ناول ”کارمارا“ واقعی انتہائی بہترین اور خوبصورت ترین ناول تھا۔ اس سے پہلے بھی آپ کے لکھے ہوئے چند ماورائی ناول پڑھنے کو ملے جو کسی بھی لحاظ سے دلچسپی میں کم نہ تھے لیکن ”کارمارا“ جیسی عظیم تخلیق نے آپ کو ہماری نظروں میں بہترین رائٹر کا درجہ دیا ہے۔ امید ہے آپ اس سے بھی بڑھ کر ہمارے لئے ناول لکھتے رہیں گے۔

محترم اسفند یار صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا بے حد شکریہ۔ میرے لکھے ہوئے ماورائی ناول ہر طبقے میں مسلسل مقبولیت کا گراف بلند کرتے جا رہے ہیں۔ ”کارمارا“ ناول کو ہر قاری نے انتہائی پسند کیا ہے جس کے لئے مجھے مسلسل مبارک باد کے خطوط موصول ہو رہے ہیں۔ میں آپ کے ساتھ ساتھ ان تمام دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہیں میرے جاسوسی ناولوں کے ساتھ ساتھ ماورائی سلسلے بھی پسند آتے ہیں اور میں آپ کی پسند

کہاں کون سا موڑ لے گی اور اس کی طوالت اور انجام کہاں ہو گا۔
البتہ اپنی کہانی کو مضبوط اور انوکھے واقعات سے مزین کرنے کے
لئے میں اپنی پوری صلاحیت صرف کرتا ہوں اور میری یہی کوشش
مجھے کامیابی سے ہمکنار کرتی ہے۔ رہی بات پلانٹیم جو بلی نمبر کی تو
آپ کی یہ خواہش جلد ہی پوری ہو گی۔ ناول کا ابھی میں نے آغاز
نہیں کیا اور نہ ہی اس کا نام سوچا ہے۔ البتہ یہ طے ہے کہ پلانٹیم
جو بلی نمبر میں تینوں نامور اور عظیم کردار ایک ساتھ ہوں گے اور
ناول کا پلاٹ عام ناولوں سے ہٹ کر اور قطعی منفرد ہو گا۔ میں اپنے
تمام پڑھنے والوں کو پلانٹیم ناول کے نام سوچنے کی دعوت دیتا
ہوں۔ آپ نام سوچ کر مجھے خط میں لکھ بھیجیں۔ ہو سکتا ہے آپ کا
سوچا ہوا نام مجھے پسند آ جائے اور میں اسی نام کو لے کر پلانٹیم
جو بلی نمبر کا آغاز کر دوں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں
گے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

آپ کا مخلص

ظہیر احمد

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک کتاب کے مطالعے میں مصروف
تھا۔ ان دنوں سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کام نہ تھا اس لئے عمران
گزشتہ کئی روز سے صرف مطالعہ ہی کرنے میں مصروف تھا جبکہ
سلیمان اپنے گاؤں گیا ہوا تھا اس لئے عمران چائے بنا کر فلاسک
میں ڈال کر اپنے سامنے رکھ لیتا اور پھر اطمینان سے جس وقت اس
کا دل چاہتا فلاسک سے گرم چائے پیالی میں ڈال کر پی لیتا تھا۔

اس وقت بھی وہ مطالعے کے ساتھ ساتھ چائے بھی پی رہا تھا
کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ میں
پکڑی ہوئی کتاب بند کر کے میز پر رکھ دی۔

”یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کسی کو تو میری یاد آئی ورنہ شاید
میں یہاں بیٹھے بیٹھے اکیلا ہی ختم ہو جاتا“..... عمران نے بڑبڑاتے
ہوئے کہا اور چائے کی پیالی سے چائے کا آخری گھونٹ حلق میں
ڈال کر اس نے پیالی کو میز پر رکھ دیا۔ اس دوران گھنٹی مسلسل بج

رہی تھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”تنہائی کا ستم رسیدہ، خواب بے دیدہ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بلکہ بدبان خود بول رہا ہوں۔“ عمران نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے بڑے مسمے سے لہجے میں کہا۔

”کیا ہوا تمہیں۔ یہ تم رونے والے انداز میں کیوں بول رہے ہو۔ ایسا کیا کر بیٹھے ہو جو تمہیں بھی رونا پڑ رہا ہے“..... دوسری طرف سے سوپر فیاض کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا اور پھر اس کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

”کیا کروں ڈیئر سوئیر۔ ادہ۔ سوری۔ سوپر۔ ہاں سوپر۔ یہ تنہائی بڑی ہی ظالم ہوتی ہے بے درد اور ستم ظریف ہوتی ہے۔ سلیمان گاؤں چلا گیا ہے اور دنیا جیسے مجھے بھی سلیمان کے ساتھ ساتھ یکسر بھول گئی ہے اور اب میں ہوں اور میری یہ تنہائی“..... عمران نے منہ بسورتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا لہجہ ایسے تھا جیسے ابھی بلک بلک کر رو پڑے گا۔

”کیا ہو گیا تمہیں۔ یہ کیا بول رہے ہو۔ اتنے مشکل الفاظ۔ میرا خیال ہے کہ میں بڑی بیگم صاحبہ کو فون کر کے کہہ دوں کہ وہ تمہیں کوٹھی لے جائیں ورنہ تم اس طرح مشکل الفاظ بولتے بولتے ہی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاؤ گے“..... سوپر فیاض نے کہا تو عمران کی آنکھیں یکنخت اس طرح چاروں طرف گردش کرنے لگیں جیسے سرج

لائٹس چاروں طرف گھومتی ہیں۔

”ارے۔ تم شادی شدہ ہو۔ اس لئے تم بہتر سمجھ سکتے ہو کہ تنہائی کا کیا مطلب ہے۔ جب سہیلی بھابھی بچوں سمیت اپنے میکے چلی جاتی ہے تو تمہیں یقیناً اندازہ ہو جاتا ہو گا کہ تنہائی کا زہر کس قدر خطرناک ہوتا ہے اور تم اماں بی کو بتانے کی دھمکی دے رہے ہو تو یہ تنہائی وہ نہیں ہے جو اماں بی کے پاس بیٹھنے سے دور ہو جائے۔ اگر ایسا ہوتا تو کوئی ماں اپنے بیٹے کی شادی نہ کرتی تاکہ اس کی تنہائی دور ہو سکے سمجھے تم“..... عمران کی زباں رواں ہو گئی۔

”اب سمجھا۔ تمہارا کہنے کا یہی مطلب ہے نا کہ تم چاہتے ہو کہ تمہاری شادی ہو جائے“..... سوپر فیاض نے خود ہی عمران کی ساری بات کا نتیجہ نکالتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ بڑے بھائی۔ یہ شادی کا تنہائی سے کیا تعلق۔ بلکہ اس حالت میں شادی ہونے سے تو تنہائی اور زیادہ بڑھ جائے گی“..... عمران نے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ ابھی تم نے خود کہا ہے کہ مائیں اپنے بیٹوں کی شادی تنہائی دور کرنے کے لئے کرتی ہیں اور اب خود ہی بدل رہے ہو۔ کیا تم گرگٹ ہو کہ ہر بار اپنا رنگ بدل لیتے ہو نانسس“..... سوپر فیاض نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ارے بڑے بھائی صاحب۔ وہ تو میں تمہیں ماں کا نقطہ نظر بتا رہا تھا“..... عمران نے جواب دیا۔

”تو پھر تم بتاؤ کہ تمہاری تنہائی کیسے دور ہو سکتی ہے۔ بولو۔
جواب دو مجھے“..... سوپر فیاض اپنی بات کرنے کی بجائے عمران
کے چکر میں الجھ گیا تھا۔

”جب جب بلکہ جیسیں خالی ہوں تو پھر تم بتاؤ کہ تنہائی کس قدر
ظالم ہوتی ہے“..... عمران نے آخر کار سیدی بات کر ہی دی۔

”ہونہ۔ اب سمجھا۔ تو تم اس چکر میں تھے۔ سیدی طرح بات
نہیں کر سکتے تھے۔ نانسس۔ اور سنو میں نے تمام جیسیں بھرنے کا
ٹھیکہ نہیں لے رکھا۔ اب بچے بڑے ہو گئے ہیں۔ اور اخراجات
پہلے سے کئی گنا بڑھ گئے ہیں اس لئے آئندہ میرے سامنے ایسی
بات بھی نہ کرنا اور نہ ہی میں اب کبھی تمہاری مدد کروں گا۔ بھول
جاؤ پرانے سوپر فیاض کو“..... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ آج پہلی بار ایسا آدمی تو ملا جس
نے کہا ہے کہ میرے بچے بڑے ہو گئے ہیں ورنہ اب تک تو میں
یہی سنتا آیا ہوں کہ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ چاہے ان بچوں کی
عمریں ساٹھ ساٹھ سال کیوں نہ ہو جائیں۔ رہتے وہ چھوٹے ہی
ہیں“..... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے سوپر فیاض بے
اختیار ہنس پڑا۔

”ماں باپ کے لئے بچے ہمیشہ چھوٹے ہی رہتے ہیں چاہے
کتنے ہی بڑے کیوں نہ ہو جائیں“..... سوپر فیاض نے ہنستے ہوئے
کہا۔

”مگر تمہارے بچے تو بڑے ہو گئے ہیں نا یا وہ بھی ابھی تک
چھوٹے ہی ہیں“..... عمران نے چونک کر کہا۔

”تم جو مرضی آئے کہو لیکن میرے پاس اب تمہیں دینے کے
لئے کچھ بھی نہیں ہے“..... سوپر فیاض نے صاف اور دو ٹوک لہجے
میں کہا۔

”چلو کچھ نہیں دے سکتے تو دعا تو دے سکتے ہو یا اس کے لئے
بھی تمہارے پاس گنجائش نہیں ہے“..... عمران نے بڑے معصوم
سے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ دعا نہیں بلکہ دعائیں۔ اس میں کوئی خرچ تو نہیں آتا
وہ جتنی چاہے لے لو“..... سوپر فیاض نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تو پھر ایسا کرو کہ زیادہ نہیں صرف سو دعائیں دے دو۔
میرے لئے اتنی ہی کافی ہیں بس“..... عمران نے جواب دیا تو سوپر
فیاض ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”دے دوں گا۔ پہلے میری بات سن لو“..... سوپر فیاض نے
کہا۔

”ایک نہیں سو باتیں سنوں گا تم سنانے والے تو بنو“..... عمران
نے کہا۔

”ایک آدمی ہے ہڈن۔ کیا تم اسے جانتے ہو جو کسی ایگل کلب
کا مالک اور جنرل منیجر ہے“..... سوپر فیاض نے کہا۔

”ہاں۔ جانتا ہوں۔ بہت اچھی طرح سے جانتا ہوں۔ کیوں۔

کیا ہوا ہے“..... عمران نے شرارت بھرے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا حالانکہ وہ یہ دونوں نام ہی پہلی بار سن رہا تھا۔

”ہونہ۔ اب میں تمہیں کیا بتاؤں۔ تم تو جانتے ہو کہ تمہارے ڈیڈی نے ہر وقت کا اور خواہ مخواہ کا میرے گلے میں عذاب ڈال رکھا ہے۔ انہیں نارگا لینڈ کی انٹیلی جنس کی طرف سے اطلاع دی گئی ہے کہ پاکیشیا میں ایک گروپ جس کا چیف ہڈن ہے اور جو وہاں ایگل کلب کا جنرل میجر ہے پاکیشیائی حساس اسلحہ نارگا لینڈ اسمگل کر رہا ہے۔ اسے روکا جائے اور تمہارے ڈیڈی نے نادر شاہی حکم صادر کر دیا ہے کہ دو روز کے اندر اندر اس ہڈن اور اس کے گروپ کا خاتمہ کیا جائے جبکہ یہاں کسی کو نہ اس کلب کے بارے میں علم ہے اور نہ ہی ہڈن کے بارے میں۔ اس لئے میں نے سوچا کہ تمہیں فون کروں کہ شاید تمہیں اس ہڈن کا کوئی اتہ پتہ معلوم ہوتا کہ اس عذاب سے جان چھوٹ جائے“..... اس بار سوپر فیاض نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

”تو تم کیا چاہتے ہو کیا میں ڈیڈی کو فون کر کے یہ کہہ دوں کہ نہ ہی پاکیشیا میں کوئی ہڈن ہے اور نہ ہی کوئی ایگل کلب“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ارے نہیں۔ اگر تم نے ان سے ایسی بات کی تو وہ تو مجھے فوراً گولی مار دیں گے کہ میں نے تم سے رابطہ ہی کیوں کیا۔ میں نے تو اس لئے فون کیا ہے کہ اگر تم ہڈن اور ایگل کلب کے بارے میں

جانتے ہو تو مجھے بتا دو۔ میں اس کا خاتمہ کر دوں گا۔ یہ سب ختم ہو گا تب ہی میری جان بچے گی ورنہ نہیں“..... سوپر فیاض نے کہا۔

”ارے بھائی۔ میں نے تمہیں بتایا تو ہے کہ ہڈن اور ایگل کلب کے بارے میں بہت اچھی طرح جانتا ہوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو پھر تفصیل بتاؤ“..... سوپر فیاض نے کہا۔

”سوری۔ سوپر فیاض۔ موجودہ دور ٹوٹل کمرشل دور ہے۔ تم سرکاری افسر ہو اور ہر ماہ سرکار سے تم بھاری تنخواہ لیتے ہو۔ بے شمار الاؤنس لیتے ہو۔ فون اور پٹرول اور دوسری بہت سی چیزیں تمہیں فری مل جاتی ہیں۔ اور مجھے تو تنہائی ہی کاٹ کھانے کو دوڑ رہی ہے۔ میری جیبیں خالی ہیں لیکن تمہاری جیبیں ہر وقت بھری رہتی ہیں اس لئے تمہیں تو یقیناً معلوم نہ ہو گا کہ جن کی جیبیں خالی ہوں ان کے دل و دماغ کو تنہائی کا زہر چٹ جاتا ہے اور انسان قطعی طور پر ناکارہ ہو کر رہ جاتا ہے کسی کام کا نہیں رہتا“..... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

”یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو۔ میں کچھ کہہ رہا ہوں اور تم کچھ بولے جا رہے ہو۔ تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ جیبیں خالی ہونے کا تنہائی سے کیا تعلق ہے نانسنس۔ جب بھی بولتے ہو بے ہکا ہی بولتے چلے جاتے ہو“..... سوپر فیاض نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ تمہیں اس تنہائی کا اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔ اگر جیبیں بھری ہوئی ہوں تو آدمی تنہا نہیں ہو سکتا۔ وہ کسی کلب، کسی ہوٹل، کسی میلے یا کسی فنکشن میں چلا جاتا ہے۔ جی بھر کر خرچ کرتا ہے۔ کھاتا پیتا ہے۔ وہاں موجود لوگوں سے گپیں ہانکتا ہے۔ اسی طرح وہ اپنی تنہائی کا امداد کرتا ہے یا کم از کم کار کی ٹینگی پٹرول سے فل کرا کر لمبی ڈرائیو پر نکل جاتا ہے اور جس کی جیبیں خالی ہوں وہ اپنے گھر سے ہی باہر نہیں نکل سکتا اور بیٹھا تنہائی کے زہر کو چاٹتا رہتا ہے روتا رہتا ہے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی آہیں بھرتا رہتا ہے اور خود کو ہی کوستا رہتا ہے“..... عمران نے باقاعدہ دلائل دیتے ہوئے کہا۔

”میں نے تمہاری جیبیں بھرنے کا ٹھیکہ تو نہیں لے رکھا ہے نانسس۔ سمجھے تم۔ اگر تمہاری جیبیں اتنی ہی خالی ہیں اور تم اتنے ہی تنگ ہو رہے ہو تو اپنے ڈیڑی سے کہو کہ وہ تمہارا وظیفہ مقرر کر دیں تاکہ تمہارا گزر بسر ہو سکے۔ میری طرف سے کوئی امید نہ رکھنا تم۔ کہہ دیا ہے بس“..... سوپر فیاض نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

”ڈیڑی سے کچھ بھی توقع کرنا فضول ہے۔ ان کے سامنے لاکھ روٹا رولوا انہوں نے تو کچھ دینا نہیں البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ میں انسپکٹر شاہین خان کو ہڈن اور ایگل کلب کے بارے میں بتا دوں۔ میں نے سنا ہے کہ ان دنوں اسے ترقی ملنے والی ہے اور یہ انسپکٹر بڑی محنت سے کام کر رہا ہے اور ڈیڑی کئی بار اس کی تعریف کر چکے ہیں

اور یہ انسپکٹر ہاتھ اور دل کا بھی کھلا ہے اور جاگیردار گھرانے سے تعلق رکھتا ہے اس لئے دس بارہ لاکھ روپے اس کے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی اس محنت پر خوش ہو کر ڈیڑی اسے سپرنٹنڈنٹ ہی بنا دیں اور تم اپنے گھر بیٹھے اپنے بڑے ہو جانے والے بچوں کو دوبارہ چھوٹے بنانے کے لئے پیار سے لوریاں سنانا شروع کر دو“..... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

”تم۔ تم مجھے بلیک میل کر رہے ہو۔ سوپر فیاض کو بلیک میل۔ نانسس۔ تم ہو ہی ازلی بلیک میلر۔ میں تمہارے ہاتھوں میں جھکڑیاں ڈال دوں گا۔ شوٹ کر دوں گا میں تمہیں نانسس“۔ سوپر فیاض نے بری طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ارے۔ وہ کس جرم میں۔ کیا صرف اس جرم میں کہ میں نے اپنی تنہائی دور کرنے کے لئے تم جیسے دوست سے اپنے دل کی بات کی ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

”مجھے معلوم ہے کہ تم جیسا بلیک میلر باز نہیں آئے گا۔ بلیک میلنگ تمہاری نس نس میں اتر چکی ہے۔ اب بتاؤ میں کیا کروں۔ یہ مہینے کی آخری تاریخیں ہیں اور میرے پاس تنخواہ کے ہی ہزار بارہ سو روپے بچے ہوں گے اور ابھی ایک ہفتے بعد تنخواہ ملنی ہے۔ تم بتاؤ کہ میں کیا کروں۔ بولو۔ جواب دو مجھے“..... سوپر فیاض نے اس بار تقریباً رو دینے والے لہجے میں کہا۔

”ارے ارے۔ کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے کب کہا ہے کہ تم اپنی تنخواہ میں سے مجھے کچھ دے کر میری تنہائی دور کرو۔ ایک ماہ پہلے اے ڈی وائٹ پلازہ براؤنج میں بھابھی سلی اور تمہارے مشترکہ نام سے ایک کروڑ روپے کا اکاؤنٹ کھولا گیا ہے اور سنا ہے قانون کے مطابق تم نے بنک میں ڈیکلریشن داخل کیا ہے کہ سلی بھابھی کو اس کے والد کی طرف سے وارثت میں ملنے والی زرعی اراضی فروخت کر کے یہ اکاؤنٹ کھولا گیا ہے۔ منیجر عاصم ثار کو اس پر شک تھا۔ پہلے تو اس نے سوچا کہ ڈیڈی سے کنفرم کرائے لیکن پھر شاید وہ ڈیڈی کے عہدے سے ڈر گیا اس لئے اس نے مجھے فون کر کے پوچھا کہ سلی بھابھی کی زرعی اراضی کہاں پر تھی اور کتنی تھی اور اب اتنی بات تو مجھے بھی معلوم ہے کہ سلی بھابھی کے والد تو ساری عمر ملازمت ہی کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے تو کبھی ایک مرلے کی رہائش گاہ بھی نہیں خریدی۔ لیکن میں نے منیجر عاصم ثار کو یہ کہہ کر خاموش کر دیا کہ میں ساری تفصیلات معلوم کر کے اسے مہیا کر دوں گا۔ اب تم بتاؤ کہ میں اسے تفصیل مہیا کر دوں یا اس اکاؤنٹ کے بارے میں انسپکٹر شاہین خان کے ذریعے ڈیڈی تک اطلاع پہنچا دوں۔ تم میرے دوست ہو بلکہ بڑے بھائی ہو۔ بتاؤ میں اس سلسلے میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں۔ یقین کرو مجھے یہ سوچ کر ساری ساری رات نیند نہیں آتی کہ اگر ڈیڈی تک اس اکاؤنٹ کی اطلاع پہنچ گئی تو میرے دوست میرے بڑے بھائی کے ساتھ کیا ہو گا

”..... عمران کی زبان میرٹھ کی قینچی سے بھی زیادہ تیز چل رہی تھی۔ ”تم جن ہو۔ بھوت ہو۔ جادوگر ہو یا مافوق الفطرت مخلوق ہو۔ بتاؤ تو سہی کہ آخر تم ہو کیا۔ تم سے جس قدر چھپ کر خفیہ کام کیا جائے تمہیں نہ صرف پتہ ہوتا ہے بلکہ اس کی تفصیل بھی معلوم ہوتی ہے“..... سوپر فیاض نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”ارے۔ اگر میں جن بھوت یا جادوگر ہوتا تو اس طرح تنہائی کا شکار کیوں ہوتا۔ ساری کی ساری دولت چپکے سے تمہارے اور بھابھی کے اکاؤنٹ سے نکال کر اپنے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر نہ کرا لیتا۔ اب کیا کروں ساری دنیا کو معلوم ہے کہ تم جیسا بڑا افسر مجھ جیسا تنہائی کے شکار آدمی کا دوست ہے اس لئے وہ بے چارے تم جیسے بڑے افسر سے تو بات نہیں کر سکتے ہیں اور مجھ جیسے حقیر فقیر سے بڑی آسانی سے بات کر لیتے ہیں“..... عمران نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

”اب تو میں دعا ہی کر سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے شر سے مجھے بلکہ سب کو ہی بچائے“..... سوپر فیاض نے کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”آمین۔ ثم آمین“..... عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے سوپر فیاض بھی ہنس پڑا لیکن اس کی ہنسی میں بے بسی کا تاثر نمایاں تھا۔

”ٹھیک ہے۔ میں آرہا ہوں۔ تمہارے فلیٹ پر“..... سوپر فیاض

نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
 ”ضرور آؤ۔ کم از کم دس لاکھ کا چیک لے کر آنا۔ اس سے کم
 میں میری تہائی دور نہیں ہو سکتی“..... عمران نے کہا۔
 ”دس لاکھ۔ کیا تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ دس لاکھ
 تمہارے نزدیک کوئی رقم ہی نہیں ہے جو منہ پھاڑ کر مانگ لیتے ہو۔
 نانس“..... سوپر فیاض نے چیختے ہوئے کہا۔
 ”اب تم نے چونکہ میرے دماغ کی سلامتی کے بارے میں
 شک کا اظہار کیا ہے اس لئے اب دماغ کی صحت کے لئے پانچ
 لاکھ مزید بھی لے آنا۔ اب پندرہ لاکھ سے کم پر بات نہیں ہوگی
 ورنہ تم خود سوچو کہ انسپکٹر شاہین خان مجھے پندرہ لاکھ آسانی سے
 دے سکتا ہے“..... عمران نے کہا۔
 ”میں اسے اور تمہیں دونوں کو گولی مار دوں گا۔ سمجھے۔ میں دس
 ہزار روپے دے سکتا ہوں۔ اس سے ایک پیسہ بھی زیادہ نہیں دے
 سکتا بس“..... سوپر فیاض نے چیختے ہوئے کہا۔
 ”ٹھیک ہے۔ دس ہزار کا چیک اپنے دفتر کے باہر کھڑے
 چڑاسی کو دے دینا۔ بے چارہ دعائیں دیتا رہے گا کیونکہ جلد ہی
 تمہیں ان کی ضرورت پڑے گی جب تمہارے اس اکاؤنٹ کے
 ساتھ ساتھ امباری برانچ میں پچاس لاکھ کا اکاؤنٹ، کلائڈ برانچ
 میں اسی لاکھ کے اکاؤنٹ اور جو ساری برانچ میں پانچ کروڑ کے
 اکاؤنٹ کے بارے میں ڈیڈی کو اطلاعات ملیں گی تو پھر دعائیں

ہی تمہارے کام آئیں گی“..... عمران نے شرارت بھرے انداز میں
 آنکھیں مٹکاتے ہوئے کہا۔
 ”اوہ۔ اوہ۔ تہ تہ۔ تم۔ تم۔ یہ سب کیا ہے۔ آخر یہ سب
 کیسے تمہیں معلوم ہو جاتا ہے۔ کیسے۔ آخر کیسے“..... سوپر فیاض کی
 آواز سے ہی ظاہر ہو رہا تھا کہ اس کا دماغ پھٹنے کے قریب پہنچ چکا
 ہے۔
 ”ارے۔ میرا سینہ تو اکاؤنٹس کا دفن ہے۔ ویسے بھی کہا جاتا
 ہے کہ حساب دوستانہ درد دل۔ یعنی دوستوں کے حساب کتاب دلوں
 میں رہتے ہیں۔ دلوں سے باہر نہیں آتے اور تم تو میرے بڑے
 پیارے اور عزیز دوست اور بہت بڑے بھائی بھی ہو۔ کیوں ہو
 نا“..... عمران نے کہا۔
 ”ٹھیک ہے۔ ایک لاکھ کا چیک دے دوں گا۔ اب کیا کروں۔
 بس اس سے زیادہ میں تمہیں کچھ نہیں دے سکتا۔ یہ فائل ہے بالکل
 فائل“..... سوپر فیاض نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔
 ”ایک ایک لاکھ کے پندرہ یا پندرہ لاکھ کا ایک چیک۔ یہ تم پر
 منحصر ہے۔ اگر تمہیں دستخط کرنے کا شوق ہے تو پندرہ چیک لیتے
 آنا اور اگر نہیں تو پھر ایک ہی پندرہ لاکھ کا چیک لکھ لینا۔ جلدی
 آؤ۔ تہائی واقعی مجھے بری طرح کاٹ رہی ہے ایسا نہ ہو کہ اس
 تہائی میں میرا درد بڑھ جائے۔ درد بڑھ گیا تو چیک کی رقم بھی
 بڑھنے کا امکان ہو سکتا ہے“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی

اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اسے معلوم تھا کہ ٹائیگر ایک بجے سے پہلے اپنے رہائشی کمرے سے باہر نہیں آتا اس لئے ابھی وہ اپنے کمرے میں ہی ہوگا۔

”ٹائیگر بول رہا ہوں“..... رابطہ ہوتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”یس باس۔ حکم“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
”یہ بتاؤ کہ ایگل کلب جس کا مالک اور جنرل منیجر ہڈسن ہے، کہاں ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”ایسا تو کوئی کلب یہاں نہیں ہے باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو جبکہ نارگا لینڈ سے سنٹرل اٹیلی جنس کو باقاعدہ اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا دارالحکومت میں ایگل کلب کا مالک اور منیجر ہڈسن انتہائی حساس قسم کے اسلحہ کی سسگنگ میں ملوث ہے“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نو باس۔ اس نام کا کوئی کلب یہاں نہیں ہے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے کوڈ نام رکھے ہوں۔ اسلحہ اور منشیات کی اسمگلنگ میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اصل نام اور ہوتے ہیں اور کوڈ نام اور

ہوتے ہیں اور یہ ہڈسن اور ایگل کلب بھی صرف کوڈ کے لئے استعمال کئے جاتے ہوں“..... ٹائیگر نے جواب دیا۔
”تو کیا۔ تمہیں یقین ہے کہ ہڈسن نام کا کوئی آدمی بھی نہیں ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”باس۔ یہاں زیر زمین دنیا میں ایک ہی نہیں ایک ہزار ہڈسن ہوں گے لیکن ایسا کوئی ہڈسن نہیں ہے جو کسی کلب کا مالک یا جنرل منیجر ہو“..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”مروا دیا تم نے بھائی۔ میں نے سوپر فیاض سے کہہ دیا ہے کہ میں جانتا ہوں۔ میرا خیال تھا کہ اس کے آنے سے پہلے تم سے پوچھ لوں گا لیکن تم نے تو لٹیا ہی ڈبودی اب وہ پندرہ لاکھ کا چیک تو کیا جیب سے پندرہ روپے بھی نکال کر نہیں دے گا“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ مجھے تھوڑا سا وقت دے دیں۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ میں ایک گھنٹے کے اندر اندر آپ کو بتا دوں گا کہ اصل صورتحال کیا ہے“..... ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔
”ہاں ضرور۔ دارالحکومت میں اسلحہ سے متعلق جتنے بھی گروپ ہیں سب کو چیک کراؤ“..... عمران نے کہا۔

”لیکن اس میں تو بہت وقت لگے گا باس۔ میں ایک ایسے آدمی کو جانتا ہوں جو اسلحہ کے سلسلے میں ہر بات جانتا ہے۔ اسے رقم

دے کر اس سے اصل بات معلوم ہو جائے گی“..... ٹائیگر نے کہا۔
 ”کتنی رقم دینا پڑے گی“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
 ”کم از کم ایک لاکھ روپے تو اسے دینے ہی پڑیں گے۔
 باس“..... ٹائیگر نے جواب دیا۔
 ”تمہارا مطلب ہے کہ تمہیں یہ رقم دے دی جائے“..... عمران
 نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

”نہیں باس۔ میں نے ان لوگوں کے لئے علیحدہ اکاؤنٹ کھولا
 ہوا ہے۔ آپ کی طرح میں بھی کنویں کی مٹی کنویں میں ہی برابر کر
 دیتا ہوں۔ کبھی کبھار میں اس سیکرٹ اکاؤنٹ میں مشینوں کو آپریٹ
 کر کے دو چار کروڑ روپے جیت کر جمع کرا دیتا ہوں“..... ٹائیگر
 نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا۔ ویل ڈن۔ بالکل ٹھیک ہے۔ جتنی جلدی ممکن ہو
 سکے معلوم کر کے مجھے فلیٹ پر فون کرو“..... عمران نے کہا۔
 ”لیس باس“..... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران نے بغیر مزید
 کچھ کہے رسیور رکھ دیا۔ اب اسے سو پر فیاض کا انتظار تھا۔

نیلے رنگ کی کار ایک بڑی اور جدید طرز کے رہائشی پلازہ کی
 پارکنگ میں رکی اور اس میں سے ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی
 باہر آگئی۔ لڑکی نے جینز کی پینٹ اور سیاہ لیدر کی جیکٹ پہنی ہوئی
 تھی اور اس کے سر کے سنہری بال بڑے خوبصورت انداز میں
 تراشے ہوئے تھے۔

اس لڑکی کے دونوں کانوں میں جگمگاتے ہوئے ہیروں کے
 ٹاپس اور ناک میں بھی ہیرے کی تھیلی تھی۔ اس نے لیدر کا ایک
 بریف کیس کار سے نکال کر نیچے رکھا اور پھر کار کو لاک کر کے وہ
 بریف کیس اٹھائے بڑے اطمینان بھرے انداز میں تیز تیز قدم
 اٹھاتی استقبالیہ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

”ہیلومس انازیہ۔ کیسی ہو۔ میری کوئی ڈاک۔ کوئی فون تو نہیں
 آیا“..... لڑکی نے استقبالیہ پر موجود لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔
 ”اوہ مس مارتھا۔ آپ آگئیں واپس۔ ایک منٹ۔ میں چیک کر

لیتی ہوں“..... استقبالیہ پر کھڑی لڑکی جسے مس انازیہ کہا گیا تھا، نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے سامنے رکھے ہوئے کمپیوٹر کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔

”نومس مارتھا۔ آپ کے لئے نہ تو کوئی فون آیا ہے اور نہ ہی کوئی ڈاک“..... مس انازیہ نے چند لمحوں بعد اس لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ گڈ بائی“..... مس مارتھا نے مسکراتے ہوئے کہا اور بریف کیس اٹھائے وہ تیز تیز قدم اٹھاتی قریبی لفٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ چوتھی منزل پر اپنے کمرے کے بند دروازے کے سامنے موجود تھی۔ اس نے جیب سے چابی نکالی اور دروازے کے کی ہول میں چابی ڈال کر اسے مخصوص انداز میں گھمایا تو کٹناک کی آواز کے ساتھ ہی دروازہ کھلتا چلا گیا۔

اس نے چابی نکالی اور پھر بریف کیس اٹھائے اندر داخل ہوئی۔ یہ لکٹری فیٹ تھا۔ اس کے اندر تین کمرے تھے۔ دو بیڈ روم اور ایک سٹنگ روم۔ مارتھا نے لائٹس آن کیں اور پھر دروازہ لاک کر کے وہ سٹنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے بریف کیس کرسی کے ساتھ فرش پر رکھا اور ایک کرسی پر بیٹھ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس۔ ماسٹر سپیکنگ“..... رابطہ ہوتے ہی ایک بھاری مردانہ

آواز سنائی دی۔

”مارتھا بول رہی ہوں۔ باس سے بات کراؤ“..... مارتھا نے نرم لہجے میں کہا۔

”آپ آگئی ہیں واپس“..... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

”ہاں۔ ابھی پہنچی ہوں اور فلیٹ سے ہی بول رہی ہوں“۔ مارتھا نے جواب دیا۔

”اوکے۔ ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یس۔ باس سپیکنگ“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”مارتھا بول رہی ہوں باس“..... مارتھا نے اس بار انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا رپورٹ ہے“..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”ڈیل مکمل ہو گئی ہے باس۔ البتہ وہاں نارگالینڈ میں ہمارا ایک آدمی انٹیلی جنس کی نظروں میں آ گیا اور اسے گرفتار کر لیا گیا لیکن مجھے معلوم ہو گیا جس پر ہیڈلی نے اسے فوری طور پر انٹیلی جنس کی تحویل میں ہی گولی مروادی لیکن ہیڈلی کو اطلاع مل گئی کہ اس آدمی نے انٹیلی جنس کو بیان دیا ہے کہ انتہائی حساس اسلحہ کی ڈیل پاکیشیا کا ایگل کلب اور اس کا جنرل منیجر ہڈن کر رہا ہے“..... مارتھا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

مارتھانے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے نیچے پڑا ہوا بریف کیس اٹھا کر میز پر رکھا اور اسے کھول کر اس میں سے ایک فائل نکال کر وہ اٹھی اور بیڈ روم میں گئی اور وہاں دیوار پر موجود ایک تصویر ہٹا کر دیوار پر اپنی دائیں ہتھیلی رکھ کر دہائی تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار ایک طرف کو ہٹ گئی۔

اب وہاں ایک سیف موجود تھا۔ اس نے سیف کھول کر اس کے نچلے خانے میں موجود فائلوں کے اوپر اس فائل کو رکھا اور دوسرے خانے میں پڑی ہوئی کرنسی نوٹوں کی گڈیوں میں سے چار پانچ گڈیاں نکال کر باہر رکھیں اور پھر سیف بند کر کے اس نے بائیں ہتھیلی کو سائیڈ دیوار پر رکھ کر دہایا تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار برابر ہو گئی۔ اس نے تصویر اٹھا کر واپس اس کی جگہ پر لٹکائی اور پھر گڈیاں اٹھا کر وہ واپس سننگ روم میں آ گئی۔

سننگ روم کی الماری کھول کر اس نے گڈیاں الماری کے ایک خانے میں رکھ کر الماری بند کر دی اور پھر بریف کیس اٹھا کر وہ سائیڈ پر موجود ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے بریف کیس الماری کے نچلے خانے میں رکھا اور دوسرا لباس نکال کر وہ واش روم کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واش روم سے باہر آئی تو اس کا نہ صرف ہمیشہ شائل بدلا ہوا تھا بلکہ اس نے لباس بھی تبدیل کر لیا تھا۔ یہ مقامی لباس تھا۔

اس پر اس نے ایک خوبصورت لیڈیز جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔

”اس سے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر وہ یہاں انٹیلی جنس کو اطلاع بھی دے دیں گے تب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ ہڈن اور ایگل کلب دونوں کوڈ نام ہیں۔ ان کے اصل ناموں کے بارے میں کوئی نہیں جانتا“..... باس نے کہا۔

”لیس باس۔ اسی لئے تو ہم بھی مطمئن ہیں“..... مارتھانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ بتاؤ کہ تمہیں جو لسٹ مہیا کی گئی تھی اس لسٹ میں درج تمام اسلحہ مل گیا ہے یا نہیں“..... باس نے پوچھا۔

”لیس باس۔ سارا اسلحہ مل گیا ہے“..... مارتھانے جواب دیا۔

”اس کی شپٹ کب ہوگی“..... باس نے پوچھا۔

”اس کی شپٹ مخصوص ذریعے سے کل ہو جائے گی۔ پھر اسے

تھری ایس پہنچا دیا جائے گا“..... مارتھانے جواب دیا۔

”اوکے۔ یہ کام ہڈن کا ہے۔ وہ خود ہی کر لے گا۔ تم فی الحال

چند روز ریٹ کرو۔ اس کے بعد تم نے کاراسیا جانا ہے اور وہاں

بھی ایک پیشل ڈیل کرنی ہے“..... باس نے کہا۔

”لیس باس۔ جب آپ حکم دیں گے میں حاضر ہوں“..... مارتھانے

نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

”ابھی اس ڈیل کے لئے بات چیت ہو رہی ہے۔ اسے مکمل

ہونے میں چند روز لگ جائیں گے۔ تب تک تم ریٹ کرو۔ پھر تم

سے بات ہوگی۔ اوکے۔ گڈ بائی“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو

ایک الماری سے اس نے شراب کی بوتل اور گلاس نکالا اور سائیڈ میز پر انہیں رکھ کر خود کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس نے میز کی دراز کھول کر اس میں موجود ریموٹ کنٹرول نکالا اور اس کی مدد سے سامنے کونے میں موجود ٹی وی آن کر دیا۔ پھر اس نے ٹی وی دبا کر اپنا پسندیدہ چینل ٹی وی پر ٹیون کیا اور پھر ریموٹ کنٹرول رکھ کر اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور شراب گلاس میں ڈال کر اس نے بوتل کا ڈھکن بند کر کے اسے واپس میز پر رکھا اور گلاس اٹھا کر اس نے شراب سب کرنی شروع کر دی۔

اس کی نظریں ٹی وی پر جمی ہوئی تھیں اور پھر اس نے گھونٹ گھونٹ شراب پی کر گلاس ختم کیا ہی تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی کھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر ریموٹ کنٹرول اٹھا کر ٹی وی کی آواز بند کر دی اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”نہیں۔ مارتھا بول رہی ہوں“..... مارتھا نے کہا۔

”ریونڈ بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو مارتھا بے اختیار چونک پڑی۔

”ریونڈ تم۔ کیسے فون کیا ہے“..... مارتھا نے حیران ہوئے ہوئے کہا۔

”ایک رپورٹ دینی ہے“..... ریونڈ کی آواز آئی۔

”کیا رپورٹ ہے“..... مارتھا نے پوچھا۔

”ایک آدمی ہڈن اور ایگل کلب کے بارے میں پوچھتا پھر رہا

ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو مارتھا بے اختیار اچھل پڑی۔

”اوہ اوہ۔ کون ہے وہ آدمی اور کس سے پوچھ رہا تھا“۔ مارتھا نے حیران ہو کر کہا۔

”مجھ سے پوچھنے آیا تھا۔ میں نے تو انکار کر دیا کہ ایسا تو کوئی کلب یہاں نہیں ہے لیکن میں نے تمہیں اس لئے فون کیا ہے کہ وہ آدمی انتہائی خطرناک ہے اس لئے تم اپنے باس کو اطلاع کر دو“..... ریونڈ نے کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ خطرناک سے تمہارا کیا مطلب ہے“۔ مارتھا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اس کا نام ٹائیگر ہے اور زیر زمین دنیا کے بڑے بڑے بد معاشوں میں اس کا شمار کیا جاتا ہے۔ انتہائی تیز طرار، ذہین اور فعال آدمی ہے“..... ریونڈ نے کہا۔

”ایسے تو سب ہوتے ہیں۔ یہ کیا بات ہوئی۔ کھل کر بات کرو ریونڈ“..... مارتھا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اس کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے دنیا کے خطرناک ترین آدمی علی عمران سے ہے اور عمران ایسا آدمی ہے جو اگر کسی کے پیچھے لگ جائے تو سمجھ لو کہ اس کا خاتمہ یقینی ہو جاتا ہے“..... ریونڈ نے کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ لیکن ہمارا سیکرٹ سروس سے کیا تعلق۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے کہ اسلحے کا بزنس تو سیکرٹ سروس کے دائرہ

کار میں نہیں آتا“..... مارتھا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”علی عمران کا والد سنٹرل انٹیلی جنس کا ڈائریکٹر جنرل ہے اور
 بیورو کا سپرنٹنڈنٹ فیاض اس کا گہرا دوست ہے اور ویسے بھی یہ علی
 عمران فری لانسر ہے۔ میرا مطلب ہے کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس
 کے لئے فری لانسر کے طور پر کام کرتا ہے۔ اسے ہر پرانے پھندے
 میں ٹانگ اڑانے کی عادت ہے۔ اس لئے وہ تمہارے خلاف بھی
 کام کر سکتا ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ اگر وہ اس معاملے میں واقعی
 سیریکس ہو گیا تو پھر ایگل کلب تو کہاں ہڈن بھی اس کی نظروں سے
 زیادہ دیر تک چھپا نہ رہ سکے گا اور وہ ہر بات کی جڑ تک پہنچ جائے
 گا پھر سارا معاملہ ختم سمجھو“..... ریونڈ نے کہا۔

”اوہ۔ پھر اب مجھے کیا کرنا چاہئے“..... مارتھا نے کہا۔
 ”کچھ نہیں۔ تم اپنے چیف کو اطلاع دے دو۔ وہ خود ہی سب
 کچھ کر لے گا“..... ریونڈ نے کہا۔

”اوکے۔ میں اطلاع کر دیتی ہوں“..... مارتھا نے کہا اور
 کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے حیزی سے نمبر پر لیس
 کرنے شروع کر دیئے۔

”لیس۔ ماسٹر بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے مردانہ آواز
 سنائی دی۔

”مارتھا بول رہی ہوں۔ اپنے فلیٹ سے۔ باس سے بات
 کراؤ“..... مارتھا نے کہا۔

”اچھا۔ ہولڈ کرو“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 ”ہیلو“..... چند لمحوں بعد باس کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”مارتھا بول رہی ہو باس“..... مارتھا نے کہا۔
 ”کیوں کال کی ہے“..... باس کا لہجہ سرد تھا اور مارتھا نے ریونڈ
 کی کال آنے سے لے کر اس سے ہونے والی تمام بات چیت
 تفصیل سے بتا دی۔

”ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ نارگا لینڈ حکومت نے یہاں
 سنٹرل انٹیلی جنس کو اطلاع دے دی ہے“..... دوسری طرف سے کہا
 گیا۔

”باس۔ ریونڈ تو اس علی عمران نامی آدمی سے بے حد خوفزدہ نظر
 آ رہا تھا“..... مارتھا نے کہا۔

”ہاں۔ وہ درست کہہ رہا ہے۔ یہ علی عمران دنیا کا خطرناک
 ترین آدمی ہے لیکن ہمارا یہ کاروبار سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں
 نہیں آتا اس لئے لامحالہ یہ کام سپرنٹنڈنٹ فیاض کا ہو گا۔ وہ عمران
 کا دوست ہے۔ اس نے اس سے بات کی ہو گی“..... باس نے
 کہا۔

”تو پھر اب کیا کرنا ہے باس“..... مارتھا نے پریشان ہوتے
 ہوئے کہا۔

”پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہڈن کی اس
 سپرنٹنڈنٹ سے سیٹنگ ہے۔ وہ خود ہی اسے ہینڈل کر لے گا اس

طرح یہ معاملات خود بخود ختم ہو جائیں گے..... باس نے کہا۔
 ”باس۔ جو ڈیل آر ہی ہے اسے ہڈن نے آگے پہنچانا ہے۔
 ایسا نہ ہو کہ اس ہڈن کی وجہ سے یہ ڈیل ہی خطرے میں پڑ
 جائے“..... مارتھانے کہا۔
 ”اوہ ہاں۔ واقعی ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں پورے
 سیٹ اپ کو انڈر گراؤنڈ کر دیتا ہوں اور یہ سپلائی بھی اب ہڈن کی
 بجائے دوسرا گروپ کرے گا۔ عمران سے بچنے کے لئے یہ سب
 بہت ضروری ہے ورنہ سب کچھ اوپن ہو جائے گا اور میں نہیں چاہتا
 کہ ہمارا کام شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائے“..... باس
 نے کہا۔

”اگر آپ اجازت دیں تو میں خود اس سپیشل سپلائی کو مکمل کرا
 دوں“..... مارتھانے کہا۔

”اوہ۔ نہیں مارتھا۔ ایسا سوچو بھی مت۔ تم جس کام میں ماہر ہو
 بس وہیں تک رہو۔ تم اگر سامنے آگئی تو پھر ہمارا پورا بزنس ہی ختم
 ہو جائے گا۔ تم فکر مت کرو۔ یہ کام آسانی سے ہو جائے گا اور اگر
 زیادہ خطرہ محسوس ہوا تو اس ہڈن کو ہی آف کر دیا جائے گا تاکہ
 کوئی خطرہ ہی باقی نہ رہے۔ میں اس معاملے میں کوئی رسک لینا
 پسند نہیں کروں گا“..... باس نے کہا۔

”اوکے باس“..... مارتھانے کہا تو دوسری طرف سے رسیور رکھ
 دیا گیا اور مارتھانے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ

دیا۔ اس کے چہرے پر ابھی تک حیرت اور الجھن کے تاثرات
 نمایاں تھے۔ عمران کا نام پہلی بار اس نے سنا تھا اور پہلے جس انداز
 میں ریونڈ نے اور پھر جس انداز میں باس نے بات کی تھی اور جس
 طرح وہ ہڈن جیسے اپنے آدمی کو آف کرنے پر تیار ہو گیا تھا ان
 سب باتوں نے اس کو تجسس میں مبتلا کر دیا تھا۔

”حیرت ہے۔ آخر کون ہے یہ علی عمران۔ آخر انسان ہی ہو گا۔
 باس اسے ہلاک کرنے کی بجائے اپنے ہی آدمی کو مارنے پر تل گیا
 ہے۔ حیرت ہے۔ واقعی حیرت ہے“..... مارتھانے بڑبڑاتے ہوئے
 کہا اور پھر اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے
 شروع کر دیئے۔

”ٹیری کلب“..... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔
 ”مارتھا بول رہی ہوں۔ جیفرے سے بات کراؤ“..... مارتھانے
 کہا۔

”اوہ اچھا۔ ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے چونک کر کہا
 گیا۔

”ہیلو۔ جیفرے بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ
 آواز سنائی دی۔

”مارتھا بول رہی ہوں جیفرے“..... مارتھانے کہا۔
 ”اوہ۔ مارتھا تم۔ کل میں نے فون کیا تھا لیکن تم نے کال انڈ
 ہی نہیں کی تو میں سمجھ گیا کہ تم کہیں باہر گئی ہو گی“.....

جیفرے نے کہا۔

”تم استقبالیہ پر معلوم کر لیتے تو تمہیں بتا دیا جاتا کہ میں ملک سے باہر گئی ہوئی تھی۔ ٹوائے بزنس کے سلسلے میں۔ آج ہی واپس آئی ہوں“..... مارتھا نے کہا۔

”تو پھر آ جاؤ۔ کال کیوں کر رہی ہو۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ میں تمہارا ہر وقت منتظر رہتا ہوں“..... جیفرے نے کہا تو مارتھا بے اختیار ہنس پڑی۔

”میں نے بھی آتے ہی تمہیں فون کیا ہے۔ رات کو آؤں گی تاکہ کچھ تفریح بھی ہو سکے۔ ویسے ایک بات تو بتاؤ کیا تم کسی علی عمران کو جانتے ہو جو سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے“..... مارتھا نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تم نے یہ نام کہاں سے سن لیا“..... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”کیا مطلب۔ کیا کوئی خاص آدمی ہے یہ۔ ویسے میں نے سنا تھا کہ یہ انتہائی خطرناک آدمی ہے“..... مارتھا نے کہا۔

”دیری بیڈ مارتھا۔ ریٹلی دیری بیڈ۔ یہ کسی عام سے آدمی کا نام نہیں ہے بلکہ عفریت کا نام ہے۔ ایک بھیا تک عفریت۔ اگر یہ تمہارے سیٹ اپ کے پیچھے لگ گیا تو فوری طور پر اپنی جان بچاؤ اور ملک سے باہر چلی جاؤ ورنہ یہ پاتال سے بھی تمہیں کھینچ نکالے گا۔ اس سے بچ کر بھاگ جاؤ۔ اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔ میری

بات کا یقین کرو میں سچ کہہ رہا ہوں۔ وہ آدمی نہیں خوفناک عفریت ہے“..... جیفرے نے قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”ارے۔ ارے۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ تم تو اس سے واقعی بے حد خوفزدہ ہو۔ میں تو فیئر بزنس کرتی ہوں۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ میرا امپورٹ ایکسپورٹ بزنس سے تعلق ہے۔ ٹوائے بزنس سے۔ میں آرڈر بک کرتی ہوں“..... مارتھا نے کہا۔

”مجھے سب معلوم ہے مارتھا۔ یہ باتیں کسی اور سے کیا کرو۔ بہر حال یہ آدمی دنیا کا خطرناک ترین آدمی ہے اس لئے اپنی جان بچا سکو تو بچا لو اور سنو۔ اب جب تک تمہاری پوزیشن کلیئر نہ ہو جائے تم نے میرے کلب میں بھی نہیں آنا۔ گڈ بائی“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو مارتھا اس طرح رسیور کو دیکھنے لگی جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ جیفرے یہ بات کر کے اس طرح فون بھی آف کر سکتا ہے۔

اسے معلوم تھا کہ جیفرے ڈرگ بزنس کے چند بڑوں میں سے ایک ہے اور بین الاقوامی سطح پر اس کا کاروبار ہے اور وہ مافیا ٹائپ کی ایک بین الاقوامی تنظیم سے بھی منسلک ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اس کا بوائے فرینڈ بھی تھا لیکن اس عمران کا نام سنتے ہی اس نے جو انداز اپنایا تھا اس نے اسے حیرت زدہ کر دیا تھا۔ اس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی کھنٹی بج اٹھی اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس۔ مارتھا بول رہی ہوں“..... مارتھا نے کہا۔
 ”ماسٹر بول رہا ہوں مارتھا“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ
 آواز سنائی دی۔

”یس“..... مارتھا نے کہا۔
 ”باس سے بات کرو“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 ”ہیلو مارتھا۔ باس بول رہا ہوں“..... باس کی آواز سنائی دی۔
 ”یس باس“..... مارتھا نے کہا۔

”تم ایئر پورٹ پہنچ جاؤ۔ وہاں چارٹرڈ طیارہ تیار ہے۔ تم اور
 ہڈن دونوں نے اکیرمیا جانا ہے اور اس وقت تک وہیں رہنا ہے
 جب تک میں تمہیں دوبارہ کال نہ کروں“..... باس نے تیز لہجے
 میں کہا۔

”مگر باس“..... مارتھا نے کچھ کہنا چاہا۔ اس کی آنکھیں حیرت
 کی شدت سے پھیل گئیں۔

”مارتھا۔ میں چاہتا تو ریونڈ کی طرح تمہیں بھی ہلاک کرا دیتا
 اور یہ میرے لئے تمہیں کہیں بھیجنے سے زیادہ آسان تھا لیکن تمہاری
 خدمات کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں نے تمہیں اکیرمیا بھجوانے کا
 فیصلہ کیا ہے۔ آدھے گھنٹے کے اندر ایئر پورٹ پہنچ جاؤ۔ فیلر وہاں
 موجود ہوگا۔ اسے اپنے کاغذات دے دینا۔ وہ فوری طور پر سارے
 انتظامات مکمل کر دے گا“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یس باس۔ لیکن ریونڈ کو ہلاک کیوں کیا گیا ہے“..... مارتھا

نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
 ”وہ ان لوگوں کی نظروں میں آ گیا تھا“..... دوسری طرف سے
 کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو مارتھا نے رسیور رکھا
 اور بجلی کی سی تیزی سے اٹھی اور اپنی رواںگی کی تیاری کرنے میں
 مصروف ہو گئی۔ اس کے ذہن میں بار بار باس کی بات آرہی تھی
 کہ اس کے لئے اسے ہلاک کرا دینا زیادہ آسان تھا۔ وہ اب واقعی
 خوفزدہ دکھائی دینے لگی تھی۔

عمران بدستور اپنے فلیٹ میں بیٹھا میگزین پڑھنے میں مصروف تھا لیکن اس کے کان دروازے کی طرف لگے ہوئے تھے کیونکہ سوپر فیاض نے آنا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور کتاب بند کر کے میز پر رکھی اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”کون ہے“..... عمران نے اپنی عادت کے مطابق پوچھا۔
”دروازہ کھولو“..... دوسری طرف سے سوپر فیاض کی غصیلی آواز سنائی دی تو عمران نے لاک کھول دیا۔

”نجانے یہ سلیمان کہاں مر جاتا ہے۔ تم نے اسے واقعی سر پر چڑھا رکھا ہے“..... سوپر فیاض نے اندر داخل ہوتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ارے۔ ارے۔ نہ سلام نہ دعا۔ بس آتے ہی لٹھ مار دی اور تھانیدارانہ رویہ اختیار کر لیا۔ سلیمان گاؤں گیا ہوا ہے۔ اماں بی نے

کچھ چیزیں اس کے گاؤں کی بیواؤں کو بھجوانی تھیں اس لئے اسے اسے بھیجا گیا ہے۔ اس کام کے لئے ہمیشہ وہی جاتا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ پھر تم یہ دروازہ کھول کر رکھا کرو۔ خواہ مخواہ تمہاری پریڈ ہو جاتی ہو گی“..... سوپر فیاض نے سنگ رزم میں آ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”تم پریڈ کی بات کر رہے ہو۔ میرا تو دل چاہتا ہے کہ جب بھی تم اپنے فلیٹ پر آؤ تمہارے اعزاز میں گارڈ آف آنر دیا جائے۔ ویسے ایک بات بتاؤ۔ اپنے ہی فلیٹ کے بند دروازے کی گھنٹی بجاتے ہوئے تمہیں عجیب سا تو لگتا ہو گا“..... عمران نے فلاسک میں سے چائے پیالی میں ڈالتے ہوئے کہا۔

”میں نے اب اسے اپنا فلیٹ سمجھنا ہی چھوڑ دیا ہے“..... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”تو پھر کب میرے نام ٹرانسفر لیٹر بھجوا رہے ہو تاکہ میں شہر میں سینہ تان کر چلوں کہ میں اس فلیٹ کا اکلوتا مالک ہوں اس سے سوپر فیاض کا کوئی تعلق نہیں ہے اور“..... عمران نے چائے کی پیالی اٹھا کر سوپر فیاض کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

”تمہارے ڈیڈی ملک کے بڑے جاگیرداروں میں سے ایک ہیں اور تم ان کے اکلوتے بیٹے ہو۔ آخر کار تم نے ہی اس جاگیر کا مالک بننا ہے۔ ان کا سب کچھ تمہارا ہی تو ہو جانا ہے“..... سوپر

فیاض نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”ارے ارے۔ اب بس وہ نام کی جاگیر رہ گئی ہے۔ ڈیڈی نے اس کا ایک ٹرسٹ بنا دیا ہے اور اب جاگیر کی آمدنی اس ٹرسٹ کے ذریعے اس علاقے کے رہنے والے غریب لوگوں کو دی جاتی ہے۔ باقی آدمی رقم اماں بی کو مل جاتی ہے اور وہ بھی اماں بی کے ذریعے غریب غرباء تک پہنچ جاتی ہے باقی رہی سہی جاگیر پر ابھی ڈیڈی گزارہ کر رہے ہیں۔ میرے حصے میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔“..... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ پھر تو تم پر واقعی ظلم کیا گیا ہے۔ آخر تم کب تک اس طرح زندگی گزارو گے؟“..... سوپر فیاض نے بڑے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

”جب تک فیاض زندہ ہے اور اس کی فیاضی قائم ہے۔ ہم جیسے ضرورت مند بھوکے نہیں مر سکتے۔ کیوں۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا۔“..... عمران نے کہا تو سوپر فیاض نے پہلے تو بے اختیار ایک طویل سانس لیا پھر پھینکی سی ہنسی ہنس پڑا۔

”یوں کہوں کہ جب تک مجبور زندہ ہیں تم جیسے بلیک میلر بھوکے نہیں مر سکتے۔“..... سوپر فیاض نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”دس بنکوں میں اکاؤنٹ کھول کر بھی اگر تم مجبور ہو تو پھر اس ملک کی عوام کو کیا کہو گے جو صرف دکانوں کے بورڈ ہی پڑھ سکتے ہیں۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بہر حال چھوڑو اور مجھے بتاؤ کہ کہاں ہے یہ ہڈن اور ایگل کلب؟“..... اکاؤنٹ کی بات ہوتے ہی سوپر فیاض نے فوراً ہی موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

”پہلے بتاؤ کہ میرے لئے چیک لے آئے ہو یا نہیں۔ سچ بتانا۔“..... عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ لے آیا ہوں لیکن پہلے تم مجھے اس بارے میں بتاؤ۔ پھر چیک دوں گا ورنہ نہیں۔“..... سوپر فیاض نے کہا۔

”اگر تم اجازت دو تو میں تمہارے سامنے انسپکٹر شاہین خان کو فون کر دوں۔ پھر دیکھو وہ کیسے ایک کی بجائے دو چیک اٹھائے آئے گا اور ایک تم ہو جو اپنے بھائی جیسے دوست پر اعتماد نہیں کر رہے۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں اس انسپکٹر شاہین خان کو واقعی گولی مار دوں گا اور اس کی موت کا ذمہ دار تمہیں قرار دے دوں گا۔“..... سوپر فیاض نے کہا۔

”مار دو۔ میرا اس سے کیا تعلق۔ میرا تعلق تو تم سے ہے پھر تم مجھ پر اس کا الزام کیسے تھوپ سکتے ہو؟“..... عمران نے کہا تو سوپر فیاض نے جیب سے چیک نکالی اور اسے سامنے رکھ کر اس نے جیب سے قلم بھی نکال لیا۔

”پندرہ لاکھ کا چیک لکھنا۔“..... عمران نے کہا۔

”صرف ایک لاکھ کا۔ بس۔ یہ آخری بات ہے اس سے زیادہ منہ کھولا تو یہ ایک لاکھ بھی نہیں ملے گا۔“..... سوپر فیاض نے کہا۔

”بس پھر مجھے نہیں چاہئے۔ تم اسے اپنے پاس رکھو۔ میں منبر کو کہہ دوں گا کہ وہ اکاؤنٹ کی تصدیق ڈیڈی سے کرا لے۔ میں اس معاملے سے باہر ہو جانا پسند کروں گا“..... عمران نے کہا۔

”مم۔ مم۔ میں تمہیں گولی مار دوں گا۔ تم اب ناقابل برداشت ہوتے جا رہے ہو۔ قطعی ناقابل برداشت“..... سوپر فیاض نے اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب مجھے واقعی چیک نہیں چاہئے۔ بس اسے واپس جیب میں رکھ لو اور چائے پیو۔ کہو تو تمہارے لئے باہر جا کر کسی دکاندار سے ادھار سنیکس لے آؤں“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کیوں۔ کیا ہوا۔ کیا اب تم سب کچھ مجھے بغیر چیک کے بتاؤ گے“..... سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

”تم مجھ پر اعتماد نہیں کر رہے اور بد اعتمادی مجھے پسند نہیں ہے۔ ویسے بھی ابھی تک مجھے علم نہیں ہے کہ یہ ہڈن اور ایگل کلب کہاں ہے“..... عمران نے کہا۔

”ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تم سیدھے اپنے ڈیڈی کے پاس پہنچ جاؤ گے اور پھر مجھے خودکشی کرنا پڑے گی۔ ٹھیک ہے۔ میں لکھ دیتا ہوں پندرہ لاکھ کا چیک۔ اب میری قسمت ہی خراب ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں“..... سوپر فیاض نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس

نے چیک لکھا اور اسے چیک بک سے علیحدہ کر کے عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے ایک نظر چیک کو دیکھا اور پھر اسے تہہ کر کے جیب میں ڈال لیا۔

”یہ ہوئی نابات۔ اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم کب ریٹائر ہو رہے ہو“..... عمران نے کہا تو سوپر فیاض بے اختیار اچھل پڑا۔

”ریٹائر۔ کیا مطلب۔ یہ بات تم نے کیوں کی ہے۔ میں کیوں ہونے لگا ریٹائرڈ“..... سوپر فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس لئے کہ جس کے بچے بڑے ہو جائیں اس کا مطلب ہوتا ہے کہ اس کی ریٹائرمنٹ قریب آ گئی ہے اور تم نے خود کہا تھا کہ تمہارے بچے اب بڑے ہو چکے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”تمہارے ڈیڈی تمہارے جوان ہونے کے باوجود اگر ابھی تک اپنے عہدے سے ریٹائر نہیں ہو رہے تو تم مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو یا مجھے ریٹائر کرانے کا کیوں سوچ رہے ہو“..... سوپر فیاض نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ڈیڈی کو حکومت خود ہی ملازمت میں توسیع دے دیتی ہے حالانکہ ڈیڈی کی بے حد خواہش ہے کہ اب وہ بوڑھے ہو چکے ہیں اس لئے انہیں واقعی ریٹائر کر دیا جائے لیکن حکومت مانتی ہی نہیں“..... عمران نے کہا۔

”رہنے دو۔ یہ سب باتیں ہیں۔ اس دور میں بھلا کس کا دل چاہتا ہے کہ اتنے بڑے عہدے سے ریٹائر ہونے کو“..... سوپر

فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تمہارا عہدہ تو اتنا بڑا نہیں ہے اس لئے تم تو آسانی سے ریٹائر ہو جاؤ گے۔ بولو۔ کب تک ہو رہے ہو“..... عمران نے پوچھا۔

”آخر تم میری ریٹائرمنٹ کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو۔ تم نے چیک لے لیا ہے۔ اب بولو کہاں ہے ہڈن اور ایگل کلب“..... سوپر فیاض نے تیز لہجے میں کہا۔

”میں نے تمہیں بتایا ہے کہ ابھی مجھے خود علم نہیں ہے اس لئے تو تم سے پوچھ رہا تھا کہ کب ریٹائر ہو رہے ہو تا کہ ریٹائرمنٹ سے پہلے میں معلوم کر کے تمہیں بتا سکوں کہ ہڈن اور ایگل کلب کہاں ہے“..... عمران نے کہا۔

”کیا۔ کیا تم سنجیدگی سے یہ بات کہہ رہے ہو“..... سوپر فیاض کا چہرہ یکلخت پتھرا سا گیا تھا۔

”مجھے جھوٹ بولنے کی عادت نہیں ہے“..... عمران نے کہا۔

”نکالو میرا چیک واپس کرو۔ نکالو۔ تم بے ایمان، بلیک میل ہو۔ نکالو چیک۔ جھوٹے“..... سوپر فیاض نے یکلخت چیختے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”واہ۔ بڑی خوبصورت اور جامع اصطلاح ہے۔ بے ایمان، بلیک میلر۔ واہ۔ جواب نہیں تمہارا۔ اس کا تو مطلب ہے کہ ایمان دار بلیک میلر بھی ہوتے ہیں۔ واہ۔ لطف آ گیا تمہاری زبان دانی

کا“..... عمران نے کہا۔

”میں کہہ رہا ہوں میرا چیک واپس کرو۔ ابھی اسی وقت۔ لاؤ دو مجھے۔ بس“..... سوپر فیاض نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

”پھر تم مجھ سے تو نہیں پوچھو گے کہ ہڈن اور ایگل کلب کہاں ہے اور وہ اراضی کہاں ہے جو فروخت کر کے بنک میں اکاؤنٹ کھولا گیا تھا“..... عمران نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ سوپر فیاض کوئی جواب دیتا فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بے ایمان، جھوٹا بلیک میلر بقول سوپر فیاض بول رہا ہوں“..... عمران نے کہا۔ رسیور اٹھانے سے پہلے اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تھا۔

”ٹائیگر بول رہا ہوں باس“..... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”ارے۔ واہ۔ میں نے تو لاؤڈر کا بٹن بھی بے خیالی میں پریس کر دیا ہے۔ چلو ٹھیک ہے۔ چیک تو وصول کر ہی چکا ہوں۔ اب کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بہر حال بتاؤ۔ کہاں ہے وہ ایگل کلب ورنہ سوپر فیاض ابھی اپنے سرکاری ریوالور سے مجھے شہادت کے درجے پر فائز کرنے کے لئے پوری طرح سے تیار بیٹھا ہے“..... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

”باس۔ گول بازار میں ایک جھوٹا سا کلب ہے جس کا نام زیرو

کلب ہے۔ اسے کوڑ میں ایگل کلب کہا جاتا ہے اور اس کا مالک ایرک ہے اور ایرک کا کوڑ نام ہڈن ہے..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”ویل ڈن۔ یہ بتاؤ کہ کیا یہ معلومات حتمی ہیں“..... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یس باس۔ یہ معلومات حتمی ہیں۔ ایرک بین الاقوامی اسلحہ ریکٹ کا آدمی ہے اور دنیا بھر سے انتہائی حساس اسلحہ اس ریکٹ کے ذریعے خرید کر کافرستان اور پاکیشیا کے شمالی علاقوں اور بہادرستان کو سپلائی کیا جاتا ہے۔ پاکیشیا میں اس ریکٹ کا مین آدمی یہی ایرک ہے“..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ ہاں۔ یہ بتاؤ کہ مجھے معلوم ہوا تھا کہ تم نے پچھلے دنوں ایک ادارے کا وزٹ کیا تھا جہاں معذور افراد کو مصنوعی اعضاء غیر ممالک سے منگوا کر مفت دیئے جاتے ہیں تاکہ معذور افراد اپنے پیروں پر کھڑے ہو سکیں“..... عمران نے کہا۔

”یس باس۔ میرے ایک دوست نے مجھے بتایا تھا تو میں خود وہاں گیا تھا تاکہ حتمی معلومات حاصل ہو سکیں اور وہاں واقعی ایسا ہی ہو رہا ہے۔ چنانچہ میں نے اپنی استطاعت کے مطابق وہاں عطیہ دیا اور واپس آ گیا لیکن آپ کو کس نے بتایا ہے باس“..... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”روزی راسکل نے“..... عمران نے کہا تو سامنے بیٹھا ہوا سوپر

فیاض بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ۔ اس کو کیسے معلوم ہو گیا اور اس نے آپ کو فون کیوں کیا ہے“..... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس کا خیال تھا کہ تم نے خفیہ شادی کر رکھی ہے اور چونکہ تم بے حد ظالم ٹائپ آدمی ہو اس لئے تم نے اپنی بیوی کا بازو اور ہڈیاں توڑ دی ہوں گی اس لئے اب تم مصنوعی اعضاء خریدتے پھر رہے ہو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”باس۔ آپ مجھے پلیز اجازت دے دیں“..... ٹائیگر کے لہجے میں غصہ عود کر آیا تھا۔

”تاکہ تم روزی راسکل کی ہڈیاں توڑ سکو اور پھر اس ادارے سے اتنی قیمت کے مفت مصنوعی اعضاء لے آؤ جتنا تم نے عطیہ دیا ہے“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”باس۔ اب میں مزید کیا کہہ سکتا ہوں“..... ٹائیگر نے بے بس سے لہجے میں کہا۔

”میرے پاس سوپر فیاض کا پندرہ لاکھ کا چیک موجود ہے۔ آ کر لے جاؤ اور سوپر فیاض کے نام سے اسے وہاں جمع کرا کر اس کی رسید سوپر فیاض کو پہنچا دینا تاکہ سوپر فیاض کے ساتھ صحیح معنوں میں دوستی نبھائی جاسکے۔ اس کی دنیا تو تباہ ہو رہی ہے کچھ عاقبت ہی سنوار جائے“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

بات سن لو۔ اگر تم نے اس ہڈن سے بھی پندرہ لاکھ وصول کرنے کی کوشش کی تو پھر تمہیں بذات خود اس مصنوعی اعضاء فراہم کرنے والے ادارے میں جانا پڑے گا“..... عمران نے کہا۔

”تم نے مجھے اس قدر گھٹیا سمجھ رکھا ہے۔ نانسس“..... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اٹھ کر وہ تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا اور چند لمحوں بعد عمران کو دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنائی دی تو عمران نے مسکراتے ہوئے میز پر رکھی ہوئی کتاب دوبارہ اٹھائی اور اسے پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد کال بیل ایک بار پھر بج اٹھی تو عمران سمجھ گیا کہ ٹائیگر آیا ہو گا۔ اس نے کتاب کو بند کر کے دوبارہ میز پر رکھا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”کون ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”ٹائیگر ہوں باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے دروازہ کھول دیا۔ سلام دعا کے بعد وہ دونوں سنگ روم میں آ کر بیٹھ گئے۔

”یہ لو چیک۔ اسے جمع کرا دینا“..... عمران نے جیب سے سوپر فیاض کا دیا ہوا چیک نکال کر ٹائیگر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”یس باس۔ میں ابھی جا کر جمع کرا دیتا ہوں“..... ٹائیگر نے جواب دیا اور چیک کو ایک نظر دیکھ کر اس نے اسے تہہ کر کے جیب میں رکھ لیا۔

”تم۔ تم۔ چیک اس ادارے کو دے دو گے۔ اتنی بھاری مالیت کا۔ کیا مطلب“..... سوپر فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے یقین ہی نہ آرہا ہو کہ عمران پندرہ لاکھ روپے بھی کسی فلاحی ادارے کو عطیہ دے سکتا ہے۔

”تم اسے بھاری مالیت کا چیک کہہ رہے ہو۔ صرف پندرہ لاکھ روپے۔ تم سے زیادہ تو سلیمان وہاں رقم جمع کراتا ہے۔ تم تو پھر سنٹرل انٹیلی جنس بیورو میں سپرنٹنڈنٹ ہو تمہارے لئے بھلا یہ رقم کیا حیثیت رکھتی ہے۔ تمہیں تو چاہئے کہ تم پندرہ لاکھ کی بجائے پندرہ کروڑ کا چیک عطیہ کرو تا کہ تمہاری عاقبت مکمل طور پر سدھر جائے اور تم نیکو کاروں میں شامل ہو جاؤ“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”سلیمان۔ کیا مطلب۔ سلیمان کے پاس اتنی رقم کہاں سے آگئی“..... سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

”ظاہر ہے اماں بی اور ڈیڈی سے لے آتا ہو گا۔ وہ ان کا لاڈلا ہے اور اماں بی کی نظروں میں وہ غریبوں کا بے حد ہمدرد ہے اس لئے اور بھی لاڈلا بن گیا ہے اور اماں بی کے ساتھ ساتھ ڈیڈی بھی اس پر بے حد اعتماد کرتے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”چھوڑو ان باتوں کو اور مجھے بتاؤ کہ کیا ٹائیگر نے درست بتایا ہے“..... سوپر فیاض نے شاید موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ وہ کم از کم مجھ سے غلط بیانی نہیں کر سکتا۔ لیکن ایک

اٹھا لیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں“..... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔
 ”فیاض بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے سوپر فیاض کی آواز سنائی دی۔

”ارے پندرہ لاکھ دینے کے باوجود بول رہے ہو۔ لگتا ہے نیکی کے کاموں کے لئے تمہارے دل میں ہمدردی جاگ اٹھی ہے تم مزید پندرہ لاکھ کا چیک دینا چاہتے ہو“..... عمران نے مسکرا کر کہا۔
 ”بکواس مت کرو۔ اور میری بات سنو“..... سوپر فیاض نے کہا۔

”سناؤ۔ پندرہ لاکھ کا چیک دے کر تم مجھے کھری کھری بھی سناؤ گے تو مجھے برا نہیں لگے گا“..... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

”وہ ہڈن یا ایرک تو کلب میں موجود نہیں ہے۔ بتایا جا رہا ہے کہ وہ ایک ماہ کے لئے ایکریمیا چلا گیا ہے۔ میں نے اس کی آفس کی تلاشی لی ہے۔ ہمیں وہاں پر ایک خفیہ سیف سے ایک فائل ملی ہے جس کے مطابق یہ لوگ واقعی انتہائی حساس اسلحہ کو ڈیل کرتے ہیں اس لئے اس کے عملے کو گرفتار کر کے کلب کو سیل کر دیا گیا ہے“..... سوپر فیاض نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

”تو پھر مجھے کیوں فون کیا ہے۔ کوئی خاص بات معلوم ہوئی ہے کیا“..... عمران نے کہا۔

”باس۔ کیا واقعی روزی راسکل نے آپ کو بتایا تھا لیکن اسے کیسے علم ہو گیا“..... ٹائیگر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد جھجکتے ہوئے کہا۔

”کیا تم روزی راسکل سے ملتے رہتے ہو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں باس۔ بس کبھی کبھار اتفاقاً اس سے ملاقات ہو جاتی ہے اور بس“..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”مجھے سلیمان نے بتایا تھا۔ وہ اماں بی سے رقم لے کر اس ادارے میں جمع کرانے گیا تھا تو اس نے وہاں رجسٹر میں تمہارا نام بھی عطیہ دینے والوں کی لسٹ میں دیکھا تھا“..... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا تھا۔

”تھینک یو باس۔ اب مجھے اجازت دیں“..... اس بار ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

”روزی راسکل بنیادی طور پر اچھی لڑکی ہے اس لئے اس پر غصہ کرنے کی ضرورت نہیں“..... عمران نے کہا۔

”ییس باس“..... ٹائیگر نے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا اور عمران نے ایک بار پھر میز پر رکھی ہوئی کتاب اٹھائی اور اسے کھول کر پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ پھر اس نے کتاب ختم کی ہی تھی کہ فون کی تھنٹی بج اٹھی اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور

اس سے بدلہ لینا چاہتا ہے۔
 ”معاوضہ تمہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف، ڈیڈی کی معرفت
 دے گا۔ میں نے تو صرف اسے اطلاع دینی ہے“..... عمران نے
 جواب دیا۔

”ارے۔ ارے۔ ٹھیک ہے۔ میں بھجوا دیتا ہوں فائل۔ لیکن
 اس ایرک کا کیا ہو گا“..... سوپر فیاض نے چیف کا نام سن کر
 بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تم ڈیڈی کو رپورٹ دے دو۔ ڈیڈی خود ہی معلوم کرا لیں
 گے۔ ویسے ایئر پورٹ سے معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔“ عمران
 نے کہا۔

”ایئر پورٹ سے معلومات حاصل کی گئی ہیں۔ وہاں سے
 رپورٹ ملی ہے کہ ایرک ایک نوجوان لڑکی کے ساتھ چارٹرڈ طیارے
 کے ذریعے اکیرمیا گیا ہے۔ ایئر پورٹ سے جو کاغذات ان کے
 بارے میں ملے ہیں ان کے مطابق اس لڑکی کا نام مارتھا ہے اور
 مرد کا نام ایرک ہے لیکن دونوں کا پتہ یہاں پاکیشیا کا ہی تھا۔ یہ
 معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ اکیرمیا میں کہاں گئے ہیں“..... سوپر فیاض
 نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم فائل مجھے بھجوا دو۔ میں چیف کو بھجوا دوں گا۔
 اگر چیف نے اس کیس پر کام کرایا تو پھر خود ہی معلوم ہو جائے گا
 کہ یہ ایرک کہاں گیا ہے“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ ایک تو میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ تم یہ بات
 معلوم کراؤ کہ یہ ایرک اکیرمیا میں کہاں ہو گا تاکہ اکیرمین انٹیلی
 جنس کو اطلاع دے کر اسے وہاں گرفتار کرایا جاسکے اور دوسری بات
 یہ کہ اس فائل کے ساتھ ایک اور فائل بھی ملی ہے اور یہ فائل پاکیشیا
 کے ایک سائنس دان ڈاکٹر افتخار حیدر کی ہلاکت کی منصوبہ بندی
 کے متعلق ہے اور اس میں ایک نام ریڈ اسپائیڈر بھی لکھا ہوا ہے۔
 اب پتہ نہیں کہ یہ کسی کلب کا نام ہے یا کسی تنظیم کا۔ اس فائل کے
 آخر میں صرف ایک لائن درج ہے کہ منصوبے کو کامیابی سے مکمل کر
 دیا گیا ہے۔ اس کے نیچے دو ہفتے پہلے کہ تاریخ بھی لکھی ہوئی
 ہے“..... سوپر فیاض نے جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔
 ”اوہ۔ یہ فائل کہاں ہے“..... عمران نے کہا۔

”میرے پاس ہے“..... سوپر فیاض نے کہا۔
 ”اور تم کہاں سے بول رہے ہو“..... عمران نے کہا۔
 ”میں اپنے آفس سے بول رہا ہوں“..... سوپر فیاض نے
 جواب دیا۔

”تم یہ فائل میرے فلیٹ پر بھجوا دو“..... عمران نے کہا۔

”ضرور دوں گا لیکن ایسے نہیں“..... سوپر فیاض نے کہا۔

”تو کیسے دو گے بڑے بھائی“..... عمران نے کہا۔

”یہ بتاؤ کہ فائل کی کتنی رقم دو گے“..... دوسری طرف سے کہا
 گیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ سوپر فیاض اب

”پھر مجھے بتا دینا تاکہ میں تمہارے ڈیڈی کو تفصیلی رپورٹ دے سکوں“..... سو پر فیاض نے کہا۔

”انہیں بتا دو کہ وہ ایکریمیا فرار ہو گیا ہے۔ ان کے لئے اتنا ہی کافی ہے اور بس“..... عمران نے کہا۔

”اوکے“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پر لیس کرنے شروع کر دیئے۔

”داور بول رہا ہوں“..... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے سر داور کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں“..... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”یہ بزبان خود کا کیا مطلب ہوا“..... سر داور نے ہنستے ہوئے کہا۔

”جیسے لکھنے کے بعد جب دستخط کئے جاتے ہیں تو لکھا جاتا ہے بقلم خود۔ یعنی میں نے اپنے قلم سے دستخط کئے ہیں کسی سے مانگ کر قلم نہیں لیا۔ اس طرح بزبان خود کا مطلب ہے کہ میں اپنی زبان سے ہی بول رہا ہوں کسی سے ادھار نہیں لی ہے“..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”تم بولو گے تو اپنی زبان سے ہی۔ دوسرے کی زبان سے کیسے

بول سکتے ہو“..... سر داور نے کہا۔

”میں تو آپ کی زبان سے بھی بول سکتا ہوں“..... عمران نے اس بار سر داور کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ واقعی۔ ٹھیک ہے تم بول سکتے ہو۔ تم واقعی بول سکتے ہو۔ بہر حال بتاؤ کیوں کال کی ہے“..... سر داور اپنی آواز اور لہجے سن کر حقیقتاً بوکھلا گئے تھے۔

”کوئی سائنس دان ہیں ڈاکٹر افتخار حیدر۔ جن کا شاید دو ہفتے پہلے انتقال ہوا ہے۔ کیا آپ جانتے ہیں انہیں“..... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ ڈاکٹر افتخار حیدر اینٹی میزائل سسٹم میں اتھارٹی تھے۔ وہ اچانک ہارٹ اٹیک سے وفات پا گئے۔ ان کی ہلاکت پاکیشیا کے لئے بہت بڑا نقصان اور المیہ ہے۔ لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ کیا کوئی خاص بات ہے“..... سر داور نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”ایک فائل ملی ہے جس میں ڈاکٹر افتخار حیدر کو ہلاک کرنے کی منصوبہ بندی کی گئی تھی اور اس کے آخر میں لکھا ہوا ہے کہ مشن مکمل کر لیا گیا ہے اور نیچے دو ہفتے پہلے کی تاریخ درج ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

”اوہ نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا ہے۔ ڈاکٹر افتخار حیدر کی ہلاکت کے بارے میں ڈاکٹروں نے باقاعدہ چیک کر کے رپورٹ دی ہے کہ انہیں ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔ وہ اپنے گھر میں تھے کہ اچانک ان

کی طبیعت بگڑ گئی۔ وہ گھر میں اکیلے تھے کیونکہ ان کی فیملی کسی فنکشن میں دارالحکومت سے باہر گئی ہوئی تھی۔ انہوں نے خود فون کر کے ڈاکٹر کو کال کیا لیکن جب ڈاکٹر وہاں پہنچا تو تب تک ان کا انتقال ہو چکا تھا پھر حکومت نے باقاعدہ ان کا پوسٹ مارٹم کرایا جس سے پتہ چلا کہ وہ واقعی زبردست ہارٹ اٹیک کا شکار ہو گئے تھے..... سردار نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ جس سسٹم پر وہ کام کر رہے تھے اس کا کیا ہوا“..... عمران نے پوچھا۔

”وہ بند ہو گیا ہے کیونکہ وہ خود ہی اس اینٹی میزائل سسٹم کے خالق تھے۔ البتہ ان کا فارمولا باقاعدہ ریسرچ کونسل نے پاس کیا اور پھر حکومت کی طرف سے اس پر کام شروع ہو گیا لیکن ان کی وفات کے بعد چیپنگ کی گئی تو لیبارٹری میں ان کا فارمولا موجود نہ تھا۔ ریسرچ کونسل کے پاس جو فارمولا تھا وہ بھی غائب تھا۔ ان کی رہائش گاہ کو بھی چیک کیا گیا لیکن وہاں بھی فارمولا موجود نہ تھا اس لئے مجبوراً اس منصوبے کو ہی ڈراپ کرنا پڑا۔ حکومت کا کثیر سرمایہ بھی ضائع ہو گیا لیکن اب کیا کیا جا سکتا ہے اس لئے سب خاموش ہو گئے“..... سردار نے کہا۔

”کیوں خاموش ہو گئے۔ فارمولا غائب ہونے کا مطلب ہے کہ سازش ہوئی ہے۔ آپ کو اس بارے میں ملٹری اینٹیلی جنس کو اطلاع دینی چاہئے تھی“..... عمران نے کہا۔

”دی تھی اطلاع اور ملٹری اینٹیلی جنس نے تحقیقات بھی کی تھیں۔ اس کے نتیجے میں یہی معلوم ہوا کہ لیبارٹری سے فارمولا بھی ڈاکٹر افتخار حیدر خود اپنے ساتھ لے گئے تھے اور انہوں نے ریسرچ کونسل سے بھی فارمولا خود منگوا لیا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ اس فارمولے میں کوئی خامی سامنے آئی ہے جسے وہ درست کر کے فارمولا واپس کر دیں گے۔ چونکہ فارمولا ان کا ہی تھا اس لئے کسی نے اعتراض بھی نہیں کیا۔ اس کے بعد وہ فوت ہو گئے اور ملٹری اینٹیلی جنس نے رپورٹ دی ہے کہ ان کی رہائش گاہ سے ایسے آثار ملے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے دونوں فارمولے خود ہی جلا دیئے تھے۔ شاید انہیں فارمولا مکمل نہ ہونے کا دکھ تھا اور وہ اس سے مایوس ہو گئے تھے“..... سردار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا اس سسٹم کی اور بھی کوئی اہمیت تھی یا اس پر حکومت کا صرف لاکھوں روپیہ ہی خرچ ہوا ہے“..... عمران نے کہا۔

”عمران بیٹے۔ تمہیں معلوم ہے کہ اسرائیل اور اکیرمیا میزائل سازی میں سب سے آگے ہیں اور یہ حتمی اطلاع ملی ہے کہ اسرائیلی سائنس دانوں نے ایسا ایٹمک میزائل تیار کیا ہے جو جدید ترین اینٹی میزائل سسٹم کو بھی کراس کر سکتا ہے اور یہ بھی اطلاعات ملی ہیں کہ کافرستان بھی اسرائیل سے اس میزائل کے جسے کوڈ میں ہارڈ بلاسٹر میزائل کہا جاتا ہے، حصول کے لئے کوشش کر رہا ہے اور ڈاکٹر افتخار حیدر نے اس ہارڈ بلاسٹر میزائل کے خلاف انتہائی مؤثر اینٹی میزائل

سٹم کا فارمولا تیار کیا تھا اور ریسرچ کونسل نے اسے اس لئے کامیاب قرار دیا تھا کہ واقعی یہ سٹم ہارڈ بلاسٹر میزائل کو بھی تباہ کر سکتا تھا اور اسی لئے حکومت نے اس کی تیاری کا فیصلہ کیا تھا لیکن ابتدائی مراحل میں ہی معاملہ ختم ہو گیا کیونکہ ڈاکٹر افتخار حیدر فوت ہو گئے اور فارمولے غائب ہو گئے۔..... سردار نے جواب دیا۔

”اس کا صریحاً یہی مطلب نکلتا ہے کہ ڈاکٹر افتخار حیدر کو سازش کے تحت ہلاک کیا گیا ہے اور فارمولہ بھی غائب کئے گئے ہیں۔ آپ نے سر سلطان کو رپورٹ دے کر چیف تک یہ بات پہنچانی تھی“..... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

”میرا اس سے براہ راست کوئی تعلق نہ تھا۔ یہ سب کچھ نئی وزارت ایڈوانس سائنس اینڈ ریسرچ کے تحت ہو رہا تھا“..... سردار نے جواب دیا۔

”یہ وزارت کب قائم ہوئی ہے“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”تقریباً چھ ماہ پہلے۔ ڈاکٹر اشفاق الرحمن اس کے پہلے وزیر ہیں“..... سردار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ شکریہ“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔ اگر سوپر فیاض اس فائل کے بارے میں نہ بتاتا تو لامحالہ اس کا علم اسے بھی نہ ہو سکتا تھا۔ اسی لمحے کال بیل کی آواز سنائی دی تو وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا

ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”کون ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”میں انسپٹر کریم ہوں جناب۔ سوپر فیاض صاحب نے بھیجا ہے مجھے“..... باہر سے آواز سنائی دی تو عمران نے دروازہ کھول دیا۔ سامنے ایک ادھیڑ عمر آدمی کھڑا تھا۔ عمران اسے پہچانتا تھا۔

”آؤ انسپٹر کریم۔ اندر آ جاؤ“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شکریہ عمران صاحب۔ میں نے ایک ریڈ پر جانا ہے۔ سوپر فیاض صاحب نے فائل بھجوائی ہے۔ یہ آپ لے لیں“..... انسپٹر کریم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک پیکٹ عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”اوکے۔ میری طرف سے اپنے سوپر کا شکریہ ضرور ادا کر دینا“..... عمران نے کہا تو انسپٹر کریم بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ ان کے لئے یہ لفظ کہہ سکتے ہیں عمران صاحب۔ ہم نہیں۔ اللہ حافظ“..... انسپٹر کریم نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی مڑ کر وہ تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے دروازہ بند کیا اور پھر واپس آ کر اس نے پیکٹ کھولا۔ اس میں ایک فائل موجود تھی۔ عمران نے فائل کھولی اور اسے بڑھنا شروع کر دیا۔ فائل میں صرف دو کاغذ تھے جن پر گو ویسے تو مکمل تفصیل درج تھی لیکن بنیادی بات یہی تھی کہ ڈاکٹر افتخار

اس میں درج تفصیل بتا دی۔

”اوہ۔ اوہ۔ عمران صاحب۔ یہ تو انتہائی اہم معاملہ ہے۔ لیکن کیا واقعی فارمولے جلا دیئے گئے ہوں گے؟“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ یہ صرف ڈاجنگ کے لئے لکھا گیا ہے اور شاید ڈاجنگ کے لئے ہی ڈاکٹر افتخار حیدر کی رہائش گاہ میں بھی کاغذ جلائے گئے ہوں گے ورنہ یہ بات حلق سے نیچے نہیں اترتی کہ اس ٹائپ کے فارمولے حاصل کر لینے کے بعد انہیں اس طرح سے جلا کر راکھ کر دیا جائے“..... عمران نے کہا۔

”بہر حال اس کی تحقیقات تو ہونی چاہئے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ تم ایسا کرو کہ ٹیم کے ذریعے ایئر پورٹ سے اس ایریک اور اس کی ساتھی لڑکی مارتھا کے کاغذات منگواؤ اور پھر ان دفعوں کی رہائش گاہیں چیک کراؤ۔ اس کے ساتھ ساتھ زیرو لائن پر یہ کاغذات اکیمریمیا میں مائیکل کو بجھوا دو تاکہ وہاں سے وہ ان دونوں کے بارے میں مزید تفصیلات معلوم کر سکے“..... عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے“..... بلیک زیرو نے جواب دیا تو عمران نے رسیور کریڈل پر رکھا اور اٹھ کر اس نے عقبی الماری سے ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھا اور پھر اس پر ٹائیگر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے

حیدر کو اغوا کر کے اس سے فارمولا حاصل کر کے اسے جلا دیا جائے اور آخر میں صرف دو لائیں لکھی ہوئی تھیں کہ مشن مکمل ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر افتخار حیدر ہلاک ہو چکا ہے اور فارمولے جلا دیئے گئے ہیں۔ اس کے نیچے ہڈن نام کے شخص کے دستخط اور دو ہفتے پہلے کی تاریخ درج تھی۔ اس فائل میں واقعی ریڈ اسپائیڈر کا نام بھی درج تھا لیکن واقعی یہ پتہ نہ چل رہا تھا کہ یہ کوئی تنظیم ہے یا کسی کلب کا نام ہے۔ اس نے فائل بند کر کے میز پر رکھی اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ایکسٹو“..... دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”اوہ عمران صاحب۔ اب تو آپ نے دانش منزل آنا ہی چھوڑ دیا ہے“..... اس بار بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز اور لہجے میں کہا۔

”دانش منزل آنے کے لئے دانش کی ضرورت پڑتی ہے اور کہا تو یہی جاتا ہے کہ دانش مطالعے سے ہی ملتی ہے اس لئے ایک ہفتے سے دانش کے حصول میں کوشاں ہوں لیکن اب پتہ چلا ہے کہ دانش کتابوں سے نہیں بلکہ فائلوں سے بھی مل جاتی ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”فائلوں سے۔ کیا مطلب“..... بلیک زیرو نے حیران ہو کر کہا تو عمران نے اسے سو پر فیاض کے فون سے لے کر فائل ملنے اور

اسے آن کیا اور بار بار کال دینا شروع کر دی۔

”لیس۔ ٹائیگر اسٹنگ یو باس۔ اوور“..... تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”ٹائیگر۔ ایرک کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ فوری طور پر ایک لڑکی مارتھا کے ہمراہ چارٹرڈ طیارے سے ایکریمیا چلا گیا ہے۔ سوپر فیاض نے ایرک کے آفس سے ایک فائل ٹریس کی ہے۔ یہ فائل حکومت کی طرف سے سیکرٹ سروس کے چیف کو بھجوائی گئی ہے۔ اس فائل کے مطابق ایک سائنس دان ڈاکٹر افتخار حیدر کو ہلاک کیا گیا ہے۔ اس فائل میں ایک نام ریڈ اسپائیڈر کا بھی لکھا ہوا ہے۔ تم معلوم کر کے بتاؤ کہ یہ ریڈ اسپائیڈر یہاں کوئی تنظیم ہے یا کوئی خفیہ کلب ہے اور دوسری بات یہ کہ ایئر پورٹ سے اس لڑکی مارتھا کے کاغذات کی نقول حاصل کر کے اس کا سراغ لگاؤ کہ یہ لڑکی مارتھا کون ہے اور یہ کیوں فرار ہوئی ہے۔ اوور“..... عمران نے کہا۔

”لیس باس۔ اوور“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر فون کارسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ“..... دوسری طرف سے سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا

ہوں۔ کیا دربار شاہی میں مجھ حقیر پر تقصیر بندہ ناداں کو عرض کرنے کی اجازت مل سکتی ہے“..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ کیوں نہیں اور آپ کو کون روک سکتا ہے عمران صاحب۔ ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا۔

”سلطان بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی خیریت نیک دختر، اختر۔ اودہ سوری۔ نیک اختر تو شاید دختر کے بعد بولا جاتا ہے۔“ عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

”علیکم اسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تم دختر اختر وغیرہ کو چھوڑو۔ اصل بات کرو کیونکہ میرے پاس وقت نہیں ہے“..... سرسلطان کی انتہائی سنجیدہ آواز سنائی دی۔

”ارے۔ تو کیا ہوا جناب۔ وقت کا میرے پاس بہت بڑا شاک وافر مقدار میں ہے۔ آپ کو جتنا وقت چاہئے آپ مجھ سے خرید لیں۔ یقین کریں آپ کو وقت ہول سیل ریٹ پر فروخت کیا جائے گا اور منافع بھی نہیں لیا جائے گا“..... عمران نے وقت کی خرید و فروخت پر کاروباری انداز میں بات کرنا شروع کر دی تو دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ سرسلطان واقعی بے حد مصروف ہوں گے۔ اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے دوبارہ سرسلطان کے نمبر

پریس کر دیئے۔

”پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ“..... رابطہ ہوتے ہی پی اے کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں۔ سر سلطان سے بات کراؤ۔ میں نے انہیں چیف کا خصوصی پیغام دینا ہے“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ ہولڈ کریں سر“..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”سلطان بول رہا ہوں۔ کیا پیغام ہے“..... چند لمحوں بعد سر سلطان کی انتہائی سنجیدہ آواز سنائی دی۔

”حکومت نے نئی وزارت ایڈوانس سائنس اینڈ ریسرچ بنائی ہے جس کے وزیر اشفاق الرحمن ہیں“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہاں کیوں“..... سر سلطان نے چونک کر پوچھا۔

”چیف کو اس وزارت کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں دی گئی

کیوں“..... عمران کا لہجہ یلخت انتہائی سرد ہو گیا۔

”یہ انتظامی معاملات ہیں اس لئے ایسے معاملات کا چیف سے کیا تعلق“..... سر سلطان نے بھی سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چیف کو رپورٹ ملی ہے کہ اس وزارت کے تحت کام کرنے

والے سائنس دان ڈاکٹر افتخار حیدر کو ہلاک کیا گیا ہے اور اسرائیل اور اکیرمیا کے ہارڈ بلاسٹر میزائل کے خلاف اینٹی میزائل سسٹم کے فارمولے اڑا لئے گئے ہیں اس لئے وزارت ایڈوانس سائنس نے یہ پراجیکٹ ہی بند کر دیا ہے۔ اس پر پاکیشیا کے کروڑوں روپے خرچ ہو چکے ہیں اور اس کے علاوہ اس اینٹی میزائل سسٹم کے بغیر پاکیشیا ہر وقت اسرائیل، اکیرمیا اور کافرستان کے ان ہارڈ بلاسٹر میزائلوں کی زد میں رہے گا کیونکہ اس وزارت کی رپورٹ کے مطابق کافرستان نے بھی اسرائیل سے یہ میزائل حاصل کرنے کے لئے رابطہ کیا تھا۔ یہ ساری کارروائی ہوتی رہی لیکن چیف تک اس کی کوئی رپورٹ نہیں پہنچائی گئی اور کسی ڈاکٹر کی رپورٹ پر اکتفاء کر لیا گیا کہ ڈاکٹر افتخار حیدر ہارٹ ایٹک سے ہلاک ہوئے ہیں“..... عمران کا لہجہ مزید سرد ہوتا چلا گیا تھا۔

”ادہ۔ ادہ۔ مجھے تو اس بارے میں کوئی اطلاع نہیں ہے۔ میں

معلوم کرتا ہوں“..... سر سلطان نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

”کیا ان وزیر صاحب اور اس وزارت کے اعلیٰ حکام کو پاکیشیا کا یہ قانون نہیں بتایا گیا کہ ایسے معاملات کو وہ آپ کے نوٹس میں لے آئیں تاکہ آپ اسے چیف کے نوٹس میں لاسکیں“..... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

”بتایا تو گیا تھا لیکن نئے لوگ ہیں شاید انہیں خیال نہیں رہا ہو

گا“..... اس بار سر سلطان نے قدرے ڈھیلے لہجے میں کہا۔

”آپ اور آپ کی وزارت تو نئے لوگوں پر مشتمل نہیں ہے۔ آپ نے انہیں اس قانون پر عمل کرنے کے لئے کیوں سرکاری طور پر پابند نہیں کیا جبکہ یہ ثقافت اور کلچر کی وزارت نہیں تھی۔ ایڈوانس سائنس اینڈ ریسرچ کی وزارت تھی جس نے پاکیشیا کی سلامتی اور تحفظ کے مہنگے پراجیکٹ پر عمل درآمد کرنا اور کرانا ہے کیا آپ اتنا بھی نہیں سمجھتے ہیں“..... عمران کا لہجہ مزید سخت ہو گیا۔

”مجھے اعتراف ہے کہ یہ میری کوتاہی ہے اور میں اس کے لئے ہر سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں“..... سر سلطان نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا آپ کو سزا ملنے سے پاکیشیا کے جو مفادات مجروح ہوئے ہیں وہ درست ہو جائیں گے۔ یہ سزا دینے یا نہ دینے کا مسئلہ نہیں ہے سر سلطان صاحب۔ پاکیشیا کی سلامتی اور تحفظ کا مسئلہ ہے۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس دن رات اپنی جانیں ہتھیلیوں پر رکھے ملک کی سلامتی اور تحفظ کے لئے جہد و جہد کرتی رہتی ہے تو آپ جو کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے انتظامی انچارج ہیں آپ کو بھی ان معاملات میں چوکنا رہنا چاہئے۔ اب چیف کا پیغام سن لیں۔ اس کیس کی انکوائری ملٹری انٹیلی جنس نے کی ہے۔ اس کی تفصیلی رپورٹ اور فائل آپ چیف کے نمائندے کو اس کے فلیٹ پر بھجوا دیں گے اور چیف کا یہ پیغام بھی سن لیں کہ اگر آپ نے استعفیٰ دیا یا استعفیٰ دینے کی دھمکی دی تو اسے بھی پاکیشیا کے مفادات کے

خلاف سمجھا جائے گا اس بات کو ذہن میں اچھی طرح سے بٹھالیں یا اسے چیف کا حکم سمجھ لیں“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا لیکن دوسری طرف سے مزید کوئی بات کہے بغیر رسیور رکھ دیا گیا تو عمران نے بھی رسیور رکھ دیا۔ اس کا چہرہ بگڑا ہوا تھا لیکن جلد ہی اس نے خود کو نارمل کر لیا۔ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ سر سلطان کس قدر محبت الوطن ہیں اور وہ اس اہم ترین پوسٹ پر کس طرح دن رات کام کر کے پاکیشیا کے مفادات کی نگہبانی کرتے ہیں۔ سر سلطان واقعی انتہائی مصروف ہو سکتے ہیں اور بہر حال ان کی مصروفیت ذاتی مفاد کے لئے نہیں ہوگی پاکیشیا کے مفاد کے لئے ہی ہوگی۔ اس لئے وہ ان پر بھلا کیا غصہ کرتا۔

مارتھا ناراک کے ایک ہوٹل کے کمرے میں ایک کرسی پر بیٹھی گہرے خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی۔ اس کے ہاتھ میں شراب سے بھرا ایک گلاس تھا جسے وہ چسکی چسکی پی رہی تھی۔

مارتھا کو پاکیشیا سے یہاں آئے ہوئے آج تیسرا روز تھا۔ پاکیشیا سے ایرک کے ساتھ وہ چارٹرڈ طیارے کے ذریعے لنکٹن پہنچی تھی اور پھر ایرک یہاں سے علیحدہ ہو گیا تھا جبکہ مارتھا نے ایئر پورٹ سے باس کو فون کیا اور اس سے اجازت لی کہ وہ لنکٹن کی بجائے ناراک میں رہنا چاہتی ہے کیونکہ یہ اس کا پسندیدہ شہر ہے تو باس نے اسے اجازت دے دی اور وہ وہیں سے ایک لوکل فلائٹ کے ذریعے یہاں ناراک میں آ گئی تھی۔

گو اس کا موڈ تو یہی تھا کہ وہ یہاں خوب دل بھر کر تفریح کرے گی لیکن یہاں پہنچنے کے بعد اسے احساس ہوا تھا کہ وہ کسی خوفزدہ چوبیا کی طرح کسی بل میں چھپنے کے لئے یہاں آئی تھی۔

اس سوچ اور احساس نے اس کا سارا مزہ غارت کر دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ جمع سے یہاں آئی تھی کمرے سے باہر نہ نکلی تھی۔ اس نے کھانا بھی اپنے کمرے میں ہی منگوا لیا تھا۔ البتہ چیف کو فون کر کے اس نے بتا دیا تھا کہ وہ کس ہوٹل کے کس کمرے میں ہے۔

”ہونہہ۔ آخر یہ صورتحال کب تک رہے گی اور میں کب تک خوفزدہ چوبیا کی طرح اس بل میں چھپ کر بیٹھی رہوں گی۔ اس طرح تو میں کچھ بھی نہیں کر سکوں گی“..... اچانک مارتھا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن ظاہر ہے اسے اس بات کا جواب دینے والا کوئی نہ تھا۔ اسی لمحے فون کی کھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیس۔ مارتھا بول رہی ہوں“..... مارتھا نے کہا۔
 ”چیف بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے چیف کی آواز سنائی دی۔

”لیس چیف“..... مارتھا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
 ”مارتھا یہ بتاؤ کہ پاکیشیا میں ڈاکٹر افتخار حیدر کو تم نے کور کیا تھا یا ایرک نے“..... چیف نے پوچھا۔
 ”اسے میں نے کور کیا تھا باس۔ البتہ اس کے احکامات ایرک نے دیئے تھے۔ کیوں باس۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں“..... مارتھا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس ایرک نے انتہائی حماقت کا ثبوت دیا ہے مارتھا۔ اس نے

اس مشن کی فائل احکامات کے مطابق جلانے کی بجائے اپنے سیف میں رکھ دی تھی اور یہ فائل سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے سپرنٹنڈنٹ کے ہاتھ لگ گئی اور جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق یہ فائل پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے علی عمران تک پہنچ گئی ہے اور اب وہاں تمہاری اور ایرک کی تلاش کے ساتھ ساتھ اس ڈاکٹر افتخار حیدر کی ہلاکت اور ان کے فارمولوں کے بارے میں بھی تحقیقات ہو رہی ہے اور خاص طور پر ریڈ اسپائیڈر کے بارے میں بھی..... چیف نے کہا۔

”اوہ۔ لیکن میری تلاش کیوں ہو رہی ہے باس۔ میں تو کبھی ایرک سے وہاں نہیں ملی۔ اس سے میرا رابطہ صرف فون پر ہی ہوتا رہا تھا۔ پہلی بار میری ملاقات اس سے ایئر پورٹ پر ہی ہوئی ہے بس..... مارتھانے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم دونوں چونکہ چارٹرڈ طیارے پر اکٹھے اکیڑیسا گئے تھے اور انہوں نے ایرک کے بارے میں ایئر پورٹ سے چیکنگ کی تو تم بھی ساتھ ہی ان کی نظروں میں آ گئی ہو“..... باس نے جواب دیا۔

”لیکن میرے بارے میں وہ کچھ بھی معلوم نہیں کر سکتے باس۔ کیونکہ ڈاکٹر افتخار حیدر پر میں نے اس انداز میں جال ڈالا تھا کہ وہ یا تو میرے فلیٹ میں خود آتا تھا یا مجھے اس وقت اپنی رہائش گاہ پر بلاتا تھا جب وہ اکیلا ہوتا تھا۔ آخری روز بھی جب میں وہاں گئی وہ

وہاں اکیلا تھا اور چونکہ وہ میرے کہنے پر دونوں فارمولے لے آیا تھا کیونکہ وہ میرے لئے پاگل ہو رہا تھا لیکن میں نے اسے کہہ دیا تھا کہ اس کی خواہش اس وقت پوری ہو سکتی ہے جب وہ ان فارمولوں کی کاپی مجھے دے گا اور ساتھ ہی یہ شرط بھی لگا دی تھی کہ کاپی میں خود کراؤں گی تاکہ میری تسلی ہو جائے۔ پہلے تو وہ میری بات ماننے پر تیار نہ تھا لیکن جب میں نے اس پر اپنے مخصوص حربے استعمال کئے تو وہ مجبور ہو گیا۔ میں نے اسے اپنی ٹرانس میں لیا تھا اور پھر میں نے اسے ایک مخصوص کیمیکل کا انجکشن لگا دیا جس سے وہ ہلاک ہو گیا تو میں نے ان دونوں فارمولوں کی اپنے مخصوص کیمبرے سے فلم بنائی اور پھر ہدایات کے مطابق دونوں فارمولوں کو جلا کر راکھ کر دیا۔ اس کے بعد میں خاموشی سے واپس آ گئی۔ نہ مجھے کسی نے جاتے دیکھا اور نہ ہی آتے دیکھا۔ اس زہر کی وجہ سے اسے ہارٹ اٹیک کا کیس سمجھا گیا اور مزید کنفرمیشن اس لئے ہو گئی کہ انجکشن لگتے ہی اس کی حالت بگڑنے لگی تو اس نے خود ہی ڈاکٹر کو فون کر دیا لیکن پھر وہ ہلاک ہو گیا۔ میں نے اس ڈاکٹر کے آنے سے پہلے اپنا کام مکمل کیا اور عقبی گلی سے نکل گئی۔ میرے بارے میں تو انہیں کسی صورت بھی معلوم نہیں ہو سکتا“..... مارتھانے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”مجھے یہ ساری تفصیل تمہاری رپورٹ پڑھ کر پہلے سے معلوم ہے لیکن چونکہ اب تم سامنے آ گئی ہو تو اب یہی ہو سکتا ہے کہ تم

آئندہ واپس پاکیشیا نہیں جاؤ گی“..... باس نے کہا۔
 ”وہ کیوں باس“..... مارتھا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔
 ”اس لئے کہ تم ریڈ اسپائیڈر کی ایجنٹ ہو اور ریڈ اسپائیڈر کی تنظیم کسی کے سامنے نہیں آنا چاہتی۔ ایرک کو ہلاک کر دیا گیا ہے کیونکہ صرف وہی جانتا تھا کہ تم ریڈ اسپائیڈر کی ایجنٹ ہو اور اس نے فائل کو نہ جلا کر حکم کی خلاف ورزی کی تھی اس لئے اسے موت کی سزا دے دی گئی ہے“..... باس نے کہا۔
 ”اوہ باس۔ کیا یہ لوگ اس قدر خطرناک ہیں“..... مارتھا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”تمہارے تصور سے بھی زیادہ خطرناک ہیں یہ لوگ مارتھا۔ تمہیں بھی ایرک کے ساتھ ہی ہلاک کیا جاسکتا تھا لیکن تمہاری کارکردگی اور ذہانت نے ریڈ اسپائیڈر کے سپر چیف کو تمہارے بارے میں مختلف فیصلہ کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ البتہ اب تم مستقل طور پر اپنا چہرہ اور ہیئر سٹائل وغیرہ تبدیل کر لو گی۔ تمہارا نام بھی نیا ہو گا اور کاغذات بھی نئے ہوں گے۔ تمہارے چہرے کی باقاعدہ سرجری کی جائے گی تاکہ تمہارا چہرہ مستقل طور پر تبدیل کر دیا جائے۔ اس کے لئے تم تیار رہنا۔ ایک گھنٹے بعد ایک آدی راجر تمہارے پاس آئے گا اور وہ یہ سارے کام کرے گا۔ اپنی زندگی بچ جانے پر شکر ادا کرو“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو مارتھا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے

رسیور رکھ دیا لیکن ایرک کو ہلاک کر دینے کی بات سن کر اس کے چہرے پر ہلکا سا پسینہ آ گیا تھا۔
 ”حیرت ہے کہ چیف اور سپر چیف سب ان لوگوں سے اس قدر خوفزدہ ہیں۔ آخر وہ لوگ ہیں کون۔ کیا وہ جن بھوت ہیں یا پھر جادوگر“..... مارتھا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ایک گھنٹے بعد راجر آ گیا۔ وہ ایک ادھیڑ عمر آدی تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا بیگ تھا۔
 ”مادام۔ میں نے آپ کا چہرہ بدلنا ہے۔ آپ کس قسم کا چہرہ پسند کریں گی“..... راجر نے بیگ کی سائیڈ سے ایک الیم نکال کر مارتھا کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ مارتھا نے اس الیم کو کھولا تو اس میں مختلف لڑکیوں کے چہروں کی تصاویر تھیں اور پھر ایک تصویر دیکھ کر وہ رک گئی کیونکہ یہ چہرہ واقعی اس کا آئیڈیل چہرہ تھا۔
 ”کیا تم میک اپ کرو گے“..... مارتھا نے راجر سے پوچھا۔
 ”مادام۔ یہ مخصوص ٹائپ کا میک اپ ہے جس میں سرجری بھی شامل ہے۔ آپ کو تکلیف نہیں ہو گی لیکن کم از کم دو گھنٹوں تک آپ اس کمرے سے باہر نہ جاسکیں گی۔ اس کے بعد چاہے آپ کے چہرے کو کسی بھی میک اپ واشر سے چیک کیا جائے وہ اصل ہی رہے گا“..... راجر نے بدستور مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
 ”اوکے۔ تو پھر یہ چہرہ بنا دو۔ کیا بن جائے گا یہ چہرہ“..... مارتھا نے اس تصور پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

”یس مادام۔ آپ کا چہرہ دیکھنے کے بعد ہی میں نے یہ الہم آپ کو دکھائی ہے۔ اس الہم میں جتنے چہرے ہیں وہ آپ کے بنائے جا سکتے ہیں۔ اگر آپ کے خدوخال ان چہروں سے مختلف ہوتے تو میں دوسری ٹائپ کی الہم آپ کو دکھاتا“..... راجر نے کہا۔

”گڈ شو۔ تم تو واقعی اس معاملے میں ماہر ہو۔ کیا فلم انڈسٹری میں کام کرتے رہے ہو“..... مارتھا نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

”نہیں مادام۔ میرا اپنا کلینک ہے۔ بے شمار خواتین بھاری فیسیں دے کر اپنے خدوخال مجھ سے ٹھیک کراتی ہیں“..... راجر نے جواب دیا تو مارتھا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر راجر نے اسے کرسی پر بٹھا کر اپنا بیگ کھولا اور پھر وہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ مارتھا خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

راجر نے اس کے چہرے کی کھال میں مخصوص انجکشن لگائے تھے اس لئے اسے کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہو رہی تھی۔ راجر تقریباً دو گھنٹوں تک کام کرتا رہا اور مارتھا کا چہرہ پیٹوں سے ڈھک سا گیا۔ صرف اس کی آنکھوں کی پتلیاں ہی پیٹوں سے باہر تھیں۔

”اوکے مادام۔ آپ نے جو چہرہ پسند کیا تھا اب آپ اس چہرے کی مالک ہیں۔ البتہ آپ نے دو گھنٹوں تک کمرے سے باہر نہیں جانا۔ دو گھنٹوں بعد آپ پٹیاں اتار دیں گی اور چہرے کو واش کر لیں گی اور بس“..... راجر نے کہا تو مارتھا نے اثبات میں سر

ہلایا کیونکہ اس کے منہ اور ناک پر بھی پٹیاں بندھی ہوئی تھیں لیکن پٹیاں اس انداز میں بندھی ہوئی تھیں کہ وہ آسانی سے سانس لے سکتی تھی۔ راجر نے اپنا سامان سمیٹا اور پھر خاموشی سے دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد مارتھا کرسی سے اٹھی اور اس نے دروازے کو اندر سے لاک کر دیا۔ پھر اس نے اسی طرح خاموش بیٹھے بیٹھے دو گھنٹے گزار دیئے۔ دو گھنٹے بعد اس نے واش روم میں جا کر جب پٹیاں اتاریں اور چہرے کو واش کیا تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ اس کا چہرہ مکمل طور پر تبدیل ہو چکا تھا۔ راجر واقعی اپنے فن میں ماہر تھا۔

”حیرت انگیز۔ انتہائی حیرت انگیز۔ ایسی تبدیلی۔ یہ راجر تو واقعی کوئی جادوگر معلوم ہوتا ہے“..... مارتھا نے کہا اور پھر وہ واش روم سے باہر آئی تو اسی لمحے دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

”کون ہے“..... مارتھا نے دروازے کے قریب پہنچ کر کہا۔

”راجر ہوں مادام“..... باہر سے راجر کی آواز سنائی دی تو مارتھا نے دروازہ کھول دیا اور راجر اندر داخل ہوا۔ اب اس کے ہاتھ میں پہلے سے مختلف بیگ تھا۔

”آپ نے دیکھا ہے اپنا چہرہ مادام“..... راجر نے غور سے مارتھا کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ تم نے تو کمال کر دیا ہے۔ تم واقعی جادوگر ہو۔ بہت بڑے جادوگر۔ میں سوچ بھی نہ سکتی تھی کہ ایسا بھی ممکن ہو سکتا

ہے۔ تم نے تو مجھے مکمل طور پر ہی بدل کر رکھ دیا ہے۔ ویل ڈن۔
ریٹلی ویل ڈن..... مارتھا نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

”آپ کا شکریہ مادام۔ ویسے آپ میری واپسی پر حیران ہوں گی۔ میں اسی لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کی اس نئے چہرے کی تصویر لے جاؤں تاکہ آپ کے نئے کاغذات تیار ہو سکیں۔ آپ اپنا کیا نام پسند کریں گی؟..... راجر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بیک کھول کر اس میں سے ایک جدید ساخت کا کیمبرہ نکال لیا۔

”اگر نام بدلنا ضروری ہے تو پھر میرا نیا نام سمارتھا ہو گا۔ یہ میری بہن کا نام تھا جو روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گئی تھی اور ہماری آپس میں بے حد دوستی تھی..... مارتھا نے کہا۔

”لیس مادام۔ آپ کرسی پر بیٹھ جائیں تاکہ میں آپ کی تصویر بنا سکوں..... راجر نے کہا تو مارتھا کرسی پر بیٹھ گئی اور راجر نے کیمبرے سے اس کی مختلف انداز میں تصاویر بنانا شروع کر دیں۔

”اوکے مادام۔ اب سے دو گھنٹے بعد آپ کو نئے کاغذات مل جائیں گے۔ سیشل کوریئر سروس کے ذریعے لیکن چونکہ کمرہ آپ کے سابقہ نام سے بک ہے اس لئے یہ پیکٹ بھی آپ کے سابقہ نام پر ہی آئے گا..... راجر نے کیمبرہ واپس بیک میں ڈالتے ہوئے کہا۔

”اوکے..... مارتھا نے کہا تو راجر اسے سلام کر کے واپس چلا گیا۔ مارتھا نے دروازہ بند کیا اور پھر کرسی پر آ کر بیٹھ گئی۔ چند لمحوں

بعد وہ اٹھی اور دوبارہ واش روم میں چل گئی۔ وہ بار بار اپنا چہرہ دیکھ رہی تھی۔ اسے اپنا یہ چہرہ اجنبی سا محسوس ہو رہا تھا۔

”ہونہہ۔ اب یہ میرا مستقل چہرہ ہے اور پہلے سے بہتر ہے۔ اب میں پہلے سے زیادہ یک لگ رہی ہوں اور حسین بھی..... تھوڑی دیر بعد مارتھا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر واش روم سے نکل کر واپس آ کر اس نے ٹی وی آن کر دیا۔ پھر تقریباً دو گھنٹوں بعد ایک بار پھر دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو اس نے ٹی وی آف کیا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

”کون ہے؟..... مارتھا نے پوچھا۔

”سیشل کوریئر سروس مادام..... باہر سے ایک اجنبی سی آواز سنائی دی تو مارتھا نے دروازہ کھول دیا۔ باہر یونیفارم میں ملبوس ایک آدمی موجود تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک پیکٹ تھا۔ اس نے پیکٹ مارتھا کی طرف بڑھا دیا۔

”اس پر دستخط کر دیں..... اس آدمی نے کہا اور ساتھ ہی رسید بک اور بال پوائنٹ بھی مارتھا کی طرف بڑھا دیا۔ مارتھا نے دستخط کر کے رسید بک واپس کر دی۔

”تھینک یو مادام..... اس آدمی نے بال پوائنٹ واپس لیتے ہوئے کہا اور پھر وہ سلام کر کے واپس چلا گیا تو مارتھا نے دروازہ بند کیا اور واپس آ کر کرسی پر بیٹھ کر اس نے پیکٹ کھولا۔ پیکٹ میں

عمران نے دانش منزل میں داخل ہو کر کارمختص جگہ پر روکی اور پھر نیچے اتر کر آپریشن روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پھر وہ جیسے ہی آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیرو اپنی عادت کے مطابق احتیاطاً اٹھ کھڑا ہوا۔

”بیٹھو“..... سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی وہ اپنی مختص کرسی پر بیٹھ گیا۔

”مائیکل کی طرف سے کوئی رپورٹ ملی ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ اس نے بتایا ہے کہ ان دونوں میں سے تو لڑکی لوکل فلائٹ سے ناراک چلی گئی جبکہ وہ آدمی ایرک ٹکٹن میں ہی ڈراپ ہو گیا لیکن اب ٹکٹن یا ناراک میں کسی کلیو کے بغیر تو ان دونوں کو ٹریس نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ میں نے اسے ویسے ہی کہہ دیا تھا کہ ان کے حلیے بتا کر وہ وہاں کسی مخبری کرنے والے ادارے

اس کی نئی تصویروں پر مبنی کاغذات تھے۔ اس کا نام سار تھا درج تھا اور کاغذات کی رو سے وہ ایکرمیا کی شہری تھی اور ایکرمیا کی ریاست ہیگڈر کی ایک یونیورسٹی میں پڑھاتی تھی۔ کاغذات کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی سیاحتی ادارے کی طرف سے ایک تصدیق شدہ سیاحتی کارڈ بھی تھا۔ وہ کافی دیر تک ان کاغذات کو غور سے دیکھتی رہی۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے انہیں میز پر رکھ دیا۔

”یہ واقعی میرا نیا جنم ہے“..... مارتھا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

”ہی“..... اس نے نام لینے کی بجائے صرف یس کہنے پر ہی اکتفاء کیا تھا۔

”چیف بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے چیف کی آواز سنائی دی۔

”یس چیف۔ میں سار تھا بول رہی ہوں“..... مارتھا نے اپنا نیا نام بتاتے ہوئے کہا۔

”گڈ۔ تم نے یہ نام لے کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ تم واقعی ذہین ہو۔ اب تم یہ ہوٹل چھوڑ دو۔ تمہاری رہائش گاہ کا انتظام مستقل طور پر کر دیا گیا ہے“..... چیف نے کہا اور پھر اس نے تفصیل بتانا شروع کر دی اور مارتھا غور سے سننے لگی۔

کے ذریعے معلومات حاصل کرے“..... بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ایک طرف رکھا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس پرفریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اسے آن کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اوور“..... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”لیس باس۔ ٹائیگر انڈنگ یو۔ اوور“..... تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”کیا رپورٹ ہے۔ تم نے کال ہی نہیں کی۔ اوور“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”میں نے آپ کے فلیٹ فون کیا تھا باس۔ لیکن سلیمان نے بتایا کہ آپ کہیں گئے ہوئے ہیں۔ جس آدمی سے میں نے معلومات حاصل کی تھیں اسے گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا جبکہ مارتھا کے بارے میں ابھی تک صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ اس کا تعلق انتہائی حساس اسلحہ کی ڈیل کرنے والی ایک بین الاقوامی تنظیم ریڈ بلیو سے ہے۔ اس ریڈ بلیو کا چیف ایک آدمی گریک ہے جو امپورٹ ایکسپورٹ کا کاروبار کرتا تھا لیکن وہ اپنا بزنس کلوز کر کے مستقل ایکریمیچلا گیا ہے۔ اوور“..... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ان لوگوں کو یہ معلوم ہو گیا ہے کہ تم

حرکت میں ہو اور تمہارے ساتھ انہوں نے میرا رابطہ جوڑتے ہوئے فوری کارروائی کر ڈالی۔ اس آدمی کو ہلاک کر دیا گیا۔ ایرک اور مارتھا کو فوری چارٹرڈ طیارے سے پاکیشیا سے نکال دیا گیا اور اس گریک نے شاید پہلے سے ہی ایسا سیٹ اپ کر رکھا تھا کہ فوری طور پر نکل جائے اور کہا یہ جائے کہ وہ سب کچھ فروخت کر کے نکل گیا ہے۔ اوور“..... عمران نے کہا۔

”لیس باس۔ میرا خیال ہے کہ وہ آدمی جس نے مجھ سے بھاری رقم لے کر یہ معلومات دی تھیں۔ اس نے خود ہی انہیں اطلاع دے دی ورنہ اس کے علاوہ اور کوئی اس بات سے واقف ہی نہ تھا۔ میں اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اوور“..... ٹائیگر نے کہا۔

”ہاں۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ تم نے اس مارتھا کی رہائش گاہ ٹریس کی ہے۔ اوور“..... عمران نے کہا۔

”لیس باس۔ وہ براؤن سٹار پلازہ کے ایک فلیٹ میں رہتی تھی۔ اوور“..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”ویل ڈن۔ اس کے فلیٹ کی بھرپور انداز میں تلاشی لو۔ میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر افتخار حیدر کی ہلاکت میں ضرور اس لڑکی کا ہاتھ ہے اور اس سارے معاملے میں یہ لڑکی ملوث ہوگی اس لئے اسے فوری طور پر یہاں سے نکالا گیا ہے۔ اوور“..... عمران نے کہا۔

”لیس باس۔ اوور“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

میں اس کی لاش سے بھی معلوم کر لوں گا کہ اس نے فارمولا کسے دیا ہے اور وہ کس ملک اور کس ایجنسی کے لئے کام کرتی تھی..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”عجیب ڈرامہ ہے۔ سب کچھ ہو گیا اور ہمیں پتہ ہی نہیں چلا۔ اس لڑکی نے یہاں آ کر ڈاکٹر افتخار حیدر کو کور کیا اس سے فارمولا حاصل کیا اور اسے ہلاک کر کے واپس بھی چلی گئی“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ڈرامہ نہیں۔ اسے نوٹسکی کہتے ہیں“..... عمران نے کہا۔
”کیا مطلب۔ یہ نوٹسکی کیا ہوتی ہے“..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”پرانے دور میں تھیٹر کو نوٹسکی کہا جاتا تھا اور چونکہ اس دور میں عورتیں گھروں سے باہر نہ نکلتی تھیں اس لئے مرد ہی عورتوں کا روپ دھار کر نوٹسکی میں کام کرتے تھے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد ٹرانسمیٹر سے کال آنا شروع ہو گئی تو عمران سمجھ گیا کہ ٹائیگر کی کال ہو گی کیونکہ اس نے ٹرانسمیٹر پر اپنی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کر دی تھی۔ اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ ٹائیگر کالنگ۔ اوور“..... ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔
”ہیس۔ علی عمران انڈنگ یو۔ اوور“..... عمران نے جواب

”جس قدر جلد ہو سکے اس بارے میں مجھے حتمی رپورٹ دو۔ اوور اینڈ آل“..... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔
”عمران صاحب۔ ملٹری انٹیلی جنس کے کرنل نعمان اسلم سے ڈاکٹر افتخار حیدر کی ہلاکت کی انکوائری رپورٹ تو منگوا لیں۔ شاید اس سے کوئی کلیو مل جائے“..... بلیک زیرو نے کہا۔
”ہاں ایسا ہی کرنا پڑے گا“..... عمران نے کہا۔
”اب تک کی تفصیل کیا ہے۔ کیا آپ نے سر سلطان سے بات کی ہے“..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اسے پوری تفصیل بتا دی۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ پھر تو واقعی یہ لڑکی مشکوک ہے یقیناً یہ ساری کارروائی اسی نے کی ہے اسی لئے اسے فوری طور پر منظر سے ہٹا دیا گیا ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ اس لڑکی کو ٹرلین کرنا بے حد ضروری ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اصل فارمولا اسی کے پاس ہے۔ ہمیں ہر صورت میں اس سے وہ فارمولا حاصل کرنا ہے اس کے لئے چاہے ہمیں کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے“..... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

”کیا کریں گے آپ۔ اگر اس لڑکی کو ہی ہلاک کر دیا گیا تو پھر آپ کو کیسے پتہ چلے گا کہ فارمولا کہاں ہے“..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”لڑکی مل جائے چاہے وہ لاش میں ہی کیوں نہ بدل چکی ہو۔

دیتے ہوئے کہا۔

”باس۔ میں نے اس مارتھا کے فلیٹ کی تلاشی لی ہے۔ وہاں سے صرف ایک کارڈ ملا ہے جس پر سرخ رنگ کی مٹری بنی ہوئی ہے۔ اس کے نیچے کسی نامعلوم زبان میں چند الفاظ لکھے ہوئے ہیں اور کوئی چیز نہیں ملی۔ اوور..... ٹائیگر نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔“

”اس کی کوئی پرسنل ڈائری۔ کوئی فائل یا اس کے کسی ملنے والے کا کوئی خط۔ اوور..... عمران نے کہا۔

”نو باس۔ میں نے یہ چیزیں تلاش کرنے کی بے حد کوشش کی ہے لیکن سوائے اس کارڈ کے اور کچھ نہیں ملا۔ یہ کارڈ بھی میز کی دراز کی سائیڈ پر موجود درز میں پھنسا ہوا تھا۔ اچانک مجھے اس کا کوئی نظر آ گیا ورنہ شاید مجھے بھی یہ نظر نہ آتا لیکن آپ کے حکم کے تحت میں نے ہر چیز کا باریک بینی سے جائزہ لیا ہے اس لئے یہ کارڈ مل گیا۔ اوور..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا فون چیک کیا ہے۔ اس میں میموری تو نہیں ہے۔ اوور..... عمران نے پوچھا۔

”نو باس۔ میں نے چیک کیا ہے باس۔ عام سا فون ہے۔ اوور..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”اوکے۔ یہ کارڈ فلیٹ پر سلیمان کو پہنچا دو۔ میں جب فلیٹ پر جاؤں گا تو چیک کر لوں گا۔ اوور..... عمران نے کہا۔

”ییس باس۔ اوور..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے

اور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر فون کارسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

”سلیمان بول رہا ہوں..... رابطہ ہوتے ہی سلیمان کی آواز سنائی دی۔

”تو تم واپس آ گئے ہو..... عمران نے کہا۔

”جی صاحب۔ ابھی پہنچا ہوں..... سلیمان کی آواز سنائی دی۔

”اچھا سنو۔ ابھی ٹائیگر ایک کارڈ تمہیں دے جائے گا۔ جیسے ہی وہ تمہیں کارڈ دے کر جائے تم نے فوری طور پر یہ کارڈ دانش منزل پہنچانا ہے۔ اوور..... عمران نے کہا۔

”جی اچھا صاحب..... سلیمان نے جواب دیا۔

جتنی سعادت مندی سے تم نے جی اچھا صاحب کہا ہے اس سے لگتا ہے کہ تم بڑے دل کے مالک ہو اس لئے مجھے یقین ہے کہ اب تم اپنے تمام بقایا جات معاف کر دو گے..... عمران نے کہا تو سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

”بقایا جات کی فہرست میرے دل سے کہیں بڑی ہے اس لئے مجبوری ہے..... سلیمان نے جواب دیا تو عمران اس کے خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا اور پھر اسے کارڈ فوری پہنچانے کا کہہ کر اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد آپریشن روم میں تیز سیٹی بج اٹھی تو وہ دونوں چونک پڑے کیونکہ اس سیٹی کا مطلب تھا کہ باہر مخصوص خانے میں کوئی چیز ڈالی گئی ہے۔ چند

لحوں بعد جب سیٹی کی آواز بند ہوئی تو بلیک زیرو نے میز کی سب سے چلی دراز کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹا سا پیکٹ نکال کر اس نے عمران کے سامنے رکھ دیا۔ عمران نے پیکٹ اٹھا کر اسے کھولا اور اس میں سے ایک چھوٹا سا سیاہ رنگ کا کارڈ نکال کر اسے غور سے دیکھنے لگا۔

”میں لائبریری میں جا کر اس کارڈ کے نیچے لکھے ہوئے الفاظ چیک کر لوں۔ شاید کوئی کام بن جائے“..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا لائبریری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آ گیا تو اس دوران بلیک زیرو کچن سے چائے بنا کر لے آیا تھا۔ عمران کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔

”کیا ہوا عمران صاحب۔ معلوم ہوا ہے کچھ“..... بلیک زیرو نے چائے کی پیالی اس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ان الفاظ کا مطلب ہے ہیروں کا جزیرہ“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

”ہیروں کا جزیرہ۔ اس کا کیا مطلب ہوا“..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”بڑی مشکل سے اس کا مطلب ٹریس ہوا ہے۔ قدیم دور میں جزائرِ غرب الہند کے ایک جزیرے کو ہیروں کا جزیرہ کہا جاتا تھا کیونکہ اس جزیرے میں ہیرے کی کانیں دریافت ہوئی تھیں۔ اس جزیرے کا موجودہ نام ہیگرڈانا ہے۔ یہ ایکریمین ریاست مشی گن

کے قریب بحرِ اوقیانوس میں ہے“..... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تو آپ کے خیال میں ریڈ اسپائیڈر کا کیا مطلب ہو سکتا ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”کارڈ پر جس انداز میں یہ مخصوص نشان بنا ہوا ہے یہ کسی تنظیم کا مخصوص نشان ہو سکتا ہے جس کا نام ریڈ اسپائیڈر ہے اور میں نے اس بات کا پتہ بھی چلا لیا ہے کہ ایکریمینا میں ایک خفیہ تنظیم ریڈ اسپائیڈر موجود ہے لیکن اس کے بارے میں ہمارے پاس کوئی تفصیل موجود نہیں ہے کہ ریڈ اسپائیڈر ایکریمینا کے کس حصے میں ہے اس کا دائرہ کار کیا ہے اور اس کا چیف کون ہے۔“ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

”اس سے تو یہی واضح ہوتا ہے کہ اس ریڈ اسپائیڈر تنظیم کا ہیڈ کوارٹر ہیگرڈانا میں ہے اور مارٹھا اس تنظیم کی رکن تھی“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں اور یقیناً فارمولا بھی وہاں پہنچ چکا ہوگا“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”نیں“..... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن لہجہ خاصا سخت تھا۔

”چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس ایکسٹو سپیکنگ“..... عمران

نے مخصوص لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔
 ”لیس سر“..... دوسری طرف سے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”کرنل نعمان اسلم سے بات کرائیں“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”کرنل نعمان اسلم بول رہا ہوں سر۔ حکم سر“..... چند لمحوں بعد ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل نعمان اسلم کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”ڈاکٹر افتخار حیدر کی ہلاکت کی انکوائری آپ نے کرائی ہے۔ اس کی فائل سر سلطان کو بھجوا دیں“..... عمران نے کہا۔

”لیس سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے مزید کچھ کہے بغیر کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پر لیس کرنے شروع کر دیئے۔

”پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ“..... رابطہ ہوتے ہی سر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں۔ سر سلطان آفس میں ہیں یا گھر چلے گئے ہیں“..... عمران نے پوچھا۔

”وہ آفس میں ہیں جناب۔ میں بات کراتا ہوں“..... دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”سلطان بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز

سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”کیسے فون کیا ہے“..... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چیف نے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل نعمان اسلم کو حکم دیا ہے کہ وہ ڈاکٹر افتخار حیدر کی وفات کی انکوائری کی فائل فوری طور پر آپ کو بھجوا دیں اور ساتھ ہی چیف نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کی خدمت میں دست بستہ درخواست کروں کہ جیسے ہی یہ فائل پہنچے آپ اسے میرے فلیٹ پر بھجوا دیں۔ میں نے انہیں کہا کہ وہ آپ سے خود بات کریں لیکن انہوں نے کہا نہیں آپ کے غصے سے ڈر لگتا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے ہا۔

”اوکے میں فائل بھجوا دوں گا“..... سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور کرکھ دیا۔

”سر سلطان کافی سنجیدہ معلوم ہو رہے ہیں۔ آپ ان سے مذاق نہ کیا کریں۔ ان کا انداز ایسا تھا کہ وہ آپ پر بگڑ بھی سکتے ہیں“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ میں نے بھی یہی محسوس کیا ہے“..... عمران نے کہا اور اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیس کرنے شروع کر دیئے۔

”سلیمان بول رہا ہوں“..... رابطہ ہوتے ہی سلیمان کی آواز

سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں۔ سرسلطان کے آفس سے ایک فائل تمہارے پاس پہنچے گی اور تم نے اسے فوری دانش منزل پہنچانا ہے۔ میں اس فائل کا انتظار کر رہا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے صاحب“..... سلیمان نے جواب دیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً دو گھنٹے کے شدید انتظار کے بعد ایک بار پھر مخصوص سیٹی کی آواز سنائی دی تو عمران اور بلیک زیرو سمجھ گئے کہ سلیمان نے فائل کا پیکٹ باہر مخصوص خانے میں ڈالا ہوگا۔

جب سیٹی کی آواز بند ہو گئی تو بلیک زیرو نے میز کی چلی دراز کھولی اور اس میں موجود ایک پیکٹ اٹھا کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔ پیکٹ پر وزارت خارجہ کی سرکاری سلف لگی ہوئی تھی۔ عمران نے میز پر پڑا ہوا پیپر کٹر اٹھا کر پیکٹ کو ایک سائڈ سے کاٹ دیا۔ اندر ایک اور پیکٹ تھا۔ اس نے وہ پیکٹ باہر نکالا تو اس پر ملٹری انٹیلی جنس کی مخصوص سلف لگی ہوئی تھی۔

عمران نے ایک بار پھر پیپر کٹر کی مدد سے پیکٹ کھولا اور اندر موجود سرخ رنگ کی فائل باہر نکال لی۔ فائل پر ملٹری انٹیلی جنس کا مخصوص مونوگرام موجود تھا۔ عمران نے فائل کھولی تو فائل میں بارہ صفحات تھے۔ عمران نے فائل پڑھنا شروع کر دی جبکہ بلیک زیرو خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ کافی دیر بعد عمران نے فائل بند کر دی۔

”کوئی خاص بات عمران صاحب“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ملٹری انٹیلی جنس نے اس نظریے کے تحت ساری کارروائی یا اکتواری کی ہے کہ ڈاکٹر افتخار حیدر ہارٹ اٹیک سے ہلاک ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر کا شوٹکیٹ بھی فائل میں موجود ہے۔ البتہ انہوں نے یہ درج کیا ہے کہ ڈاکٹر افتخار حیدر کے کمرے میں موجود آتش دان کے اندر جلے ہوئے کاغذات کو چپک کیا گیا تو یہ فارمولے کے کاغذات تھے اور ان کاغذات میں فارمولے کے آغاز کے بھی کاغذات موجود تھے۔ فارمولے کے درمیان کے بھی اور فارمولے کے آخری کاغذات بھی۔ ان کی چیکنگ ان کاغذات سے ہوئی ہے جو ادھ جلے یا کم جلے ہوئے تھے۔ اس طرح یہ بات طے کر لی گئی ہے کہ کسی نامعلوم وجہ کی بناء پر ڈاکٹر افتخار حیدر لیبارٹری سے اپنا اصل فارمولا اور ریسرچ کونسل میں موجود فارمولے کی کاپی دونوں گھر لے آئے اور انہوں نے خود ہی ان دونوں فائلوں کو اپنے کمرے کے آتش دان میں جلا دیا۔ اس کے بعد انہیں ہارٹ اٹیک ہوا اور وہ ہلاک ہو گئے۔ اس سے تو پتہ چلتا ہے کہ وہ واقعی دلبرداشتہ ہو گئے تھے اور انہیں اس بات کا غصہ تھا کہ وہ فارمولا مکمل نہ کر سکے تھے۔ اس لئے انہوں نے غصے میں آ کر فارمولا ہی جلا دیا۔ فارمولا جلانے کے بعد انہیں دل کا دورہ پڑا جو ان کے لئے جان لیوا ثابت ہوا تھا“..... عمران نے بنیادی باتیں بتاتے ہوئے کہا۔

”انہوں نے یہ چیکنگ نہیں کی کہ کون کون اس وقت گھر میں

موجود تھا اور کون آیا اور کون گیا“..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”یہ کام پولیس کا ہے۔ ملٹری انٹیلی جنس تو بڑا ادارہ ہے۔ یہ تو اس کی توہین ہے کہ وہ ڈاکٹر افتخار حیدر کی رہائش گاہ کے پاس موجود ارد گرد کے لوگوں سے پوچھتی پھرتی۔ البتہ انہوں نے یہ لکھا ہے کہ جب ڈاکٹر افتخار حیدر ہلاک ہوئے تو وہ اس وقت گھر میں اکیلے تھے اور فون میموری سے بھی معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے خود ہی ڈاکٹر کو فون کر کے کہا تھا کہ ان کی طبیعت بگڑ رہی ہے۔ انہوں نے ڈاکٹر کو جلد سے جلد گھر آنے کا کہا تھا لیکن پھر ڈاکٹر کے پہنچنے سے پہلے ہی وہ ہلاک ہو گئے تھے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جبکہ موجودہ شواہد بتا رہے ہیں کہ انہیں ریڈ اسپائیڈر نے ہلاک کیا ہے۔ لیکن مجھے یہ سمجھ نہیں آیا کہ آخر انہوں نے فارمولا کیوں جلایا ہے۔ اگر ان کا مقصد فارمولے کا حصول تھا تو وہ ڈاکٹر افتخار حیدر کو ہلاک کر کے فارمولا ساتھ لے جاتے پھر فارمولا جلانے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”یہی تو ان کی ذہانت ہے۔ انہوں نے فارمولے کی فلم یا پھر کاپی بنالی ہوگی اور پھر فارمولے کو اس انداز میں جلا دیا کہ یہ سمجھا جائے کہ فارمولا ساتھ نہیں لے جایا گیا۔ اس طرح معاملات ختم ہو جائیں اور واقعی ختم بھی ہو گئے تھے اگر سوپر فیاض مجھ سے اس

ایگل کلب اور ہڈن کے بارے میں معلوم نہ کرتا اور میں یہ کام ٹائیگر کے ذمے نہ لگاتا تو ڈاکٹر افتخار حیدر کی ہلاکت بھی خفیہ رہ جاتی اور ان کے فارمولے کا بھی پتہ نہ چلتا“..... عمران نے کہا۔

”تو اب یہ بات حتمی ہے کہ یہ کام ریڈ اسپائیڈر کا ہے اور اس مارتھانے کیا ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ اس ساری رپورٹ کو پڑھنے کے بعد مجھے ایسا ہی لگتا ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

”پھر تو اب تک یہ فارمولا لازماً اسرائیل یا ایکریمیا کی لیبارٹری کے ذریعے کافرستان پہنچ گیا ہوگا۔ اب آپ کیا کریں گے۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”جہاں تک کافرستان کا تعلق ہے تو یہ صرف خیال ہے۔ اس نے اس سسٹم کے حصول کے لئے رابطہ کیا ہوگا کہ اسرائیل یا ایکریمیا دونوں کافرستان کے خلاف اپنے ہارڈ بلاسٹر میزائل کسی صورت استعمال نہیں کر سکتے اس لئے اسے تو اس فہرست سے نکال دو اس کے بعد رہ جاتے ہیں اسرائیل اور ایکریمیا۔ تو ان دونوں کے پاس یہ ہارڈ بلاسٹر میزائل ہو سکتے ہیں۔ انہیں اس کا اینٹی سسٹم بنانے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ انہوں نے تو خود یہ میزائل دوسروں کے خلاف استعمال کرنے ہیں۔ ہاں۔ اگر یہ میزائل پاکیشیا کے پاس ہوتے تو پھر لامحالہ وہ اس کا اینٹی سسٹم بناتے اس لئے انہوں نے اس فارمولے کو کسی سنٹور میں رکھ دیا ہوگا۔ ان کا مقصد صرف

یہ ہو گا کہ پاکیشیا یہ اینٹی سسٹم نہ بنا سکے اور وہ جب چاہیں پاکیشیا اینٹی مراکز پر ہارڈ بلاسٹر میزائلوں سے حملہ کر دیں اور ڈاکٹر افتخار حیدر کے فارمولے سے پاکیشیا کسی طور پر استفادہ نہ حاصل کر سکے..... عمران نے کہا۔

”لیکن کیا یہ ہارڈ بلاسٹر میزائل وہ تیار کر چکے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو پھر تو وہ اب تک پاکیشیا پر حملہ کر بھی چکے ہوتے.....“ بلیک زیرو نے کہا۔

”میرا تو خیال ہے کہ وہ اس پر ابھی کام کر رہے ہیں ورنہ واقعی تمہاری بات درست ہے کہ اگر یہ میزائل تیار ہو چکا ہوتا تو یہ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر پاکیشیا پر فائر کر دیا جاتا.....“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کی بات ہے تو درست مگر میرے خیال میں ایک اور پہلو بھی سامنے آتا ہے.....“ بلیک زیرو نے کہا۔ وہ واقعی آج بحث کے موڈ میں تھا۔

”کیا.....“ عمران نے چونک کر پوچھا۔

”یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ انہوں نے واقعی ڈاکٹر افتخار حیدر کو ہلاک کر کے فارمولا جلا دیا تاکہ یہ اینٹی سسٹم بن ہی نہ سکے کیونکہ جب انہوں نے اسے بنانا ہی نہیں تو پھر انہیں اس کا فارمولا حاصل کرنے کی کیا ضرورت تھی.....“ بلیک زیرو نے کہا۔

”یہ سب ہمارے خیالات اور ہماری سوچ ہے۔ کچھ بھی ہو سکتا

ہے۔ اب ہمیں اس ریڈ اسپاڈر کی اس مارتھا کو تلاش کرنا ہو گا۔ تب جا کر اصل حقیقت سامنے آئے گی کیونکہ وہی ساری حقیقت بتا سکتی ہے.....“ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”وہ سرخ ڈائری مجھے دے.....“ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے میز کی دراز کھولی اور سرخ رنگ کی جلد والی ضخیم ڈائری نکال کر عمران کے سامنے میز پر رکھ دی۔ عمران نے اسے کھولا اور پھر تیزی سے اس کے صفحے پلٹتا چلا گیا۔ پھر اس کی نظریں ایک صفحے پر جم سی گئیں۔ وہ کچھ دیر تک اسے دیکھتا رہا پھر اس نے ڈائری بند کر کے اسے میز پر رکھ دیا اور رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”لیس۔ ڈبل سٹار ورلڈ آرگنائزیشن.....“ رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں پاکیشیا سے۔“ پیشل لائف ممبر نمبر ون زیرو دن.....“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیس سر.....“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”جیرکال، آرگنائزیشن میں موجود ہے یا چھوڑ گیا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”وہ پیشل سیکشن کے انچارج ہیں.....“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ان سے بات کراؤ“..... عمران نے کہا۔

”لیس سر۔ ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ جیکال بول رہا ہوں۔ انچارج سپیشل سیکشن“..... چند

لحوں بعد دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”ابھی دانت موجود ہیں یا سپیشل لگوائے ہیں“..... عمران نے

کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کون بول رہا ہے“..... دوسری طرف سے

چونک کر کہا گیا۔

”میرا خیال ہے کہ دانتوں کے ساتھ ساتھ انکل جیکال کے

کان بھی متاثر ہوئے ہیں۔ تمہیں بتایا نہیں گیا کہ علی عمران پاکیشیا

سے بات کر رہا ہے اور تم نے میری آواز بھی نہیں پہچانی۔“ عمران

نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ جیتے تم۔ اوہ۔ اس نے نام تو بتایا تھا لیکن میں ایک

الجھن میں تھا اس لئے میں نے اس پر غور نہیں کیا اور پھر تم نے

اتنے طویل عرصے بعد فون کیا ہے اس لئے میرا خیال تھا کہ تم

بوڑھے ہو کر اب تک کسی جنگل میں ڈیرا لگا چکے ہو گے۔ اسی لئے

مجھے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ تم مجھے اتنے عرصے بعد کال کر سکتے ہو

اور وہ بھی اپنے مخصوص انداز میں“..... جیکال نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اگر بھتیجا اتنا بوڑھا ہو سکتا ہے تو پھر انکل کی کیا پوزیشن ہو

گی“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے جیکال بے اختیار

کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”اڑنے۔ یہ تم نے مجھے زبردستی انکل بنا دیا ہے۔ ابھی میری عمر

ہی کیا ہے“..... جیکال نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ ابھی تمہارے دودھ کے دانت بھی نہیں

ٹوٹے جبکہ اس کم عمری میں پانچ سات بیویاں زمین میں دفن کرا

چکے ہو“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے جیکال ایک بار پھر

کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”اب اس میں میرا کیا قصور ہے کہ شادی کے چند ماہ بعد وہ مر

جاتی ہے اور ایک چلی جائے تو اس کی جگہ دوسری نے تو لینی ہی

ہوتی ہے“..... جیکال نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تمہارا واقعی کوئی قصور نہیں ہے۔ سارا قصور ان کا ہی ہے کہ وہ

تم جیسے زہریلے جیکال سے شادی کی غلطی کر بیٹھتی ہیں اور پھر بے

چاری قبروں میں جا اترتی ہیں“..... عمران نے جواب دیا تو دوسری

طرف سے جیکال ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم سے باتوں میں جیتنا ممکن ہی نہیں ہے۔ بہر حال بتاؤ۔

کیوں فون کیا ہے“..... جیکال نے کہا۔

”میں سپیشل لائف ممبر ہوں اس لئے یہ میرا حق ہے کہ میں

جب بھی بور ہوں تو تمہاری تنظیم کو فون کر کے کسی جیکال، کسی جیکل

یا کسی ریٹ یا پھر کیٹ سے باتیں کر سکوں“..... عمران نے کہا۔

”تم نے سارے ہی ایسے جانور گنوائے ہیں۔ لائن، ٹائیگر

وغیرہ۔ یہ نام نہیں آتے تھے تمہیں“..... جیکال نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ارے۔ ارے۔ میں نے سرفہرست تو تمہارا نام ہی لیا ہے“..... عمران نے کہا تو جیکال ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”اوکے۔ پھر کیا خیال ہے۔ میں فون بند کر دوں کیونکہ یہاں بے شمار کام میرے منتظر ہیں اور میں نے جلدی جانا بھی ہے کیونکہ ان دنوں ایک نئی لڑکی کو ڈینس دے رہا ہوں ہو سکتا ہے کہ اس بار وہی تمہاری بھابھی بن جائے“..... جیکال نے کہا۔

”واہ۔ مطلب ہے کہ ساتویں مرنے کے لئے تیار ہو رہی ہے۔ بہر حال میں نے ایک تنظیم ریڈ اسپائیڈر کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں“..... عمران نے کہا۔

”ریڈ اسپائیڈر۔ کہاں کی تنظیم ہے“..... جیکال نے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب۔ تم تو ایسے چونک رہے ہو جیسے تم نے یہ نام پہلی بار سنا ہو“..... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں۔ واقعی۔ یہ سچ ہے۔ میں ایسی کسی تنظیم کے بارے میں نہیں جانتا۔ ریڈ اسپائیڈر۔ نام تو اچھا ہے بہر حال تم اس بارے میں مزید کچھ بتاؤ تاکہ میں کمپیوٹر پر اسے چیک کر سکوں۔ اگر اس نام کی تنظیم ہوئی تو اس کی ساری تفصیل چند لمحوں میں سامنے آ جائے گی“..... جیکال نے کہا۔

”صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ اس کا ہیڈ کوارٹر جزائرِ غرب الہند کے جزیرے ہیگڈانا میں ہے“..... عمران نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ ہولڈ کرو“..... جیکال نے کہا اور پھر تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد جیکال کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

”ہیلو۔ کیا تم لائن پر ہو“..... جیکال نے کہا۔

”لائن پر نہیں جیکال کے رحم و کرم پر ہوں“..... عمران نے جواب دیا تو جیکال بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم باز نہیں آؤ گے۔ بہر حال ریڈ اسپائیڈر کے بارے میں معلوم ہو گیا ہے۔ یہ یہودیوں کی ایک تنظیم ہے جو دنیا بھر میں یہودیوں کے مفادات کے تحفظ کے لئے کام کرتی ہے۔ یہ کام کسی بھی نوعیت کا ہو سکتا ہے“..... جیکال نے کہا۔

”کیا اس کا ہیڈ کوارٹر ہیگڈانا جزیرے پر ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ یہ ہیڈ کوارٹر صرف دکھاوے کے لئے ہے۔ اصل ہیڈ کوارٹر ایکریمیا کی کسی ریاست میں ہے جس کے بارے میں کسی کو علم نہیں ہے“..... جیکال نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

”کیا یہ بات حتمی ہے کہ ہیگڈانا میں ہیڈ کوارٹر صرف دکھاوے کے لئے ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ یہ بات حتمی ہے کیونکہ یہاں فائل میں درج ہے اور

ڈبل سٹار ورلڈ آرگنائزیشن کی فائل میں اس وقت تک کچھ درج نہیں کیا جا سکتا جب تک وہ حتمی نہ ہو..... جیکال نے جواب دیا۔

”کوئی ایسا کلیو جس سے اس بارے میں آگے بڑھا جا سکے۔ میرا مطلب ہے یہ پتہ چل سکے کہ ریڈ اسپائیڈر کا ہیڈ کوارٹر کہاں واقع ہے یا کہاں واقع ہونے کے امکانات ہو سکتے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”یہاں فائل میں تو ایسا کوئی کلیو نہیں ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ ناراک کے کازاک کلب کے مالک اور جنرل نیجر اینڈرسن کو اس بارے میں ضرور معلوم ہو گا۔ ویسے وہ یہودی ہے لیکن بھاری رقم کے عوض وہ اپنے بارے میں بھی معلومات مہیا کر سکتا ہے۔ میں اسے فون کر دیتا ہوں۔ تم اسے فون کر لو اور اس کی ڈیمانڈ پوری کر دینا۔ وہ تمہیں بہت کچھ بتا سکتا ہے“..... جیکال نے کہا۔

”اوکے۔ بتاؤ۔ کیا نمبر ہے اس کا“..... عمران نے پوچھا تو دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نمبر بتا دیا گیا۔

”اوکے۔ میں نصف گھنٹے بعد اسے فون کر لوں گا“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ریڈ اسپائیڈر تنظیم واقعی موجود ہے۔ اب یہ بات تو کنفرم ہو گئی ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں اور یہ بھی کہ یہ ہے بھی یہودیوں کی تنظیم“..... عمران نے

ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ویسے یہ انتہائی حیرت انگیز بات ہے عمران صاحب کہ کوئی تنظیم باقاعدہ ایک مصنوعی ہیڈ کوارٹر بنائے۔ آج تک تو ایسا کبھی نہیں ہوا“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ خاصے فعال اور تیز ہیں“..... عمران نے کہا اور پھر آدھے گھنٹے بعد اس نے رسیور اٹھایا اور انکوائری سے اس نے ناراک کا رابطہ نمبر معلوم کر کے کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے پہلے ایکریمیا کا رابطہ نمبر پرپس کیا اور پھر ناراک کا رابطہ نمبر پرپس کر کے اس نے جیکال کا بتایا ہوا نمبر پرپس کر دیا۔

”کازاک کلب“..... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ جناب اینڈرسن سے بات کرائیں۔ انہیں ڈبل سٹار آرگنائزیشن کے مسٹر جیکال کا ریفرنس دے دیں“..... عمران نے کہا۔

”ییس سر۔ ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ اینڈرسن بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

”پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ ڈبل سٹار آرگنائزیشن کے مسٹر جیکال نے آپ کو میرے بارے میں فون کیا ہو گا“.....

ہیں..... عمران نے کہا۔

”صرف اس حد تک کہ اس کا ہیڈ کوارٹر ایکریمیا کی کس ریاست میں ہے اور اس کا سپر چیف کون ہے“..... اینڈرسن نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ اپنا اکاؤنٹ نمبر اور بینک کے بارے میں تفصیلات بتا دیں۔ ایک لاکھ ڈالرز آپ کو مل جائیں گے۔ اگر آپ کو گارنٹی چاہئے تو آپ بے شک جیکال سے بات کر کے گارنٹی لے سکتے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”انہوں نے پہلے ہی گارنٹی دے دی ہے۔ اکاؤنٹ اور بینک کے بارے میں تفصیل نوٹ کر لیں“..... اینڈرسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔

”ٹھیک ہے۔ میں نے نوٹ کر لی ہے۔ رقم آپ کو پہنچ جائے گی“..... عمران نے کہا۔

”تو پھر سن لیں کہ ریڈ اسپائیڈر انتہائی طاقتور اور با وسائل تنظیم ہے لیکن اسے انتہائی خفیہ رکھا گیا ہے۔ یہ تنظیم یہودیوں کے ہر قسم کے مفادات کے تحفظ کے لئے بنائی گئی ہے اور گزشتہ دس سالوں سے کام کر رہی ہے۔ اس کا ہیڈ کوارٹر ایکریمیا کی ریاست کارٹاما کے مشہور شہر اراکو میں ہے لیکن کہاں ہے یہ مجھے نہیں معلوم۔ البتہ کہا جاتا ہے کہ اس کا سپر چیف لوکس لوئے ہے جو اراکو میں ویٹرن کلب کا مالک ہے اور پوری ریاست کا سب سے بڑا کینکسر

عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ ابھی انہوں نے فون کیا ہے۔ آپ فرمائیں۔ میں آپ کی یہ خدمت کر سکتا ہوں“..... اینڈرسن نے کہا۔

”ایک تنظیم ریڈ اسپائیڈر کے بارے میں مجھے معلومات چاہئیں۔ مسٹر جیکال نے بتایا تھا کہ آپ کی ڈیمانڈ اگر پوری کر دی جائے تو آپ یقیناً اس سلسلے میں رہنمائی کر سکتے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”آپ کس ٹائپ کی معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں“..... اینڈرسن نے کہا۔

”اس تنظیم کے بارے میں ایسی معلومات جس سے ان کے ہیڈ کوارٹر سے رابطہ کیا جاسکے لیکن شرط یہی ہے کہ یہ معلومات حتمی ہوں“..... عمران نے کہا۔

”آپ کا تعلق کس تنظیم سے ہے“..... اینڈرسن نے پوچھا۔

”میں فری لانسر ہوں۔ میری پارٹیاں ایسی معلومات حاصل کرنے کے لئے مجھے ہار کرتی رہتی ہے۔ ایسی ہی ایک پارٹی نے جس کا تعلق کافرستان سے ہے مجھے ہار کیا ہے۔ انہوں نے اس تنظیم کے ہیڈ کوارٹر سے رابطہ کر کے انہیں کوئی خصوصی ٹاسک دینا ہے“..... عمران نے کہا۔

”کیا آپ ایک لاکھ ڈالرز ادا کر سکتے ہیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کس ٹائپ کی معلومات آپ اس کے عیوض میں دے سکتے

اور بدمعاش ہے۔ وہ کسی کے سامنے نہیں آتا اور نہ ہی اس کے بارے میں کسی کو کچھ معلوم ہے۔ صرف اس کی آواز سب پہچانتے ہیں اور اس کے احکامات کی فوری تعمیل ہوتی ہے۔ ویسے وہ دیٹرن نامی سینڈکیٹ کا چیف بھی ہے۔ بس اس کے علاوہ کوئی تفصیل نہیں ہے..... اینڈرسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”مزید کچھ..... عمران نے کہا۔

”سوری۔ میں نے کہا ہے نا کہ اس سے زیادہ مجھے معلوم نہیں ہے اور اتنا بھی میں نے صرف جیکال کی وجہ سے بتایا ہے کیونکہ جیکال نے مجھے گارنٹی دی ہے کہ مجھے رقم بھی ملے گی اور میرا نام بھی سامنے نہیں آئے گا اس لئے میں نے آپ پر اعتبار کیا اور آپ کو تفصیل بتا دی ہے..... اینڈرسن نے جواب دیا۔

”ریڈ اسپائیڈر کے لئے ایک آدمی ایرک اور ایک لڑکی مارتھا بھی کام کرتے ہیں۔ کیا آپ کو ان کے بارے میں کچھ معلوم ہے۔“

عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ یہ تو عام سے نام ہیں۔ یہاں ناراک میں ہزاروں آدمیوں کے نام ایرک اور ہزاروں لڑکیوں کے نام مارتھا ہوں گے..... اینڈرسن نے جواب دیا۔

”یہ دونوں پاکیشیا میں کام کرتے رہے ہیں اور اب پاکیشیا سے چارٹرڈ طیارے کے ذریعے ایکریمیا واپس چلے گئے ہیں۔ ایرک تو ٹکٹن میں ڈراپ ہو گیا جبکہ مارتھا ناراک پہنچی ہے۔ ان کے بارے

میں کچھ تو معلومات ہوں گی آپ کے پاس..... عمران نے کہا۔

”اس سلسلے میں اگر آپ کو کوئی کچھ بتا سکتا ہے تو ناراک کا اولڈ تھامن بتا سکتا ہے۔ وہ ناراک کا انسائیکلو پیڈیا کہلاتا ہے اور واقعی ہے بھی وہ انسائیکلو پیڈیا..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اولڈ تھامن۔ وہی جو کسی زمانے میں معروف شکاری ہوا کرتا تھا۔ شیروں کا شکاری..... عمران نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ کیا آپ اسے جانتے ہیں..... اینڈرسن نے چونک کر پوچھا۔

”نہیں۔ میں اسے ذاتی طور پر تو نہیں جانتا ہوں البتہ میں نے اس کے شکار کی کہانیاں پڑھی ہوئی ہیں..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ وہی ہے۔ وہ ناراک کے گلیڈ کلب میں مستقل رہتا ہے۔ اس کلب کا فون نمبر میں بتا دیتا ہوں..... اینڈرسن نے کہا اور پھر اس نے فون نمبر بتا دیا۔

”اوکے۔ شکریہ۔ آپ کی رقم پہنچ جائے گی اور آپ کا نام بھی سامنے نہیں آئے گا..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبا دیا۔

”تم نے تفصیلات درج کر لی ہیں۔ رقم بھجوا دینا..... عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔

”لیس سر..... بلیک زیرو نے جواب دیا تو عمران نے کریڈل سے ہاتھ ہٹایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”گلڈ کلب“..... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔
لہجہ خاصا کرخت تھا۔

”پاکیشیا سے بول رہا ہوں۔ اولڈ تھامسن سے بات کراؤ۔“
عمران نے کہا۔

”اچھا ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ اولڈ تھامسن بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک
بھاری سی آواز سنائی دی لیکن لہجہ بتا رہا تھا کہ بولنے والا خاصا
بوڑھا آدمی ہے۔

”پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)
بول رہا ہوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ناٹی بائے تم۔ تمہاری ڈگریوں کی وجہ سے میں تمہیں
پہچان گیا ہوں۔ کہاں ہو تم۔ اب تو تم نے اولڈ تھامسن کو اہمیت
دینی ہی چھوڑ دی ہے۔ پہلے تو چھوٹی بڑی بات کے لئے تم اولڈ
تھامسن کے آگے پیچھے گھومتے رہتے تھے۔ اب تو تم مجھے بھول ہی
گئے ہو۔ بڑے بے مروت ہو تم“..... اولڈ تھامسن نے لہکتے ہوئے
لہجے میں کہا۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ یکلخت جوان ہو گیا ہو۔

”اس وقت اولڈ تھامسن شیروں کا شکاری تھا جبکہ اب اولڈ
تھامسن صرف لومڑیوں میرا مطلب ہے کہ صرف صنف نازک کا
شکاری رہ گیا ہے تو میں اس بے چارے سے کیسے رابطہ کروں کیونکہ
میں صرف لومڑیوں سے ہی ڈرتا ہوں“..... عمران نے جواب دیا تو

اولڈ تھامسن بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

”تم نے ٹھیک کہا ہے۔ یہ صنف نازک بھی لومڑیوں سے کم
نہیں ہوتیں“..... اولڈ تھامسن نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

”یہ بات اگر میں اولڈ لیڈی تھامسن کو بتا دوں تو پھر“.....
عمران نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

”ارے۔ ارے۔ وہ میں نے اس لئے تو نہیں کہا۔ سنو۔
خبردار۔ اگر تم نے اسے یہ بات بتائی۔ وہ تو میری جان کو آ جائے
گی اور اب تو اس نے ایک پٹل بھی خرید کر اپنے پاس رکھ لیا
ہے۔ اگر اسے کچھ بھی معلوم ہوا تو سمجھ لو کہ اس کے پٹل میں
موجود ساری گولیاں میرے ہی سینے میں غائب ہو جائیں گی اور
میں اس دنیا سے ہی غائب ہو جاؤں گا“..... اولڈ تھامسن نے بری
طرح گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”پھر ایک شرط ہے کہ جو میں پوچھوں اس کا بغیر معاوضہ کے
جواب دو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بغیر معاوضہ کے تو میں اپنے باپ کو بھی کچھ نہیں بتاتا۔ تمہیں
کیا بتاؤں گا اور تم غریب تو نہیں ہو۔ پرنس ہو۔ معاوضہ کی بات
کرو تو میں تمہیں کچھ بھی بتا سکتا ہوں“..... اولڈ تھامسن کا لہجہ فوراً
ہی کاروباری ہو گیا تھا۔

”چلو۔ پھر تم معاوضہ لے لو اور مجھے اجازت دے دو کہ میں
لیڈی اولڈ تھامسن کو فون کر لوں“..... عمران نے کہا۔

”تم باز نہیں آؤ گے۔ تم اس بڑھاپے میں مجھے لازماً ذلیل کراؤ گے اور مجھے معلوم ہے کہ تمہاری شیطانی باتوں پر اس نے آنکھیں بند کر کے یقین کر لینا ہے۔ ٹھیک ہے۔ مجبوری ہے۔ زندگی میں یہ تجربہ بھی سہی کہ بغیر معاوضہ لئے کچھ بتا دوں۔ بولو۔ کیا پوچھنا چاہتے ہو؟..... اولڈ تھامسن نے اس قدر مایوسانہ لہجے میں کہا جیسے یہ فیصلہ اس کی زندگی کا سب سے مایوس کن فیصلہ ہو۔

”ارے۔ اس قدر مایوسی بھی اچھی نہیں ہوتی۔ چلو میں ہی اپنی مونچھوں کو نیچا کر لیتا ہوں۔ معاوضہ بھی دوں گا اور اولڈ لیڈی تھامسن کو بھی فون نہیں کروں گا۔ اب تو خوش ہو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تم واقعی بنیادی طور پر اچھے انسان ہو۔ مجھے تم پر اعتماد ہے۔ بولو۔ کیا پوچھنا ہے تمہیں؟..... اس بار اولڈ تھامسن کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”یہودیوں کی ایک تنظیم ہے ریڈ اسپائیڈر۔ بتایا گیا ہے کہ اس تنظیم کا ہیڈ کوارٹر اکیمری ریاست کارٹاما کے شہر اراکو میں ہے اور اس کے سپر چیف کا نام لوئس لوئے ہے۔ کیا تم اس بارے میں جانتے ہو؟..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن صرف اتنا جتنا تم نے بتایا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں کیونکہ کارٹاما سے میرا براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے“..... اولڈ تھامسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس تنظیم کی ایک رکن ہے جس کا نام مارتھا ہے۔ یہ مارتھا پاکیشیا میں کام کرتی رہی ہے۔ اس کے سامان سے سیاہ رنگ کا ایک کار ڈملا ہے جس پر سرخ رنگ کی مکری بنی ہے اور نیچے عبرانی زبان کے الفاظ درج ہیں۔ میں نے جب ان الفاظ کا ترجمہ کیا تو پتہ چلا کہ اس کا مطلب ہے ہیروں کا جزیرہ اور یہ بات مجھے معلوم ہے کہ غرب الہند کے ایک جزیرے کو ہیروں کا جزیرہ کہا جاتا ہے۔ میں نے سوچا کہ یہاں اس تنظیم کا ہیڈ کوارٹر ہوگا لیکن پھر مجھے بتایا گیا کہ یہاں ہیڈ کوارٹر تو ہے لیکن یہ مصنوعی ہیڈ کوارٹر ہے۔ صرف ڈانج دینے کے لئے جبکہ اصل ہیڈ کوارٹر ریاست کارٹاما کے شہر اراکو میں ہے۔ یہ لڑکی مارتھا ریڈ اسپائیڈر کے لئے کام کرنے والے ایک اہم آدمی ایرک کے ساتھ چارٹرڈ طیارے کے ذریعے پاکیشیا سے اکیمریہ پہنچی ہے۔ وہ ایرک تو ونگٹن میں ڈراپ ہو گیا جبکہ یہ مارتھا ونگٹن سے ناراک آ گئی ہے۔ میں اس مارتھا کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے اس کے بارے میں معلومات فراہم کر دو تو میں تمہیں منہ مانگا معاوضہ دوں گا لیکن معلومات حتمی ہونی چاہئیں“..... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”اس مارتھا کے بارے میں تو مجھے علم نہیں ہے۔ البتہ یہ معلوم ہے کہ ناراک میں اس ریڈ اسپائیڈر کا ایک اہم عہدیدار سارگم ہے۔ سارگم ناراک کا انچارج ہے۔ اسے لازماً اس مارتھا کے بارے میں علم ہوگا“..... اولڈ تھامسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس سارگم کا کیا حدود اربعہ ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”سٹار کیمیکلز انڈسٹریز کا مین آفس ڈریگن بزنس پلازہ میں ہے اور سارگم اس کا جنرل مینجر ہے۔ سارگم کاروبار بھی کرتا ہے اور ریڈ اسپائیڈر کا مقامی انچارج بھی ہے لیکن اس کی اس حیثیت کو سوائے چند افراد کے اور کوئی نہیں جانتا۔ وہ صرف فون پر احکامات دیتا ہے اور بس“..... اولڈ تھامسن نے جواب دیا۔

”اس کی رہائش گاہ کہاں ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”زارک کالونی کوٹھی نمبر سات سو سات۔ ڈی بلاک“..... اولڈ

تھامسن نے جواب دیا۔

”اوکے۔ اب یہ بتا دو کہ کتنا معاوضہ بھجوا دوں“..... عمران نے کہا۔

”ارے چھوڑو ناٹی بوائے۔ یہ تو معمولی سی معلومات تھیں۔ کوئی بڑا کام ہوتا تو میں تم سے بڑا معاوضہ مانگتا۔ چھوٹے سے کام کے لئے اب تم سے معاوضہ لے کر میں نے اولڈ لیڈی سے جوتیاں تو نہیں کھانی۔ مجھے معلوم ہے کہ تم مجسم شیطان ہو۔ اسے ایسی پٹی پڑھاؤ گے کہ وہ میرا یہاں رہنا دو بھر کر دے گی۔ البتہ ایک بات بتا دوں کہ سارگم کو آسان شکار نہ سمجھنا۔ وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے اور اس نے اپنی حفاظت کے لئے انتہائی سخت ترین انتظامات کر رکھے ہیں“..... اولڈ تھامسن نے جواب دیا۔

”اوکے۔ بے حد شکریہ۔ اولڈ لیڈی کو میرا سلام کہہ دینا۔ صرف

سلام۔ باقی وہ خود ہی سمجھ جائیں گی۔ پھر تم جانو اور وہ جانے۔ گڈ بائی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”جولیا بول رہی ہوں“..... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی۔

”ایکسٹو“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”لیس چیف“..... جولیا کا لہجہ یلخت مودبانہ ہو گیا۔

”پاکیشیا کے ایک سائنس دان کو ہلاک کر کے انتہائی اہم ڈیفنس بزنس سسٹم کا فارمولا اڑا لیا گیا ہے اور یہ کارروائی یہودیوں کے نادات کا تحفظ کرنے والی ایک خفیہ تنظیم ریڈ اسپائیڈر نے کی ہے۔ فارمولے کی واپسی اور اس ریڈ اسپائیڈر کے خاتمہ کے لئے میں نے ٹیم بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ عمران تمہیں لیڈ کرے گا۔ تم صفدر، بپن شکیل اور تنویر کو فوری طور پر تیار رہنے کا کہہ دو اور خود بھی ری کر لو۔ کسی بھی وقت روانگی ہو سکتی ہے۔ عمران تمہیں خود ہی یہ تفصیل بتا دے گا“..... عمران نے کہا۔

”لیس چیف“..... جولیا نے مودبانہ لہجے میں کہا اور عمران نے در رکھ دیا۔

”لیں“..... سپر چیف نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

”سپر چیف۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس ریڈ اسپائیڈر کے خلاف حرکت میں آگئی ہے“..... سازگم نے کہا تو سپر چیف بے اختیار چونک پڑا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ کیا۔ کیا مطلب۔ کیوں“..... سپر چیف نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”انہیں کسی طرح معلوم ہو گیا کہ پاکیشیا کے ڈاکٹر افتخار حیدر کی ہلاکت میں ریڈ اسپائیڈر کا ہاتھ ہے اور ریڈ اسپائیڈر ہارڈ بلاسٹر میزائل کے اینٹی سسٹم کا فارمولا بھی لے گئی ہے“..... سازگم نے جواب دیا۔

”انہیں کیسے معلوم ہوا جبکہ پہلے تم نے ہی رپورٹ دی تھی کہ ملٹری انٹیلی جنس نے تفصیلی انکوائری کر کے کیس کو فائل کر دیا ہے اور تمہارے ایجنٹوں نے وہاں کسی قسم کا کوئی کلیو نہیں چھوڑا پھر سیکرٹ سروس کے حرکت میں آنے کا کیا مطلب ہے۔ بولو“۔ سپر چیف نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”سپر چیف۔ تمام کام انتہائی خفیہ انداز میں کیا گیا تھا اور وہاں کی مستقل ایجنٹ مارٹھا نے یہ مشن مکمل کیا تھا لیکن پھر اچانک وہاں جب ہلچل سی پیدا ہوئی تو میں نے مارٹھا اور ایرک کو جو وہاں کا انچارج تھا ایکریمیا بلا لیا لیکن بعد میں ایرک کو ہلاک کرنا پڑا تاکہ ہمارے ہمارے میں کوئی کلیو باقی نہ رہے البتہ مارٹھا کا پیشل

ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی ہاتھ میں شراب کا گلاس پکڑے ایک صوفے پر نیم دراز انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ سامنے موجود ٹی وی سکرین روشن تھی اور اس آدمی کی نظریں اس سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ ٹی وی دیکھنے کے ساتھ ساتھ شراب کی چسکیاں بھی لے رہا تھا۔

اس آدمی کے جسم پر انتہائی قیمتی کپڑے کا سوٹ تھا۔ اچانک ساتھ ہی تپائی پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر سائیڈ پر پڑا ہوا ریموٹ کنٹرول اٹھا کر اس نے ٹی وی کی آواز بند کی اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں“..... اس آدمی نے سرد لہجے میں کہا۔

”سازگم بول رہا ہیں سپر چیف۔ ناراک سے“..... دوسری

طرف سے ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

فیس سرجری سے چہرہ بدل دیا گیا اور اس کے اس چہرے کے مطابق نئے کاغذات تیار کرائے گئے کیونکہ مارتھا ہماری ایسی ایجنٹ ہے جو ریڈ اسپائیڈر کے ساتھ ساتھ اسلحے کے ریکٹ کو بھی انتہائی کامیابی سے ذیل کرتی چلی آرہی ہے اس لئے میں اسے ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ مارتھا کا چہرہ تبدیل کر کے اسے نئے نام اور نئے کاغذات کے ساتھ واپس بھجوا دیا گیا ہے۔ اس طرح وہ لوگ اب کبھی مارتھا کو ٹریس نہ کر سکیں گے لیکن ابھی ابھی مجھے یہاں کی ایک مخبری کرنے والی تنظیم کے انچارج اولڈ تھامسن نے فون کر کے بتایا ہے کہ پاکیشیا سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے انتہائی خطرناک ایجنٹ نے اسے یہ تصدیق کرنے کے لئے فون کیا تھا کہ کیا ریڈ اسپائیڈر کا ہیڈ کوارٹر کارٹاما کے شہر اراکو میں ہے اور اس کے سپر چیف کا نام لوئس لوئے ہے اور کیا ناراک میں ریڈ اسپائیڈر کا انچارج سارگم ہے اور وہ سٹار کیمیکلز انڈسٹریز کا جنرل منیجر ہے۔ اس نے اس سے مارتھا کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی اور یہ بھی بتایا کہ اسے معلوم ہے کہ ڈاج دینے کے لئے جزائر غرب الہند کے جزیرے میں نقلی ہیڈ کوارٹر قائم کیا گیا ہے اور اس نے بتایا کہ مارتھا نے ڈاکٹر افتخار حیدر سے فارمولا حاصل کیا ہے لیکن تھامسن نے اسے بتایا کہ سارگم صرف کاروباری آدمی ہے۔ اب تک اس کی کوئی غلط بات نہیں سنی گئی اور پھر اس اولڈ تھامسن نے جب اس خطرناک ایجنٹ عمران سے پوچھا کہ وہ

کیوں یہ سب پوچھ رہا ہے تو اس نے بتایا کہ وہ یہ فارمولا واپس حاصل کرنا اور ریڈ اسپائیڈر تنظیم کو ختم کرنا چاہتا ہے“..... سارگم نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”ویری بیڈ۔ ریلی ویری بیڈ۔ یہ تو انتہائی اہم اطلاع ہے۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ریڈ اسپائیڈر کے خلاف حرکت میں آنا بہت خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ بہر حال تم اپنے تمام ایجنٹوں کو انڈر گراؤنڈ کر دو۔ میں اس تنظیم کے خاتمہ کے لئے کام کرتا ہوں۔ اگر ان کا خاتمہ نہ کیا گیا تو ان کے ہاتھوں ریڈ اسپائیڈر کو ختم ہونے سے کوئی نہیں بچا سکے گا“..... لوئس لوئے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ یہ تنظیم تو انتہائی تیز اور خطرناک ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ریڈ اسپائیڈر کا وجود اب واقعی خطرے میں پڑ گیا ہے۔ انتہائی خطرے میں“..... لوئس لوئے نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر کچھ دیر اسی طرح بیٹھے رہنے کے بعد اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پرپریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ہارٹ کلب“..... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ ”رچرڈ سے بات کراؤ۔ میں لوئس لوئے بول رہا ہوں“..... لوئس لوئے نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ رچرڈ بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

”لوکس لوئے بول رہا ہوں رچرڈ۔ تم غیر ملکی سیکرٹ سروسز کے ساتھ ڈیل کرتے رہتے ہو۔ کیا تمہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں معلومات ہیں“..... لوکس لوئے نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن تم کس قسم کی معلومات چاہتے ہو۔ کیا ہوا ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”مجھے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا کوئی آدمی جس کا نام علی عمران ہے وہ ریڈ اسپائیڈر کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے حالانکہ ریڈ اسپائیڈر کا کوئی تعلق پاکیشیا سے نہیں ہے لیکن اس کے باوجود اس نے ریڈ اسپائیڈر کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں اور وہ ریڈ اسپائیڈر کے خلاف کام کرنے کے لئے آ رہا ہے“..... لوکس لوئے نے جان بوجھ کر اصل بات چھپاتے ہوئے کہا۔

”تم مجھ سے اصل بات چھپا رہے ہو لوکس لوئے کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس بغیر کسی وجہ کے تمہارے خلاف کام کرے۔ بہر حال اتنا بتا دیتا ہوں کہ اگر تم نے پاکیشیا سے کوئی سائنس دان اغوا کیا ہے یا کوئی فارمولا اڑایا ہے تو یہ سب کچھ خود ہی واپس کر دو ورنہ تم سمیت تمہاری تنظیم چاہے وہ کتنی ہی طاقتور کیوں نہ ہو مکمل طور پر تباہ کر دی جائے گی۔ ان سے بچنے

کے لئے تمہارے پاس کوئی راستہ نہیں ہے اور نہ ہی وہ تمہیں کوئی ایسا راستہ دے گا کہ تم بچ سکو یا اپنی ریڈ اسپائیڈر تنظیم کو اس کے ہاتھوں تباہی سے بچا سکو“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یہ تم کیا کہہ رہے ہو رچرڈ۔ تمہیں معلوم ہے کہ ہماری تنظیم کس قدر طاقتور ہے“..... لوکس لوئے نے تیز لہجے میں کہا۔

”مجھے معلوم ہے لوکس لوئے۔ لیکن تمہیں معلوم نہیں ہے کہ عمران کون ہے اور کیا کر سکتا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کس انداز میں کام کرتی ہے اس لئے میں تمہارے مفاد میں ہی مشورہ دے رہا ہوں۔ میری بات مان لینے میں ہی تمہاری اور ریڈ اسپائیڈر کی بھلائی ہے۔ باقی تمہاری مرضی“..... رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور کوئی طریقہ ہے اس سے بچنے کا“..... لوکس لوئے نے کہا۔

”ایک طریقہ اور ہے کہ تم معاملات کا رخ بدل دو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس صرف اپنے مقصد پر نگاہ رکھتی ہے۔ اسے کسی تنظیم سے براہ راست ٹکرانے کا کوئی شوق نہیں ہے اور نہ ہی وہ کسی ذاتی دشمنی کی بناء پر کام کرتی ہے۔ اس صورت میں وہ لوگ تمہیں چھوڑ کر دوسری طرف لگ جائیں گے اور کوئی صورت نہیں ہے“..... رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مثلاً کس طرح معاملات کا رخ بدلا جا سکتا ہے“..... لوکس لوئے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی رچرڈ کی بات سمجھ

نہ آئی تھی۔

”مجھے معلوم ہے کہ تمہاری تنظیم یہودیوں کے مفادات کے لئے کام کرتی ہے اور ایک لحاظ سے اسرائیل کے لئے کام کرتی ہے اور اسرائیل اور پاکیشیا کے درمیان شروع سے ہی مخالفت چل رہی ہے اس لئے تم نے جو کچھ بھی پاکیشیا میں کیا ہو گا اسرائیل کے تحت کیا ہو گا۔ اب اگر تم یہ بات عمران تک پہنچا دو کہ جو کچھ حاصل کیا گیا ہے وہ اسرائیل پہنچ چکا ہے تو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس تمہارا پیچھا چھوڑ کر اسرائیل روانہ ہو جائے گی اس طرح عمران اور اس کے ساتھی ڈائریکٹ ریڈ اسپائیڈر کے خلاف حرکت میں نہ آئیں گے اور اسرائیل میں عمران کا ازلی دشمن جی پی فائیو کا کرٹل ڈیوڈ اسے خود ہی سنبھال لے گا“..... رچرڈ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”کسی طرح اس تنظیم کا خاتمہ نہیں کیا جاسکتا“..... لوئس لوئے نے کہا۔

”تم ناراض نہ ہونا۔ میرے خیال میں ایسا ممکن ہی نہیں ہے“..... رچرڈ نے دو ٹوک الفاظ میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے، ٹھیک ہے۔ تمہارا شکریہ۔ میں کچھ سوچتا ہوں۔“ لوئس لوئے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ریڈ اسپائیڈرز کو خطرہ تو ہے لیکن اس احق رچرڈ کو ریڈ اسپائیڈر کی طاقت کا علم ہی نہیں ہے۔ نانسس۔

جب ایکریمیا اور اس کی بڑی بڑی تنظیمیں آج تک ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں تو یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارا کیا بگاڑ لے گی“..... لوئس لوئے نے بڑبڑاتے ہوئے انداز میں کہا۔ اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے اسے میز پر رکھا اور پھر اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اسے آن کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ سپر چیف کانگ۔ اوور“..... لوئس لوئے نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”لیس۔ رونالڈ انڈنگ یو سپر چیف۔ اوور“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”رونالڈ۔ تمام ڈائریکٹران کی فوری میٹنگ کال کرو اور پھر مجھے کال کرو۔ اوور“..... لوئس لوئے نے تیز لہجے میں کہا۔

”لیس سپر چیف۔ اوور“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو لوئس لوئے نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”بہر حال خطرہ تو درپیش ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ اسے میٹنگ میں کھل کر ڈسکس کر لیا جائے“..... لوئس لوئے نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد اسے رونالڈ کی طرف سے اطلاع ملی کہ تمام ڈائریکٹران سیشنل میٹنگ ہال میں پہنچ چکے ہیں تو وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آفس سے نکل کر میٹنگ ہال کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

سیشنل میٹنگ ہال کے بند دروازے کے باہر دو مسلح افراد موجود

تھے۔ انہوں نے لوکس لوئے کو سلام کیا اور لوکس لوئے نے سر ہلا کر جواب دیا اور پھر دروازہ کھول دیا گیا۔ وہ ہال میں داخل ہوا تو ہال میں ایک مستطیل شکل کی میز کے گرد ایک عورت اور دو مرد بیٹھے ہوئے تھے جو لوکس لوئے کے اندر داخل ہوتے ہی احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے۔

”بیٹھیں“..... لوکس لوئے نے ان کے درمیان موجود اپنی مخصوص کرسی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر وہ خود بھی بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھنے کے بعد عورت اور دونوں مرد بھی اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”ریڈ اسپائیڈر کے ڈائریکٹران کی یہ اہم ترین میٹنگ اس لئے کال کی گئی ہے کہ ریڈ اسپائیڈر کو ایک ایسا حقیقی خطرہ درپیش ہے جس کی وجہ سے ریڈ اسپائیڈر کا وجود خطرے میں پڑ گیا ہے“..... لوکس لوئے نے بڑے سپاٹ لہجے میں کہا تو اس عورت اور دونوں مردوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے سپر چیف کہ ریڈ اسپائیڈر کو اس انداز کا خطرہ درپیش آ سکے۔ ریڈ اسپائیڈر انتہائی خفیہ تنظیم ہے۔ اس کے ممبران اپنی شناخت بھی کسی کے سامنے ظاہر نہیں کرتے“..... اس عورت نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”میں تمہارے چہروں پر ابھر آنے والے تاثرات دیکھ کر سمجھ گیا ہوں کہ تمہیں میری بات پر یقین نہیں آ رہا لیکن حقیقت واقعی یہی

ہے کہ اگر ہم نے کوئی موثر لائحہ عمل فوری طور پر اختیار نہ کیا اور اس لائحہ علم پر عملدرآمد نہ کیا تو ریڈ اسپائیڈر کا یقینی طور پر خاتمہ ہو سکتا ہے اور وہ بھی ہمیشہ کے لئے“..... لوکس لوئے نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔

”کیا آپ اپنی بات کی وضاحت کریں گے سپر چیف۔ یہ سب آپ کس بناء پر کہہ رہے ہیں“..... ایک مرد نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ ریڈ اسپائیڈر کے بارے میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ تم سب اس کے ڈائریکٹرز ہو۔ البتہ ایشیا کے ایک ملک پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کے بارے میں تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں لیکن پہلے تم بتاؤ کہ تم میں سے کوئی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ جانتا ہے“..... لوکس لوئے نے کہا۔

”نہیں سپر چیف۔ ہم تو یہ نام ہی پہلی بار سن رہے ہیں۔“ دوسرے مرد نے پہلی بار بولتے ہوئے کہا۔

”یہ خطرہ اسی سروس کی طرف سے ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ ہماری تنظیم پوری دنیا کے یہودیوں کے مفادات کے تحفظ کے لئے قائم کی گئی ہے اور ہم صرف تنظیمی انتظامات کے اخراجات کے لئے انتہائی حساس اسلحے کا بین الاقوامی سطح پر بزنس کرتے ہیں لیکن ہماری تنظیم کے قیام کا اصل مقصد حساس اسلحہ اسمگلنگ کرنا نہیں ہے بلکہ ہمارا مقصد پوری دنیا میں پھیلے ہوئے یہودیوں کے مفادات کا

تحفظ ہے۔ یہودیوں کا اصل کھراؤ اسلام سے ہے۔ تمام اسلامی ممالک اور ان میں بسنے والے کروڑوں مسلمان بھی یہودیوں کو ہی اپنا دشمن نمبرون سمجھتے ہیں اس لئے پاکستان سیکرٹ سروس کو ایک لحاظ سے دنیا بھر کے مسلمانوں کی نمائندگی بھی حاصل ہے۔ پاکستان سیکرٹ سروس اور اسرائیل کی ایجنسیوں کے درمیان کئی بار کھراؤ ہو چکا ہے۔ پاکستان سیکرٹ سروس کئی بار اسرائیل میں انتہائی خوفناک مشن مکمل کر چکی ہے جس سے اسرائیل کو بے پناہ نقصان پہنچا ہے۔ اس لئے اسرائیل کے پرائم منسٹر کسی صورت بھی پاکستان سیکرٹ سروس سے اپنی کسی ایجنسی کا کھراؤ نہیں چاہتے لیکن انہیں ایک اہم اطلاع ملی ہے کہ پاکستان کا ایک سائنس دان ڈاکٹر افتخار حیدر ایک ایسا اینٹی میزائل سسٹم تخلیق کرنے میں مصروف ہے کہ اس کے بعد اسرائیل اور اکیمریمیا کے ایجاد کردہ ہارڈ بلاسٹر میزائل کو بھی روکا جاسکے گا کیونکہ یہ ہارڈ بلاسٹر میزائل دنیا کے کسی بھی اینٹی میزائل سسٹم سے روکے نہ جاسکتے تھے اور اسرائیل کی شدید ترین خواہش تھی کہ جیسے ہی یہ میزائل ورکنگ آرڈر میں آئیں انہیں پاکستان پر فائر کر دیا جائے اور پاکستان کے تمام اینٹی مراکز کو مکمل طور پر تباہ کر کے اسے بے دست و پا کر دیا جائے۔ اس کے لئے پاکستان کے ہمسایہ اور دشمن ملک کافرستان کی مدد حاصل کی گئی تھی۔ ہارڈ بلاسٹر میزائل کافرستان سے فائر کئے جاسکتے تھے لیکن جب اس ڈاکٹر افتخار حیدر کے اینٹی میزائل سسٹم کے بارے میں پتہ چلا تو اسرائیل کو اپنا یہ

خواب بکھرتا نظر آنے لگا لیکن اسرائیل براہ راست پاکستان سے نہ الجھنا چاہتا تھا کیونکہ ردعمل کے طور پر پاکستان سیکرٹ سروس اسرائیل کے ہارڈ بلاسٹر میزائل اور دوسری اہم ترین تنصیبات کو تباہ کر سکتی تھی۔ چنانچہ اسرائیل کے پرائم منسٹر نے ریڈ اسپائیڈر کی خدمات حاصل کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس کی دو وجوہات تھیں۔ ایک تو یہ کہ ریڈ اسپائیڈر خفیہ تنظیم تھی اور دوسری اس تنظیم کا براہ راست کوئی تعلق اسرائیل سے نہیں تھا۔ چنانچہ یہ مشن ریڈ اسپائیڈر کو دے دیا گیا اور میں اس سلسلے میں خود جا کر اسرائیل کے پرائم منسٹر صاحب سے ملا۔ ہمارے درمیان تفصیلی مذاکرات ہوئے۔ میں نے پرائم منسٹر صاحب کو یقین دلایا کہ ریڈ اسپائیڈر اس انداز میں کام کرے گی کہ اسرائیل تو ایک طرف ریڈ اسپائیڈر کا نام بھی سامنے نہیں آئے گا۔ چنانچہ میں نے یہ مشن ناراک کے سارگم کے ذمے لگایا کیونکہ سارگم کا سیٹ اپ پاکستان میں اسلحہ کی اسمگلنگ کے سلسلے میں تھا اور وہاں اس کی خصوصی ایجنٹ مارتھا موجود تھی۔ چنانچہ اس مارتھا نے حیرت انگیز انداز میں وہاں کامیابی حاصل کر لی۔ ڈاکٹر افتخار حیدر کو اس انداز میں ہلاک کیا گیا کہ اس کی موت طبی طور پر ہارٹ ایکٹ سمجھی گئی۔ مارتھا نے ڈاکٹر افتخار حیدر کو پہلے مخصوص انداز میں شیشے میں اتارا کہ اس نے مارتھا کے کہنے پر نہ صرف لیبارٹری میں موجود فارمولا اپنی رہائش گاہ پر منگوا لیا بلکہ فارمولے کی ایک کاپی جو پاکستان ریسرچ کونسل کے پاس تھی وہ بھی منگوا لی تھی۔ پھر ڈاکٹر افتخار

حیدر کو ہلاک کر دیا گیا اور اس فارمولے کی قلم بنا کر ان فارمولوں کو اس انداز میں جلا دیا گیا کہ یہی سمجھا جاسکے کہ ڈاکٹر افتخار حیدر نے خود ہی یہ فارمولے جلا دیے ہیں۔ اس طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس اس فارمولے کے پیچھے نہ آسکتی تھی لیکن یہ فارمولا اسرائیل یا کسی یہودی کے کام کا نہ تھا کیونکہ یہ ہارڈ بلاسٹر میزائل کے اینٹی نظام پر مشتمل تھا جبکہ اسرائیل اور اکیرمیا کے پاس ہارڈ بلاسٹر میزائل تھے۔ اسرائیل کو اس کے اینٹی میزائل سسٹم کی ضرورت نہ تھی اس لئے اس فارمولے کی فلم اسرائیل کے صدد نے میری موجودگی میں ضائع کر دی۔ پاکیشیا سے یہ رپورٹ مل گئی کہ وہاں ملٹری انٹیلی جنس نے انکوائری کر کے ڈاکٹر افتخار حیدر کی موت کو قدرتی قرار دیا ہے اور یہ کیس فائل کر دیا گیا ہے۔ ہم اور اسرائیل کے پرائم منسٹر بھی مطمئن ہو گئے۔ ہارڈ بلاسٹر میزائل پر ابھی کام ہو رہا ہے۔ اس کی تکمیل میں ابھی کچھ عرصہ لگ سکتا ہے لیکن پھر مجھے اطلاعات ملنا شروع ہو گئیں کہ اچانک پاکیشیا سیکرٹ سروس نے ڈاکٹر افتخار حیدر کے کیس میں کارروائی شروع کر دی ہے۔ یہ اطلاع ملتے ہی سارگم نے فوری طور پر پاکیشیا سے اپنے مین آدمی ایرک اور مارتھا کو اکیرمیا بلوا لیا۔ اس آدمی کو اکیرمیا پہنچنے پر ہلاک کر دیا گیا لیکن مارتھا چونکہ انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ ہے اور پاکیشیا میں اس کی کارکردگی طویل عرصے سے بے داغ رہی ہے اس لئے مارتھا کو واپس پاکیشیا بھجوانے کا فیصلہ کیا گیا کیونکہ مارتھا حساس اسلحہ کے

بزنس میں بھی انتہائی کامیاب ثابت ہوتی رہی ہے اور اپنے مخصوص انداز میں ایسی ڈیل کرتی ہے کہ حساس اسلحہ کے بڑے بڑے آرڈرز ریڈ اسپائیڈر کو مل جاتے تھے اور دوسری تنظیمیں منہ دیکھتی ہی رہ جاتی تھیں اس لئے مارتھا کی فیس سرجری کر کے اس کا چہرہ مستقل طور پر یکسر بدل دیا گیا ہے۔ اس کو نئے نام اور نئے کاغذات سے واپس پاکیشیا بھجوا دیا گیا لیکن اسے حکم دیا گیا کہ وہ وہاں اب ریڈ اسپائیڈر کی نہ ہی نمائندگی کرے گی اور نہ ہی اس سلسلے میں کوئی کام کرے گی بلکہ اس کا کام اب صرف حساس اسلحہ کی ڈیلنگ ہو گا اور مارتھا کو ایرک کی جگہ دے دی گئی ہے کیونکہ ایرک کے بعد وہی اس تمام نیٹ ورک سے واقف ہے۔ اس کے بعد مجھے اطلاع ملی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے ناراک میں ایک آدمی سے ریڈ اسپائیڈر اور مارتھا کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس آدمی نے اسے تو انکار کر دیا لیکن مجھے اطلاع دے دی۔ اس نے بتایا کہ یہ معلومات حاصل کرنے والے عمران کو یہ بھی معلوم تھا کہ ریڈ اسپائیڈر کا ہیڈ کوارٹر ریاست کارناتا کے شہر اراکو میں ہے اور جزائر غرب الہند کے ایک جزیرے پر ڈانگ ہیڈ کوارٹر بنایا گیا ہے۔ اسے مارتھا اور ایرک کے بارے میں بھی معلوم تھا کہ ایرک لنکٹن میں ڈراپ ہو گیا اور مارتھا ناراک پہنچ گئی ہے۔ اس اطلاع کے بعد میں نے مناسب سمجھا کہ خصوصی میٹنگ کال کی جائے اور ایسے لائحہ عمل طے کیا جائے جس سے

پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ختم کیا جاسکے اور یہ ساری تفصیل بھی میں نے اس لئے بتائی ہے کہ آپ کو اس بارے میں پوری آگاہی ہو سکے۔ پوری دنیا کے ایجنٹ اس عمران سے خوفزدہ رہتے ہیں اور میں نے چون جن سے بھی اس سلسلے میں بات کی ہے ان سب نے بتایا ہے کہ اگر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے ریڈ اسپائیڈر کے خلاف کام شروع کر دیا تو پھر وہ لازماً سب کچھ تباہ کر دیں گے۔ ان کی شہرت ہی ایسی ہے..... لوگس لوئے نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”سپر چیف۔ ہمارا ٹارگٹ اب کیا ہے؟..... اس عورت نے کہا۔

”ظاہر ہے ہمارا ٹارگٹ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس عمران کا خاتمہ ہے اور کیا ہو سکتا ہے؟..... لوگس لوئے نے کہا۔

”سپر چیف۔ میرے خیال میں پاکیشیا سیکرٹ سروس اس فارمولے کی واپسی کے لئے کام کر رہی ہے ورنہ اسے براہ راست ہمارے ساتھ کیا دشمنی ہو سکتی ہے اور ہمارا شاید بطور ریڈ اسپائیڈر پاکیشیا میں یہ پہلا مشن تھا۔ وہاں اصل کام تو حساس اسلحہ کا ہے کیونکہ پاکیشیا حدود اربعہ کے لحاظ سے ایک ایسی جگہ ہے کہ اس کے ارد گرد علاقوں میں انتہائی حساس اسلحہ کی مسلسل اور بے پناہ کھپت ہے۔ اسرائیل کا کام ہو چکا ہے لیکن ہمارے پاس ایسے لوگ نہیں ہیں جو اس سیکرٹ سروس کا اس انداز میں مقابلہ کر سکیں۔

زیادہ سے زیادہ یہی ہو گا کہ ہم سب انڈر گراؤنڈ ہو جائیں گے لیکن اس طرح پوری دنیا میں ہمارا حساس اسلحہ کا بزنس مکمل طور پر تباہ ہو کر رہ جائے گا اور دوسری تنظیمیں اس بزنس میں اتنی آگے بڑھ جائیں گی کہ پھر ہمیں دوبارہ ان کا مقابلہ کرنے کی ہمت ہی نہ ہو سکے گی..... اس عورت نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے فلوریہ۔ لیکن اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ یہ بتاؤ..... لوگس لوئے نے کہا۔

”سپر چیف۔ اگر یہ فارمولا بچ جاتا تو ہم یہ فارمولا پاکیشیا کو واپس دے کر اپنی جان چھڑا لیتے۔ پھر یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے خلاف کام نہ کرتی لیکن اب جبکہ فارمولا ضائع ہو چکا ہے تو اب آپ ہی بتائیں کہ کیا کیا جائے؟..... فلوریہ نے کہا۔

”یہی بات میں نے بھی سوچی تھی لیکن کوئی حل سمجھ میں نہیں آیا اسی لئے میں نے یہ میٹنگ کال کی ہے؟..... لوگس لوئے نے کہا۔

”سپر چیف۔ میرے خیال میں اب یہی ہو سکتا ہے کہ ہم ان تک یہ بات پہنچا دیں کہ ہم نے فارمولا اسرائیل پہنچا دیا ہے۔ اس طرح ان کا رخ اسرائیل کی طرف ہو جائے گا اور اسرائیل بہر حال ایک بڑا ملک ہے اور اس کے پاس ایسے وسائل ہیں کہ وہ ان سب کا خاتمہ کر دے؟..... ایک آدمی نے کہا۔

”لیکن کیا اس طرح ہم یہودیوں کے خلاف کام نہیں کریں گے؟..... دوسرے آدمی نے کہا۔

”پورے سیٹ اپ کو بچانے کے لئے یہ ضروری ہے باس۔
لیکن آپ ابھی ایک ماہ کے لئے ایسا حکم دیں البتہ اسلحے کے بزنس
کو کلوز کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف ہیڈ کوارٹر کو کلوز کر دیا
جائے اور آپ سمیت ہم تینوں بھی انڈر گراؤنڈ ہو جائیں لیکن اسلحے
کا کام چلتا رہے“..... فلوریانے کہا۔
”اوکے ٹھیک ہے۔ یہ طے ہو گیا۔ اب آپ جا کر اس فیصلے پر
فوری عمل کریں۔ میں اس آدمی سے رابطہ کر کے اس عمران تک
فارمولے کے ضائع ہونے کی بات پہنچاتا ہوں“..... لوئس لوئے
نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھتے ہی باقی تینوں بھی اٹھ
کھڑے ہوئے۔

”کردش کی بات درست ہے۔ اس طرح ہم واقعی یہودیوں کے
مفادات کے خلاف کام کریں گے اور ایسا کرنا ناممکن ہے“..... لوئس
لوئے نے جواب دیا۔
”باس۔ ایک اور حل ہو سکتا ہے“..... دوسرے آدمی نے کہا۔
”کیا“..... لوئس لوئے نے چونک کر پوچھا۔
”پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یہ یقین دلایا جائے کہ اسرائیل کے
پرائم منسٹر نے فارمولا ضائع کر دیا ہے پھر وہ یقیناً خواہ مخواہ کی
بھاگ دوڑ سے باز آ جائیں گے“..... دوسرے آدمی نے کہا۔
”ہاں۔ تمہاری بات درست ہے گریک۔ لیکن یہ کام کس طرح
ہو سکتا ہے“..... لوئس لوئے نے کہا۔
”جس آدمی نے آپ کو بتایا ہے کہ عمران نے اس سے رابطہ کیا
ہے اسے استعمال کیا جائے۔ یقیناً اس عمران کو اس پر اعتماد ہو
گا“..... گریک نے کہا۔
”اوہ۔ ویری گڈ۔ یہ واقعی قابل عمل حل ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں
ایسا ہی کرتا ہوں لیکن فوری طور پر ہمیں بہر حال انڈر گراؤنڈ ہونا
پڑے گا۔ ہیڈ کوارٹر کو مکمل طور پر کلوز کر دو اور تم خود بھی انڈر گراؤنڈ
ہو جاؤ۔ میں بھی انڈر گراؤنڈ ہو جاؤں گا۔ جب مجھے حتمی اطلاع مل
جائے گی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اب ہمارے خلاف کام نہیں
کرے گی تو ہم دوبارہ سیٹ اپ قائم کر لیں گے“..... لوئس لوئے
نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

ہے جس کے عیوض اسے اس قدر بھاری رقم مل گئی ہے۔

استقبالیہ سے اسے معلوم ہو گیا تھا کہ کنگ اپنے فلیٹ میں ہی موجود ہے تو وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ لفٹ میں اس کے ساتھ دو مرد اور ایک عورت بھی تھی۔ انہوں نے پانچویں فلور پر جانا تھا جبکہ ٹائیگر نے چوتھے فلور پر اترنا تھا کیونکہ کنگ کا فلیٹ فورٹھ فلور پر تھا۔ لفٹ سے اتر کر وہ راہداری میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ کنگ کا فلیٹ سب سے آخر میں تھا۔ ٹائیگر کو معلوم تھا کہ اس فلور پر ہی اس لڑکی مارٹھا کا فلیٹ تھا جسے اس نے چیک کیا تھا اور جہاں سے اسے ریڈ اسپائیڈر کا کارڈ ملا تھا۔

فلیٹ کا دروازہ بند تھا اور سائیڈ پلٹ پر سمارٹھا کے نام کا کارڈ موجود تھا لیکن جیسے ہی ٹائیگر آگے بڑھا اسے فلیٹ کے اندر سے کنگ کی مخصوص آواز سنائی دی۔ آواز تالے میں چابی گھومنے اور دروازہ کھلنے کی تھی۔

ٹائیگر ابھی دو قدم ہی آگے بڑھا ہو گا کہ اس نے اپنے عقب میں دروازہ کھلنے کی آواز سنی تو وہ آگے جا کر کنگ کے فلیٹ کے دروازے پر رک گیا۔ اسی لمحے مارٹھا کے فلیٹ کا دروازہ کھل گیا اور ایک لڑکی باہر آ گئی۔ اس نے بڑے پر اسرار انداز میں ادھر ادھر دیکھا اور ٹائیگر کو دیکھ کر وہ چونک پڑی لیکن ٹائیگر نے اسی لمحے ہاتھ اٹھا کر کنگ کے فلیٹ کی کال بیل کا بٹن پریس کر دیا تو لڑکی اطمینان بھرے انداز میں مڑی اور دروازہ لاک کر کے وہ تیز تیز

ٹائیگر نے اپنی کار رہائشی پلازہ کی پارکنگ میں روکی اور نیچے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا استقبالیہ کی طرف بڑھ گیا۔ وہ یہاں ایک آدمی سے ملنے آیا تھا۔

اس آدمی کا نام کنگ تھا اور کنگ کا تعلق ایک کلب سے تھا اور ٹائیگر کے نوٹس میں یہ بات آئی تھی کہ کنگ نے کسی غیر ملکی سے نہ صرف طویل ملاقات کی ہے بلکہ اس غیر ملکی سے اس نے بہت بھاری رقم بھی وصول کی ہے اور ٹائیگر کا اصل کام ہی چونکہ ایسے معاملات کا کھوج لگانا تھا اس لئے وہ اس اطلاع پر چونک پڑا تھا۔ اس نے کنگ کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو اسے بتایا گیا کہ کنگ اپنے فلیٹ میں ہے تو ٹائیگر اس رہائشی پلازہ میں پہنچ گیا تھا تاکہ کنگ سے اس کے فلیٹ میں ملاقات کر سکے۔

کنگ اس کا دوست تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ وہ کنگ سے اصل بات معلوم کر لے گا کہ غیر ملکی نے اسے ایسا کون سا مشن دیا

قدم اٹھاتی ہوئی لفٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

”کون ہے“..... ڈور فون سے کنگ کی آواز سنائی دی لیکن ٹائیگر نے جواب نہ دیا اور تیزی سے مڑ کر اس لڑکی کے پیچھے چلتا ہوا لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا لیکن اتنی دیر میں لفٹ اس لڑکی کو لے کر نیچے جا چکی تھی۔ ٹائیگر تیزی سے سیڑھیوں کی طرف لپکا اور پھر بیک وقت دو دو سیڑھیاں پھلانگتا ہوا وہ نیچے اترتا چلا گیا اور پھر جب وہ گراؤنڈ فلور پر پہنچا تو اس نے اس لڑکی کو پارکنگ کی طرف جاتے دیکھا۔

ٹائیگر نے ایک لمحے کے لئے سوچا کہ وہ واپس چلا جائے کیونکہ یہ لڑکی مارتھا نہیں تھی۔ مارتھا کی تصویر اس نے ایئر پورٹ کے کاغذات میں دیکھی ہوئی تھی۔ اس لڑکی کا چہرہ مارتھا سے یکسر مختلف تھا۔ اسی طرح اس کا ہمیر سائل بھی اس سے مختلف تھا لیکن اس کے اس انداز میں فلیٹ سے نکلنے پر اس کے دل میں ایک کھٹک سی پیدا ہو گئی تھی۔

گو یہ لڑکی مارتھا نہیں تھی لیکن بہر حال اس کا کوئی قریبی تعلق اس سے ضرور تھا کہ اس کے پاس مارتھا کے فلیٹ کی باقاعدہ چابی موجود تھی اور اس کا نام سمارتھا بھی مارتھا سے ملتا جلتا تھا اس لئے اس نے اس لڑکی کے بارے میں مکمل چھان بین کا فیصلہ کر لیا۔ کنگ سے تو بعد میں بھی وہ مل سکتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ لڑکی نیلے رنگ کی کار میں سوار پارکنگ سے

نکلے تو اس کا رخ بیرونی گیٹ کی طرف تھا۔ ٹائیگر نے کار کا نمبر چیک کیا اور اس کے ساتھ ہی اس کار کے عقبی شیشے پر لگا ہوا ایک مخصوص اسٹیکر بھی اس نے دیکھ لیا۔

اس اسٹیکر کی وجہ سے وہ آسانی سے اس کار کو پہچان سکتا تھا۔ کار کمپاؤنڈ گیٹ سے نکل کر بائیں طرف کو مڑ کر آگے بڑھتی چلی گئی تو ٹائیگر دوڑتا ہوا پارکنگ میں پہنچا اور چند لمحوں بعد اس کی کار بھی کمپاؤنڈ گیٹ سے نکل کر بائیں طرف مڑی اور تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے اس لڑکی کی کار کو چیک کر لیا لیکن اس کی کار چیک کرتے ہی اس نے اپنی کار کی رفتار آہستہ کر دی کیونکہ وہ لڑکی اسے دیکھ چکی تھی اس لئے ٹائیگر اس کے قریب نہ جانا چاہتا تھا۔

پھر مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ یہ دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا کہ لڑکی کی کار مورگن کلب کی عقبی گلی میں مڑ گئی جبکہ ٹائیگر اپنی کار آگے بڑھالے گیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ مورگن کلب کی یہ عقبی گلی آگے جا کر بند ہو جاتی ہے۔

مورگن کلب کا مالک اور جنرل منیجر جیرم تھا جو ٹائیگر کا دوست تھا اس لئے ٹائیگر کو معلوم تھا کہ اس کے آفس کا ایک خفیہ راستہ عقبی گلی سے بھی نکلتا ہے۔ لڑکی کا اس گلی میں کار لے جانے کا مطلب تھا کہ وہ اس خفیہ راستے سے جیرم کے پاس جا رہی ہے۔ ٹائیگر نے کافی آگے جا کر کار کو موڑا اور پھر چند لمحوں بعد وہ کار کو

کلب کی سائیڈ میں بنی ہوئی پارکنگ کی طرف لے گیا۔ وہ کافی عرصے بعد اس کلب میں آیا تھا کیونکہ جیرم کا دھندہ چھوٹے پیمانے پر منشیات اور اسلحے کا تھا اور ٹائیگر کو اس سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ کار پارکنگ میں روک کر وہ نیچے اترا اور تیز قدم اٹھاتا ہوا مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مین گیٹ سے وہ اندر ہال میں آیا تو ہال زیر زمین دنیا کے افراد سے بھرا ہوا تھا۔ وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا اور پھر کاؤنٹر پر پہنچ کر وہ چونک پڑا کیونکہ کاؤنٹر پر اس کا پرانا دوست ڈیگر کھڑا ہوا تھا۔ ڈیگر مختلف کلبوں میں کام کرتا رہتا تھا اور اکثر ٹائیگر سے اس کی ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ ڈیگر اس کی بے حد عزت کرتا تھا اس لئے ٹائیگر بھی اس کے ساتھ دوستانہ انداز میں پیش آتا تھا۔

”ارے۔ تم یہاں آگئے ہو ڈیگر“..... ٹائیگر نے کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر کہا۔

”اوہ آپ۔ جی ہاں۔ میں گزشتہ پندرہ روز سے یہاں موجود ہوں“..... ڈیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آخری بار جب تم سے ملاقات ہوئی تھی تو تم لائٹ بار میں تھے اور جیرم کے بارے میں تو کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے ملازموں کو معاوضہ دینے میں خاصا کنجوس ہے۔ پھر تم لائٹ بار چھوڑ کر یہاں کیسے آگئے“..... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب جیرم اس کلب کا مالک نہیں ہے۔ وہ اسے فروخت کر

کے کافرستان چلا گیا ہے۔ اب اس کی نئی مالکہ مس سار تھا ہیں۔ وہ بے حد فیاض خاتون ہیں“..... ڈیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

”سار تھا۔ وہ کون ہے۔ نیا نام ہے“..... ٹائیگر نے لہجے میں حیرت بھرتے ہوئے کہا۔

”ابھی اکیرمیا سے آئی ہیں اور انہوں نے آتے ہی یہ کلب خرید لیا ہے۔ خاصی سمجھدار خاتون ہیں۔ کلب کا کام اچھا جا رہا ہے۔ آپ بتائیں آج ادھر کیسے آگئے“..... ڈیگر نے اپیل جوس کا ایک گلاس تیار کر کے ٹائیگر کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

”میں تو جیرم سے ملنے آیا تھا۔ کافی عرصہ ہو گیا تھا اس سے ملے ہوئے۔ آج ادھر سے گزرا تو میں نے سوچا کہ چلو اس سے ملاقات کر لوں اور اس جوس کا بے حد شکریہ“..... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جوس کا گلاس اٹھا کر منہ سے لگا لیا۔

”تو پھر آپ مس سار تھا سے مل لیں“..... ڈیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مل تو لوں لیکن اب اس سے میرا تعارف کون کرائے گا اور وہ مجھ سے نہ ملنا چاہے تو“..... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں آپ کا تعارف کرا دیتا ہوں۔ اچھی خاتون ہیں وہ آپ سے مل کر یقیناً خوش ہوں گی“..... ڈیگر نے کہا۔

”کیا یہ بھی جیرم کی طرح نفیثات اور اسلحے کے دھندے میں ملوث ہے یا نہیں“..... ٹائیگر نے کہا۔

”مجھے تو معلوم نہیں ہے لیکن ایک کال میں نے ویسے ہی گزرتے ہوئے سن لی تھی۔ اس سے مجھے اندازہ ہوا ہے کہ مس سار تھا اسلحے کے سلسلے میں کوئی نہ کوئی کام کرتی ہے“..... ڈیگر نے آہستہ سے کہا۔

”یہ کلب لائن ہی ایسی ہے۔ چاہے مرد ہو یا عورت۔ صرف کلب تک محدود نہیں رہ سکتے“..... ٹائیگر نے جوس کا گلاس خالی کر کے کاؤنٹر پر رکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”اگر آپ ملنا چاہتے ہیں تو میں کروں بات“..... ڈیگر نے کہا۔

”لیکن کہو گے کیا اس سے“..... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہی کہ آپ انڈر ورلڈ کے بڑے معروف آدمی ہیں۔ آپ کے تعلقات بے حد وسیع ہیں“..... ڈیگر نے کہا۔

”چلو ٹھیک ہے۔ کرو فون۔ اب اگر میں یہاں آ گیا ہوں تو پھر مل ہی لیتا ہوں“..... ٹائیگر نے کہا تو ڈیگر نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پر پریس کرنے شروع کر دیے۔

”کاؤنٹر سے ڈیگر بول رہا ہوں مادم“..... ڈیگر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”مادم۔ یہاں کاؤنٹر پر انڈر ورلڈ کے معروف آدمی جناب

ٹائیگر موجود ہیں۔ وہ جیرم کے بڑے گہرے دوست ہیں۔ وہ ان سے ملنے آئے تھے۔ آپ کے بارے میں انہیں علم ہی نہ تھا۔ وہ تو واپس جا رہے تھے لیکن میں نے انہیں آپ سے ملاقات پر آمادہ کر لیا ہے۔ وہ بہت اچھے دوست ہیں۔ آپ کو ان سے مل کر یقیناً مسرت ہوگی۔ اس لئے پلیز میرے کہنے پر ایک بار ان سے ملاقات کر لیں“..... ڈیگر نے دوسری طرف سے بات سن کر تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”لیس مادم۔ تھینک یو مادم“..... ڈیگر نے دوسری طرف سے بات سن کر کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”مادم بخوشی آپ سے ملنے پر تیار ہو گئی ہیں جناب“..... ڈیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پہلے تو تم اسے مس کہہ رہے تھے۔ اب اتنی جلدی وہ مس سے مادم کیسے بن گئی“..... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

”میں نے آپ کے سامنے اسے مس اس لئے کہا تھا کہ آپ انہیں بوڑھی نہ سمجھ لیں۔ ویسے وہ مادم ہی کہلوانا پسند کرتی ہیں“..... ڈیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بھی ہنس پڑا۔

”اوکے۔ تو پھر میں مل آؤں تمہاری اس مس مادم سار تھا سے“..... ٹائیگر نے کہا تو اس کے مس مادم کہنے پر ڈیگر بے اختیار ہنس پڑا جبکہ ٹائیگر آگے بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ جیرم کا

دفتر کہاں ہے اس لئے وہ درمیان سے سائیڈ راہداری سے گزر کر آگے بڑھ گیا۔ راہداری خالی پڑی تھی۔

ٹائیگر نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ماسک میک اپ باکس نکال کر اس نے اس میں سے ایک ماسک نکالا اور اسے سر اور چہرے پر چڑھا کر تیزی سے دونوں ہاتھوں سے تھپتھپانا شروع کر دیا۔ اس معاملے میں اس کی مہارت اس قدر بڑھ گئی تھی کہ اسے اب آئینے کی ضرورت نہ رہی تھی۔ چند لمحوں بعد اس کا چہرہ مکمل طور پر تبدیل ہو چکا تھا اور بالوں کا انداز بھی بدل گیا تھا۔

ٹائیگر آگے بڑھ گیا اور پھر آفس کے دروازے پر پہنچ کر اس نے دروازے کو دھکیلا اور اسے کھولتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ آفس ویسے ہی تھا جیسے جرم کے وقت میں تھا۔ البتہ اب میز کے پیچھے جرم کی بجائے وہی لڑکی بیٹھی ہوئی تھی جس کا تعاقب کرتا ہوا وہ یہاں تک آیا تھا۔

”میرا نام ٹائیگر ہے مادام۔ جرم میرا بہت اچھا دوست تھا“..... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر مصافحہ کئے بغیر وہ میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

”ڈیگر نے مجھے بتایا ہے کہ تمہارا تعلق انڈر ورلڈ سے ہے۔ یہ بتاؤ کہ کیا دھندہ ہے تمہارا“..... سارٹھانے مسکراتے ہوئے کہا۔

”حساس اسلحے کا دھندہ مادام“..... ٹائیگر نے جواب دیا تو سارٹھانے بے اختیار چونک پڑی اور غور سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔

”اوہ۔ کس گروپ سے متعلق ہو“..... سارٹھانے چونک کر پوچھا۔

”ایک بین الاقوامی تنظیم ریڈ اسپائیڈ سے“۔ ٹائیگر نے جان بوجھ کر ریڈ اسپائیڈر کا نام لیا تھا اور اس نام کا ردعمل اس کی توقع سے زیادہ شدید ثابت ہوا۔ سارٹھانے اس طرح اچھلی جیسے کرسی میں اچانک الیکٹرک کرنٹ دوڑ گیا ہو اور وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ٹائیگر کی طرف دیکھنے لگی۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کیا نام لیا ہے تم نے“..... چند لمحوں بعد سارٹھانے رک رک کر کہا۔

”کیا بات ہے مادام سارٹھانے۔ تم اس طرح چونکی کیوں ہو۔ کیا تم جانتی ہو ریڈ اسپائیڈر کے بارے میں“..... چونکہ سارٹھانے اسے تم کہا تھا اس لئے ٹائیگر بھی آپ کی بجائے تم پر اتر آیا تھا۔

”ہاں۔ میں نے سنا ہوا ہے کہ یہ انتہائی باوسائل اور بہت طاقتور تنظیم ہے۔ خاص طور پر یورپ اور اکیمریشیا میں اس کا بڑا نام ہے۔ اسی لئے تو میں چونکی تھی کہ یہاں پاکیشیا میں بھی اس کا کیا کام ہے“..... سارٹھانے اس بار سنہلے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اب اتنی بڑی تنظیم بھی نہیں ہے جتنا شدید ردعمل تم نے ظاہر کیا ہے۔ بہر حال گزارشا ہو ہی جاتا ہے“..... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بہر حال چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ کیا پینا پسند کرو گے“..... سارٹھانے

کہا۔

”کچھ نہیں۔ میں برائٹ سٹار پلازہ سے کھا پی کر ہی آرہا ہوں۔“..... ٹائیگر نے جان بوجھ کر اس پلازہ کا نام لے دیا جہاں اس نے سار تھا کو دیکھا تھا اور برائٹ سٹار پلازہ کے نام کا رد عمل بھی سار تھا پر انتہائی شدید ہوا تھا۔

”تم۔ تم کون ہو۔ بولو۔ کون ہو تم۔“..... یلکھت میز کی کھلی دراز سے سار تھا نے مشین پسل اٹھا کر اس کا رخ ٹائیگر کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے کا رنگ یلکھت بدل گیا تھا۔

”ارے۔ ارے۔ کیا ہوا ہے تمہیں۔ میں نے تو ایک رہائشی پلازہ کا نام لیا ہے۔ اس میں ایسی کیا بات ہے۔ میں وہاں مار تھا سے ملے گیا تھا۔“..... ٹائیگر نے کہا اور اسی لمحے وہ یلکھت اچھل کر ایک طرف ہٹ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں موجود پیپر ویٹ اڑتا ہوا سار تھا کے اس ہاتھ پر لگا جس میں مشین پسل تھا۔ سار تھا نے اس پر فائر کھول دیا تھا لیکن ٹائیگر کے اچانک ہٹ جانے کی وجہ سے گولیاں سیدھی سامنے دروازے میں جا لگیں جبکہ ٹائیگر کو پہلے ہی اندازہ ہو گیا تھا اس لئے اس نے پیپر ویٹ اٹھا کر اٹھتے ہی سار تھا کے ہاتھ میں مار دیا تھا ورنہ اس کے لئے مشین پسل کا رخ بدل دینا مشکل نہ تھا اور ٹائیگر لازماً ہٹ ہو جاتا۔

پھر جیسے ہی مشین پسل سار تھا کے ہاتھ سے نکلا ٹائیگر جو میز کی سائیڈ پر پہنچ چکا تھا اس نے بجلی کی سی تیزی سے سار تھا کی گردن

پڑی اور پلک جھپکنے میں سار تھا چیختی ہوئی اچھل کر میز کے اوپر سے گھسکتی ہوئی سامنے کرسی پر گری اور پھر کرسی سمیت نیچے قالین پر جا گری۔

ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے واپس پلٹا اور اس نے ایک ہاتھ اس کے سر پر اور دوسرا کاندھے پر رکھا اور اپنے ہاتھوں کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو سار تھا کا تیزی سے مسخ ہوتا ہوا چہرہ دوبارہ نارمل ہونا شروع ہو گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔ ٹائیگر نے تیزی سے جھک کر اسے اٹھایا اور کاندھے پر لاد کر وہ اس خفیہ راستے کی طرف بڑھتا چلا گیا جو عقبی گلی میں نکلتا تھا۔

میز کے ایک کونے میں کار کی چابیاں پڑی ہوئی اسے نظر آ گئی تھیں۔ چابیاں اس نے اٹھا لی تھیں۔ اس کا خیال تھا کہ سار تھا کی کار میں ہی اسے ڈال کر رانا ہاؤس لے جائے گا کیونکہ اس کی اپنی کار کلب کے سامنے پارکنگ میں موجود تھی اور اسے وہاں سے یہاں لانے میں کافی وقت لگ سکتا تھا اور اس دوران بے ہوش سار تھا کسی کی نظروں میں آ سکتی تھی۔ عقبی گلی میں پہنچ کر اس نے چابی کی مدد سے کار کا دروازہ کھولا اور بے ہوش سار تھا کو عقبی سیٹ کے درمیانی خلاء میں ٹھونس کر اس نے کار کا دروازہ بند کیا اور پھر رانیونگ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے کار آگے بڑھا دی۔

چونکہ اس کے چہرے پر ماسک میک اپ تھا اس لئے اسے اس ت کی کوئی فکر نہیں تھی کہ کوئی اسے دیکھ کر پہچان لے گا۔ مختلف

سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ رانا ہاؤس کے سامنے پہنچ گیا۔ اس نے نیچے اتر کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد چھوٹا پھانک کھلا اور جوزف باہر آ گیا۔

”میں ٹائیگر ہوں جوزف۔ پھانک کھلو“..... ٹائیگر نے اسے چونکتا دیکھ کر کہا تو جوزف سر ہلاتا ہوا واپس مڑا اور چند لمحوں بعد جب بڑا پھانک کھل گیا تو ٹائیگر جو اس دوران ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا کار کو آگے بڑھا کر وسیع و عریض گیراج میں لے گیا اس نے کار روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے اپنے سر اور چہرے پر موجود ماسک اتارا تو سامنے برآمدے میں موجود جوانا جو اجنبی کو دیکھ کر چونکا سا ہو گیا تھا بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کار کی طرف بڑھنے لگا جبکہ جوزف بھی پھانک بند کر کے واپس آ گیا تھا۔ ٹائیگر نے کار کا عقبی دروازہ کھولا۔

”اس لڑکی کو اٹھا کر بلیک روم میں لے جاؤ۔ اس کا میک اپ چیک کرو۔ میں اس دوران کلب سے اپنی کار لے آؤں“..... ٹائیگر نے جوزف سے کہا۔

”یہ ہے کون“..... جوزف نے پوچھا۔

”عمران صاحب کے ایک کیس کے سلسلے میں مشکوک ثابت ہوئی ہے۔ اسی لئے میں اسے یہاں لایا ہوں۔ اس سے تفصیلی پوچھ گچھ ہوگی“..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے“..... جوانا نے کہا اور اس نے بے ہوش سار تھا کو

اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اندرونی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”کیا تم یہ کار واپس لے جاؤ گے“..... جوزف نے پوچھا۔

”ہاں۔ اس کو راستے میں کہیں چھوڑ دوں گا۔ اس کا یہاں رہنا مناسب نہیں ہوگا“..... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ماسک میک اپ باکس نکالا اور ایک اور ماسک نکال کر اس نے اسے اپنے سر اور چہرے پر چڑھایا اور وہیں کھڑے کھڑے اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرے کو تھپتھپانا شروع کر دیا۔

پہلا ماسک اس نے اس لئے اتار دیا تھا کہ جوانا اور جوزف مطمئن ہو سکیں اور چونکہ اترا ہوا ماسک دوبارہ استعمال نہیں ہو سکتا تھا اس لئے اسے نیا ماسک چڑھانا پڑا تھا اور پھر چند لمحوں بعد وہ سار تھا کی کار کو رانا ہاؤس سے نکال کر باہر آ گیا۔ کلب سے تقریباً دو سڑکیں پہلے اس نے کار ایک پبلک پارکنگ میں روکی اور پھر وہیں بیٹھے بیٹھے اس نے اپنا دوسرا ماسک بھی اتار دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پیدل چلتا ہوا کلب پہنچ گیا۔

اس نے پارکنگ بوائے کو پارکنگ کارڈ اور رقم دی اور پھر کار لے کر وہ واپس رانا ہاؤس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سار تھا اس کی نظروں میں کافی مشکوک ہو چکی تھی۔ اس نے ریڈ اسپائیڈر اور برائنٹ سٹار پلازہ کے نام سن کر جس رد عمل کا اظہار کیا تھا اس نے

ٹائیگر کو مجبور کر دیا تھا کہ وہ اسے رانا ہاؤس لے جائے۔ گو اس کے اپنے خیال کے مطابق سارٹھا میک اپ میں نہ تھی لیکن وہ اسے اچھی طرح چیک کر لینا چاہتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ رانا ہاؤس پہنچ گیا۔

”کیا تم نے اس کا میک اپ چیک کیا؟“..... ٹائیگر نے جوانا سے پوچھا جو باہر ہی موجود تھا۔

”ہاں۔ چیک کر لیا ہے اور یہ لڑکی میک اپ میں نہیں ہے“..... جوانا نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ اب یہ خود ہی بتائے گی سب کچھ“..... ٹائیگر نے کہا اور تیزی سے بلیک روم کی طرف بڑھ گیا۔ جوانا اس کے ساتھ تھا۔ بلیک روم میں ایک کرسی پر سارٹھا بے ہوشی کے عالم میں راڈز والی کرسی میں جکڑی ہوئی موجود تھی۔

”یہ لڑکی مجھے انتہائی تربیت یافتہ لگتی ہے اس لئے راڈز کو ڈبل لاکڈ کر دو تاکہ یہ کوئی جدوجہد نہ کر سکے“..... ٹائیگر نے کہا تو جوانا سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے کرسی کے عقب میں موجود ایک اور بٹن پریس کر دیا۔ کٹاک کٹاک کی آواز کے ساتھ راڈز ڈبل ہوتے چلے گئے اور لڑکی کی گرفت مزید سخت ہو گئی۔ اب وہ لاکھ جدوجہد کرتی راڈز والی کرسی سے آزاد نہ ہو سکتی تھی۔

”گڈ۔ اب اسے ہوش میں لے آؤ تاکہ اس سے معلومات حاصل کی جاسکیں“..... ٹائیگر نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ پہلے ماسٹر سے بات کر لو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ

خود اس سے پوچھ گچھ کرنا چاہیں“..... جوانا نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ ابھی اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ابھی مجھے اس پر صرف شک ہی ہے۔ جب کوئی خاص بات سامنے آئے گی تو پھر ہی میں باس سے بات کروں گا ورنہ انہیں خواہ مخواہ تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے؟“..... ٹائیگر نے جواب دیا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے سارٹھا کا ناک اور منہ ایک ہاتھ سے بند کر دیا۔

چند لمحوں بعد جب سارٹھا کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو جوانا نے ہاتھ ہٹایا اور پیچھے ہٹ کر وہ ٹائیگر کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد سارٹھا نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے راڈز میں جکڑی ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گئی۔

”یہ۔ یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ تم۔ تم کون ہوں۔ میں کہاں ہوں“..... سارٹھا نے پوری طرح شعور میں آتے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے ٹائیگر اب اپنے اصل چہرے میں تھا اس لئے وہ اسے فوری طور پر پہچان نہ سکی تھی جبکہ جوانا کو وہ پہلی بار دیکھ ہی تھی۔

”میرا نام ٹائیگر ہے“..... ٹائیگر نے کہا تو سارٹھا چونک پڑی۔

اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”ٹائیگر۔ نہیں۔ تم ٹائیگر نہیں ہو۔ ہاں البتہ لباس وہی ہے“.....
سمارتھانے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس وقت میں ماسک میک اپ میں تھا“..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”اوہ نہیں۔ تم غلط کہہ رہے ہو ایسا ہوتا تو مجھے فوراً معلوم ہو جاتا لیکن میں کہاں ہوں۔ میں تو اپنے آفس میں تھی اور تم نے مجھے یہاں کیوں جکڑ رکھا ہے اور یہ ٹیگر کون ہے۔ تم مجھے یہاں کیوں لائے ہو اور کیسے لائے ہو“..... سمارتھانے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔
”میں تمہیں تمہارے آفس کے خفیہ راستے سے اٹھا کر یہاں لے آیا ہوں۔ اس راستے کا مجھے علم تھا کیونکہ کلب کا پہلا مالک جرم میرا دوست تھا اور یہاں تمہاری چچیں سننے والا کوئی نہیں ہے اور یہ میرا ساتھی ہے جو انا۔ ایکریمیا کی مشہور زمانہ پیشہ ور قاتلوں کی تنظیم ماسٹر کلرز کا رکن اس لئے تمہارے حق میں بہتر یہی ہے کہ تم جو ج ہے وہ بتا دو ورنہ یہ تمہارا کیا حشر کرے گا اس کے بارے میں تم شاید سوچ بھی نہ سکو“..... ٹائیگر نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کیا بتاؤں۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ تم کیوں میرے خلاف ہو گئے۔ نجانے کیا چاہتے ہو تم مجھ سے“..... سمارتھانے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اب وہ ذہنی طور پر سنبھل گئی ہے۔

”گڈ شو۔ تم جس طرح سے کرسی کے راڈز کھولنے کے لئے ٹانگ پیچھے کی طرف لے جا رہی ہو اس سے پتہ چلتا ہے کہ تم تربیت یافتہ ایجنٹ ہو لیکن ٹانگ پیچھے لے جا کر بٹن پریس کرنے کی تکلیف مت کرنا سمارتھانے۔ یہ کرسیاں ڈبل لاکڈ ہیں اس لئے تم یہ راڈز نہ کھول سکو گی“..... ٹائیگر نے کہا کیونکہ اس نے سمارتھانے کی ٹانگ کو مڑتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔

”مم۔ مم۔ میں تو ویسے ہی ٹانگ میں درد کی وجہ سے اسے سیدھی کر رہی تھی۔ میں بے قصور ہوں۔ تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں۔ میں۔ میں“..... سمارتھانے کہا۔

”پہلے تم یہ بتاؤ کہ برائٹ سٹار پلازہ میں تم سمارتھانے کے فلیٹ میں کیا کر رہی تھی اور تمہارے پاس اس کی چابیاں کیسے آ گئیں۔“ ٹائیگر نے کہا تو سمارتھانے بے اختیار چونک پڑی۔

”اوہ۔ اوہ۔ اب مجھے یاد آ گیا۔ جب میں اس فلیٹ سے نکل رہی تھی تو تم ساتھ والے فلیٹ کی ڈور تیل کا بٹن پریس کر رہے تھے۔ ہاں مجھے یاد آ گیا ہے۔ بالکل یاد آ گیا ہے“..... سمارتھانے چونکتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ میں نے تمہیں اس فلیٹ سے نکلتے دیکھ کر تمہارا پیچھا کیا تھا“..... ٹائیگر نے کہا۔

”سمارتھانے یہ فلیٹ مجھے ایکریمیا میں فروخت کر دیا تھا اور چابیاں مجھے دے دی تھیں لیکن میں نے ابھی وہاں رہائش نہیں

رکھی..... سارہا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تم مارہا سے یہ بات کنفرم کرا سکتی ہو؟..... ٹائیگر نے کہا۔
”کنفرم۔ وہ کیسے“..... سارہا نے چونک کر کہا۔

”فون کے ذریعے“..... ٹائیگر نے کہا۔

”نہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہ اب کہاں ہے۔ میری اس سے

ملاقات ناراک میں ہوئی تھی۔ اس وقت میری جیرم سے کلب کے
سلسلے میں بات چیت ہو رہی تھی۔ میں نے اسے بتایا کہ میں مستقل
پاکیشیا شفٹ ہو رہی ہوں تو اس نے مجھے اپنا فلیٹ خریدنے کے
لئے کہا اور چونکہ میرے نزدیک جو قیمت مارہا نے بتائی تھی وہ نہ
ہونے کے برابر تھی اس لئے میں نے اسے رقم دے کر چابیاں لے
لیں..... سارہا نے کہا۔

”اس نے فلیٹ تمہارے نام ٹرانسفر کرنے کے لئے اس کی کوئی
دستاویز دی ہوں گی؟..... ٹائیگر نے کہا۔

”نہیں۔ اس کی میں نے کوئی ضرورت ہی نہیں سمجھی تھی۔ کسی کو
کیا اعتراض ہو سکتا تھا؟..... سارہا نے کہا۔

”جوانا۔ یہ لڑکی مسلسل جھوٹ بول رہی ہے۔ میرے خیال میں
یہ چاہتی ہے کہ تم اسے سچ بولنے پر مجبور کرو؟..... ٹائیگر نے اس
بار ساتھ بیٹھے ہوئے جوانا سے کہا۔

”ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ میں ابھی اس کی ہڈیاں توڑتا
ہوں۔ ہڈیاں ٹوٹنے ہی یہ سچ بولنا شروع کر دے گی؟..... جوانا نے

سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نن نن۔ نہیں۔ مت مارو مجھے۔ پلیز۔ میں سچ کہہ رہی ہوں۔
میں بے گناہ ہوں۔ میں بالکل بے گناہ ہوں“..... سارہا نے بری
طرح سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب باس والا نسخہ استعمال کرنا پڑے گا ورنہ یہ
زبان نہیں کھولے گی“..... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس
نے کوٹ کی اندرونی جیب سے خنجر نکالا اور اٹھ کر سارہا کی طرف
بڑھ گیا۔

”مت مارو مجھے۔ میں بے گناہ ہوں۔ مت مارو۔ فار گاڈ سیک
مجھے مت مارو“..... سارہا نے ہڈیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا لیکن
ٹائیگر نے انتہائی سرد مہری سے ایک ہاتھ اس کے سر پر رکھا اور
دوسرے ہاتھ میں موجود خنجر سے اس نے اس کا ایک ننھنا آدھے
سے زیادہ کاٹ دیا۔ کمرہ سارہا کے حلق سے نکلنے والی انتہائی
کربناک چیخ سے گونج اٹھا۔

ابھی اس کی چیخ گونج ہی رہی تھی کہ ٹائیگر کا خنجر والا ہاتھ ایک
بار پھر حرکت میں آیا اور سارہا کا دوسرا ننھنا بھی آدھے سے زیادہ
کتنا چلا گیا اور کمرہ سارہا کے پے در پے بھیا تک اور انتہائی
دلخراش چیخوں سے گونج اٹھا۔ ٹائیگر نے اس کے سر پر موجود ہاتھ
اٹھانے کی بجائے خنجر کا دستہ اس کی پیشانی ابھر آنے والی نیلے
رنگ کی رگ پر مار دیا اور سارہا کے حلق سے یکنکتہ ایسی آوازیں

نکلنے لگیں جیسے اس پر جان کنی کی کیفیت طاری ہو گئی ہو۔ اس کا پورا جسم بری طرح کانپنا اور لرزنا شروع ہو گیا تھا۔ اس کے چہرے پر پسینہ آبشار کی صورت میں بہنے لگا تھا۔ اس کی آنکھیں پھٹ گئی تھیں اور اس کی حالت انتہائی خستہ ہو رہی تھی۔

”بولو۔ مارتھا کہاں ہے۔ بولو“..... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ میں مارتھا ہوں۔ میں مارتھا ہوں۔ فار گاڈ سیک۔

میری بات کا یقین کرو۔ میں مارتھا ہوں۔ میں میں“..... مارتھا کے منہ سے رک کر الفاظ نکلے تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”تم مارتھا ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے“..... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں سچ کہہ رہی ہوں۔ میں ہی مارتھا ہوں“..... مارتھا نے اسی طرح سے چیختے ہوئے کہا اس کے بولنے کے انداز سے ٹائیگر سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہی ہے۔

”ہونہم۔ تو پھر مجھے یہ بتاؤ کہ ڈاکٹر افتخار حیدر کو کس نے ہلاک کیا تھا“..... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

”میں نے۔ میں نے ہلاک کیا تھا ڈاکٹر افتخار حیدر کو۔ میں سچ بول رہی ہوں۔ میں نے مارا تھا ڈاکٹر افتخار حیدر کو“..... مارتھا نے اسی طرح کا نپتے ہوئے لہجے میں رک رک کر کہا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ لاشعوری طور پر بول رہی ہے۔

”تفصیل بتاؤ“..... ٹائیگر کا لہجہ مزید سرد ہو گیا۔

”مجھے مت مارو۔ میں بے گناہ ہوں۔ میں بے گناہ ہوں۔ میں بتاتی ہوں۔ سب بتاتی ہوں“..... اچانک مارتھا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہنا شروع کیا تو ٹائیگر نے خنجر کے دستے سے اس کی پیشانی پر دوسری ضرب لگا دی اور اس ضرب کے نتیجے میں مارتھا کا جسم یکنخت تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ اس کا چہرہ یکنخت پتھر جیلا سا ہو گیا اور آنکھیں ایک زاویے پر مرکوز ہو گئیں۔

”تفصیل بتاؤ۔ کیسے تم نے ڈاکٹر افتخار حیدر کو ہلاک کیا اور کیوں کیا تھا۔ بولو۔ جلدی بولو ورنہ.....“ ٹائیگر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”وہ۔ وہ مجھے ریڈ اسپائیڈر کے باس نے حکم دیا تھا کہ میں ڈاکٹر افتخار حیدر کو ہلاک کر کے اور اس سے فامولا حاصل کر کے اس کی فلم بناؤں اور فامولا وہیں جلا دوں اور ڈاکٹر افتخار حیدر کو اس انداز میں ہلاک کروں کہ اس کی موت قدرتی معلوم ہو۔ میں نے ڈاکٹر افتخار حیدر کو ٹریس کیا۔ وہ مجھے ایک کلب میں ملا تھا اور وہ عیاش طبع آدمی تھا۔ میں نے اس پر اپنے مخصوص نسوانی حربے آزمائے تو وہ میرے قابو میں آ گیا۔ پھر میں اس کی رہائش گاہ پر آنے جانے لگی۔ میں نے دو راتیں اس کے ساتھ گزاریں۔ میں نے شراب میں ایک مخصوص کیمیکل ملا کر اسے پلا دی اور پھر ڈاکٹر افتخار حیدر میرے ٹرانس میں آ گیا۔ میں نے اسے حکم دیا کہ وہ اینٹی میزائل

سٹم کا فارمولا اور اس کی کاپی لے آئے اور وہ لے آیا۔ پھر میں نے اسے مخصوص دوا کا انجکشن لگا دیا اور اس پر ہلکا سا دل کا دورہ پڑا تو اس نے خود ہی ڈاکٹر کو فون کر دیا۔ پھر وہ ہلاک ہو گیا۔ میں نے اس فارمولے کی فلم بنائی اور فارمولے اور کاپی کو جلا کر واپس آ گئی۔ پھر میں نے یہ فلم ایکریمیا بھجوا دی۔ پھر مجھے فوری طور پر ایکریمیا پہنچنے کا کہا گیا اور میں وہاں پہنچ گئی۔ وہاں ایک ماہر نے میرے چہرے کی سرجری کر کے میرا چہرہ بدل دیا۔ میں نے اپنا ہیئر سٹائل بھی بدل دیا اور اپنی مردہ بہن سارٹھا کا نام اپنا لیا۔ مجھے نئے کاغذات مل گئے اور پھر میں واپس پاکیشیا آ گئی۔ یہاں میں نے اپنے آپ کو سب کی نظروں سے بچانے کے لئے جیرم کا کلب خرید لیا۔ پھر میں برائٹ شار پلازہ میں اپنے فلیٹ پر گئی۔ وہاں سے میں نے ایک اہم چیز اٹھانی تھی۔ وہ چیز اٹھا کر میں واپس نکلی تو تم نے مجھے دیکھ لیا اور اور.....“ سارٹھا نے رک رک کر خود ہی ساری تفصیل بتانا شروع کر دی۔

”کیا اہم چیز تم نے اٹھانی تھی فلیٹ سے بولو“..... ٹائیگر نے پوچھا۔

”اس فارمولے کی فلم کی دوسری کاپی“..... سارٹھا نے جواب دیا تو ٹائیگر چونک پڑا۔

”دوسری کاپی۔ کیا مطلب۔ کھل کر بتاؤ“..... ٹائیگر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”میں نے فارمولے کی جو کاپی بنائی تھی اس کی ایک نقل میں نے اپنے پاس محفوظ کر لی تھی تاکہ اگر ایک کاپی گم ہو جائے تو میں دوسری کاپی ہیڈ کوارٹر بھجوا دوں۔ پھر مجھے بتایا گیا کہ میرے والی کاپی اسرائیل بھجوائی گئی ہے اور اسرائیل کے پرائم منسٹر نے یہ فلم ضائع کر دی ہے کیونکہ وہ اس فارمولے کو کسی صورت بھی کسی کے سامنے نہ لانا چاہتے تھے تاکہ کوئی ان کے میزائل کا اینٹی سٹم نہ بنا سکے۔ مجھے چونکہ بطور مارتھا فونی طور پر ایکریمیا جانا پڑا تھا اس لئے میں دوسری کاپی ساتھ نہ لے جا سکتی تھی۔ اب یہاں واپس آ کر میں نے سوچا کہ اس کاپی کو وہاں سے نکال کر کسی بینک لاکر میں محفوظ کر دوں تاکہ خفیہ طور پر اس کا سودا کسی دوسرے ملک سے کر کے بھاری رقم کما سکوں لیکن تم وہاں آفس میں پہنچ گئے اور پھر میں بے ہوش ہو گئی اور اس کے بعد یہ سب ہو گیا“..... سارٹھا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ تو بتاؤ کہ وہ دوسری کاپی اب کہاں ہے“..... ٹائیگر نے پوچھا۔

”میری جیکٹ کی اندورنی جیب میں موجود ہے۔ میں آفس میں بیٹھی سوچ رہی تھی کہ جا کر کسی بینک لاکر میں اسے رکھوں کہ تم آ گئے“..... سارٹھا نے جواب دیا۔

”جوانا کیا تم نے اس کی تلاشی لی تھی“..... ٹائیگر نے جوانا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”ہاں۔ ایک جیب میں ایک مائیکروفلم موجود تھی۔ وہ میں نے میز پر رکھ دی ہے“..... جوانا نے سائیڈ پر پڑی ہوئی میز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو ٹائیگر اس میز کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں دیگر متفرق چیزوں کے ساتھ ساتھ ایک چھوٹی سی ڈبیہ بھی موجود تھی۔

”ٹھیک ہے۔ میں اس مائیکروفلم کو چیک کر لوں۔ تم اس کا خیال رکھنا“..... ٹائیگر نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ٹائیگر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔

عمران نے اپنے لباس کو آخری ٹچ دیا اور پھر وہ مطمئن ہو کر ڈرینگ روم سے باہر آ گیا۔ اس نے سلیمان کو آواز دی۔
”جی صاحب“..... دوسرے لمحے سلیمان نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”میں ٹیم لے کر اکیرمیا جا رہا ہوں مشن پر۔ تم نے فلیٹ کا خیال رکھنا ہے“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
”جی صاحب“..... سلیمان نے جواب دیا تو عمران دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران مڑا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں“..... عمران نے رسیور اٹھا کر کہا۔

”ٹائیگر بول رہا ہوں باس۔ رانا ہاؤس سے“..... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”رانا ہاؤس سے۔ کیا مطلب۔ کیا وہاں جوزف اور جونا کافی نہ تھے کہ تم بھی وہاں پہنچ گئے۔ میرا مطلب ہے کہ کیا تم نے بھی ان کے ساتھ بسیرا کرنے کا پروگرام بنا لیا ہے“..... عمران نے چونک کر کہا۔

”باس۔ میں نے مارتھا کو ٹریس کر لیا ہے۔ وہ اس وقت رانا ہاؤس میں ہے اور فارمولے کی دوسری کاپی بھی اس سے دستیاب ہو گئی ہے۔ میں نے اسے چیک کیا ہے۔ وہ واقعی اینٹی میزائل سسٹم کا فارمولا ہے۔ اسی ڈاکٹر افتخار حیدر کا فارمولا“..... ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا واقعی“..... عمران نے حقیقی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”لیس باس۔ آپ آجائیں۔ مارتھا سے مزید کچھ پوچھنا چاہیں تو وہ ابھی زندہ ہے“..... ٹائیگر نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ میں آرہا ہوں“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”حیرت انگیز۔ جس کام کے لئے ہم ایکریمیا جا رہے تھے وہ ٹائیگر نے یہیں مکمل کر لیا ہے۔ ویل ڈن۔ ریلی ویل ڈن ٹائیگر“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ شاگرد ہمیشہ استاد سے آگے بڑھ

جاتا ہے“..... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں واقعی تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اس بار تو ایسا ہی ہوا ہے“..... عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”تو کیا اب آپ ایکریمیا نہیں جائیں گے“..... سلیمان نے عمران کے پیچھے آتے ہوئے کہا۔

”یہ تو رانا ہاؤس جا کر معلوم ہو گا کہ اصل حقیقت کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اب واقعی ایکریمیا نہ ہی جانا پڑے“..... عمران نے کہا اور پھر وہ فلیٹ سے نکل کر راہداری میں آیا اور سیڑھیاں اتر کر وہ تیزی سے نیچے موجود گیراج کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیز رفتاری سے رانا ہاؤس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

اس کے ذہن میں مسلسل دھماکے سے ہو رہے تھے کیونکہ مارتھا تو ایکریمیا جا چکی تھی اور پھر فارمولے کی کاپی کا یہاں سے دستیاب ہو جانا ایک ایسی بات تھی جو کسی طرح بھی اس کے حلق سے نیچے نہ اتر رہی تھی۔ رانا ہاؤس پہنچ کر اس نے کار جیسے ہی گیراج میں روکی اور نیچے اترا تو ٹائیگر اس کے قریب پہنچ گیا۔

”تم نے مجھے واقعی حیران کر دیا ہے ٹائیگر دی گریٹ۔ یہ سب کیسے ہوا ہے“..... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کنگ سے ملنے برائٹ سٹار پلازہ میں جانے سے لے کر مارتھا سے پوچھ گچھ تک کی پوری تفصیل بتا دی۔ ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑی

ہوئی مائیکروفلم عمران کی طرف بڑھا دی۔

”کمال کر دیا تم نے۔ ویل ڈن۔ ریلی ویل ڈن اسے کہتے ہیں کارکردگی“..... عمران نے تحسین آمیز انداز میں مائیکر کے کاندھے پر تھکی دیتے ہوئے کہا تو مائیکر کا چہرہ گلاب کے پھول کی مانند کھل اٹھا۔

”تھینک یو باس“..... مائیکر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس دوران جوزف اور جوانا نے بھی عمران کو سلام کیا۔

”اچھا رکو۔ میں پہلے اس فارمولے کو چیک کر لوں۔ پھر بات ہوگی“..... عمران نے ان دونوں کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ لیبارٹری کی طرف بڑھ گیا۔ مائیکر اس کے پیچھے تھا۔ عمران نے بڑی تفصیل سے اس فارمولے کو چیک کیا اور پھر اس نے مشین آف کر کے فلم کو ڈبیہ میں ڈال کر اسے جیب میں ڈال لیا۔

”مجھے جوانا نے مشورہ دیا تھا کہ سارے پوچھ گچھ سے پہلے آپ سے بات کر لوں لیکن اس وقت مجھے صرف شک تھا کیونکہ میری نظروں میں یہ میک اپ میں نہ تھی اور جوانا نے بھی بتایا تھا کہ اس نے پینٹل میک اپ واشر سے چیکنگ کی ہے۔ یہ میک اپ میں نہیں ہے لیکن میں اس لئے مشکوک تھا کہ ریڈ اسپائیڈر اور برائنٹ سٹار پلازہ کے نام سن کر اس نے شدید رد عمل ظاہر کیا تھا۔ جب میں اسے ہوش میں لا کر اس سے پوچھ گچھ کرنے لگا تو اس

نے انتہائی اعتماد سے جھوٹ بولنا شروع کر دیا۔ چنانچہ مجبوراً مجھے پہلے اس کے نتھنے کاٹنے پڑے اور پھر پیشانی پر ابھر آنے والی رگ پر ضرب لگا کر اس کے لاشعور میں موجود سب کچھ باہر نکالنا پڑا ورنہ شاید یہ تربیت یافتہ عورت کم از کم اس دوسری کاپی کے بارے میں کچھ نہ بتاتی“..... مائیکر نے کہا۔

”تم اس سے ریڈ اسپائیڈر کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرو۔ میں یہ فلم فوری طور پر سر داور کو پہنچا دوں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس کے اچانک اغوا ہونے پر یہاں ریڈ اسپائیڈر کا گروپ حرکت میں آجائے۔ میں پہلے اس فلم کو محفوظ کرنا چاہتا ہوں۔ اس میں پاکیشیا کے اسٹی مراکز کا تحفظ بند ہے“..... عمران نے کہا۔

”نہیں باس“..... مائیکر نے جواب دیا تو عمران بلیک روم میں جانے کی بجائے باہر گیراج میں موجود اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ پھر سر داور سے مل کر اس نے فارمولے والی فلم ان کے حوالے کر کے انہیں سارے واقعات بتائے تو سر داور فلم کے اس طرح مل جانے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت پر شکر بجالائے۔

عمران نے ان سے کہہ دیا کہ وہ اس فارمولے کی دو تین کاپیاں کرا لیں تاکہ دوبارہ اسے چرایا نہ جاسکے اور ایک کاپی سر سلطان کے ذریعے چیف آف سیکرٹ سروس کو بھی مجھوا دیں اور اس فارمولے پر کام اس انداز میں شروع کرایا جائے کہ ایکریمیا، اسرائیل یا کافرستان کو اس کا علم نہ ہو سکے کیونکہ یہ دوسری کاپی اس

لڑکی مارتھانے اپنے طور پر بنائی تھی۔ اس کا علم اس کے علاوہ اور کسی کو نہیں ہے اس لئے اسرائیل اور ریڈ اسپائیڈر یہی سمجھتے رہیں گے کہ فارمولا ختم ہو چکا ہے اور سرداور کے وعدہ کرنے پر عمران نے ان سے اجازت لی اور پھر سیدھا دانش منزل پہنچ گیا۔

”آپ نے تو اکیرمیا جانا تھا۔ پھر..... بلیک زیرو نے سلام دعا کے بعد پوچھا۔

”اللہ تعالیٰ بڑا رحیم و کریم ہے۔ وہ بغیر گئے یہاں بیٹھے بٹھائے بھی چپک کا بندوبست کر سکتا ہے“..... عمران نے سلام کا جواب دینے کے بعد کرسی پر بیٹھے ہوئے کہا۔

”یہاں بیٹھے بٹھائے چپک کا بندوبست۔ کیا مطلب“..... بلیک زیرو نے حیران ہو کر پوچھا تو عمران نے اسے ٹائیگر کے فون کرنے سے لے کر سرداور سے جا کر ملنے تک تمام روئیداد سنا دی۔

”حیرت ہے۔ واقعی اللہ تعالیٰ رحم کرے تو اسباب بھی خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس فارمولے کا اس انداز میں مل جانا کہ اسرائیل اور اکیرمیا اسے ختم کر چکے ہوں واقعی اللہ تعالیٰ کی پاکیشیا اور اس کے عوام پر خصوصی رحمت ہے“..... بلیک زیرو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں اور مجھ پر بھی کہ اب یہاں بیٹھے بٹھائے چپک مل جائے گا وہ بھی بغیر کوئی بھاگ دوڑ کئے“..... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ نے کیا ہی کیا ہے جو آپ کو چپک ملے گا۔ تمام کام تو ٹائیگر نے کیا ہے اور ٹائیگر کو ہائر ہی نہیں کیا گیا تھا“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ دیکھو تو سہی تمہاری کتنی رقم بچ گئی ہے ورنہ ٹیم یہاں سے نجانے کہاں کہاں جاتی۔ یہ سب اخراجات بچ گئے ہیں اور پھر ٹائیگر میرا شاگرد ہے اور اگر استاد کو تم نے ہائر کیا ہے تو سمجھو شاگرد بھی ہائر ہو گیا“..... عمران نے احتجاج بھرے لہجے میں کہا۔

”تو اب آپ اس ریڈ اسپائیڈر کے خلاف کام نہیں کریں گے“..... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

”اب کام کرنے کے لئے کیا رہ گیا ہے۔ اب اکیرمیا جا کر صرف ریڈ اسپائیڈر کا خاتمہ کرنا سیکرٹ سروس کا کام نہیں ہے۔ ایسی نجانے کتنی تنظیمیں پوری دنیا میں کام کر رہی ہوں گی۔ کیا ضرورت ہے ان کے لئے جوتے گھسانے اور خاص طور پر جان کو جوکھوں میں ڈالنے کی“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”لیکن اس تنظیم نے ڈاکٹر افتخار حیدر کو ہلاک کیا ہے۔ کیا آپ یہ بھول گئے ہیں“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں میں کچھ نہیں بھولا۔ لیکن ڈاکٹر افتخار حیدر کو مارتھانے ہلاک کیا تھا اور اب تک مارتھا ہلاک ہو چکی ہوگی اس لئے حساب برابر ہو چکا ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

بات کراؤ“..... عمران نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ اولڈ تھامسن بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد اولڈ تھامسن کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں پاکیشیا سے۔ تم نے میرے فلیٹ پر فون کیا تھا“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ میں نے فون کیا تھا کیونکہ مجھے ایک ایسی خبر ملی ہے جس کا تعلق تمہارے ملک سے ہے اور خبر بھی انتہائی اہم ہے لیکن میرے پاس تمہارا فون نمبر نہ تھا اس لئے میں نے تمہارے شہر کی انکوائری سے تمہارا نمبر معلوم کر کے وہاں فون کیا تھا“..... اولڈ تھامسن نے کہا۔

”کیا خبر ہے۔ بتاؤ“..... عمران نے چونک کر کہا۔

”تمہارے ملک کے کسی فارمولے کو ریڈ اسپائیڈر نے اس انداز میں چرایا کہ اصل فارمولا جلا دیا اور اس کی مائیکرو فلم بنالی۔ یہ مائیکرو فلم ریڈ اسپائیڈر نے اسرائیل کے پرائم منسٹر کو پہنچا دی اور پرائم منسٹر نے اس مائیکرو فلم کو واش کر کے ضائع کر دیا۔ یہ خبر جب مجھے ملی تو میں بے حد حیران ہوا کہ اس قدر محنت سے حاصل کی گئی مائیکرو فلم کو واش کر دیا گیا ہے تو میں نے اپنے ذرائع سے اسرائیل سے اس بات کی تصدیق کرائی تو واقعی اس بات کی تصدیق کر دی گئی پھر میں نے وجہ معلوم کی تو مجھے بتایا گیا کہ اسرائیل اور

”ایکسٹو“..... عمران نے رسیور اٹھا کر ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

”سلیمان بول رہا ہوں۔ صاحب ہیں یہاں“..... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران اور بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑے کیونکہ سلیمان بغیر کسی انتہائی ضرورت کے یہاں کال نہیں کرتا تھا۔

”کیا ہوا ہے سلیمان۔ کوئی خاص بات“..... عمران نے اس بار اپنی اصل آواز میں کہا۔

”ایکریمیا سے اولڈ تھامسن کا فون آیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ آپ سے کوئی انتہائی ضروری بات کرنا چاہتا ہے اس لئے آپ اسے فون کر لیں“..... سلیمان نے کہا۔

”اچھا۔ ٹھیک ہے“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”وہ سرخ جلد والی ڈائری دینا“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے ڈائری نکال کر اس کے سامنے رکھ دی۔ عمران صفحے پلٹتا رہا۔ پھر ایک صفحے کو کچھ دیر تک غور سے دیکھ کر اس نے ڈائری بند کر کے رکھی اور فون کا رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”گلیڈ کلب“..... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ اولڈ تھامسن سے

ایکریمیا کے کسی خاص میزائل کے خلاف پاکیشیا نے اینٹی میزائل سسٹم فارمولا ایجاد کیا تھا اور اس میزائل کے تحفظ کے لئے اسرائیل نے ریڈ اسپائیڈر کے ذریعے اصل فارمولا جلا دیا اور فلم حاصل کر لی یہ فلم اس لئے داش کر کے ختم کر دی گئی کہ پاکیشیا کے ساتھ ساتھ کوئی اور ملک بھی اس سے اینٹی سسٹم نہ بنا سکے کیونکہ یہ اسرائیل اور ایکریمیا کے خصوصی میزائلوں کو ناکارہ کر سکتا تھا۔ میں نے سوچا کہ تمہیں اطلاع کر دوں..... اولڈ تھامن نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”تم نے اچھا کیا کہ مجھے بتا دیا ورنہ میں خواہ مخواہ اس فلم کے حصول کے لئے بھاگتا پھرتا۔ تھینک یو اولڈ تھامن۔ ریٹلی تھینک یو..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ گڈ بائی“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”یہ کیسی اطلاع ہے عمران صاحب۔ مجھے تو اس کی وجہ تسمیہ سمجھ میں نہیں آئی“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ریڈ اسپائیڈر اور اسرائیل کو اس بات کا واقعی علم نہیں ہے کہ مارتھانے دوسری کاپی بنالی تھی۔ انہوں نے ریڈ اسپائیڈر کو پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بچانے کے لئے یہ اطلاع بھجوائی ہے جبکہ بقول ٹائیگر مارتھان پہلے ہی بتا چکی تھی کہ اسے

معلوم ہو گیا تھا کہ اس کی بھیجی ہوئی کاپی اسرائیل میں ضائع کر دی گئی ہے اور ہونا بھی ایسا ہی چاہئے تھا کیونکہ یہ فارمولا بہر حال اسرائیل اور ایکریمیا کے ہارڈ بلاسٹر میزائلوں کے خلاف تھا۔ اب پاکیشیا خاموشی سے اس اینٹی میزائل سسٹم کو تیار کر کے یہاں نصب کر لے گا اور اس کے بارے میں کسی کو علم بھی نہ ہوگا۔ مطلب کھیل ختم اور پیسہ ہضم..... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مطلب ہے کہ مشن ختم ہو گیا“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں“..... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ویسور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”رانا ہاؤس“..... رابطہ ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں۔ ٹائیگر موجود ہے یہاں“..... عمران نے کہا۔

”لیس باس“..... جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

”اس لڑکی مارتھان کا کیا ہوا“..... عمران نے پوچھا۔

”اسے ہلاک کر دیا گیا ہے اور اس کی لاش برقی بھٹی میں ڈال دی گئی ہے“..... جوزف نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ میری ٹائیگر سے بات کراؤ“..... عمران نے کہا۔

”لیس باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”ٹائیڈ۔ بول رہا ہوں باس۔ میں آپ کی کال کے انتظار میں ہی یہاں رکا ہوا تھا“..... کچھ دیر بعد ٹائیڈ کی آواز سنائی دی۔
”اس لڑکی سے ریڈ اسپائیڈر کے بارے میں کیا معلوم ہوا ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”باس۔ مارتھا ریڈ اسپائیڈر کے بارے میں صرف اتنا جانتی ہے کہ اس کا باس جس کا نام سارگم ہے ناراک میں رہتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ اور کچھ نہیں جانتی تھی۔ البتہ اس نے ایک بات ایسی کہی ہے جس پر مجھے تو یقین نہیں آیا لیکن جس حالت اور کیفیت میں اس نے بتایا ہے وہ جھوٹ نہیں بول سکتی تھی“..... ٹائیڈ نے کہا۔

”کیا بتایا ہے اس نے“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”باس۔ مارتھا نے بتایا ہے کہ ریڈ اسپائیڈر کے تحت بحر ہند کے مشہور جزیرے جوگاریا میں جو گریٹ لینڈ کے تحت ہے ایک خفیہ میزائل اسٹیشن تیار کیا جا رہا ہے تاکہ وہاں اسے اسرائیل کے خصوصی میزائلوں کو پاکیشیا کے ایٹمی مراکز پر فائر کیا جاسکے۔ مارتھا نے بتایا ہے کہ اس کے چیف نے اسے بتایا ہے کہ میزائل اسٹیشن تیار ہو چکا ہے اور ادھر اسرائیل میں ہارڈ بلاسٹر میزائل بھی تیاری کے آخری مرحلے میں ہیں۔ جیسے ہی میزائل تیار ہوں گے انہیں جوگاریا بھجوا دیا جائے گا اور وہاں سے انہیں فوری طور پر پاکیشیا پر فائر کر دیا جائے گا۔ میرے مزید پوچھنے پر اس نے بتایا کہ ایک ڈیڑھ ہفتے کے

دوران ایسا ہو جائے گا لیکن وہ اس بارے میں مزید کوئی تفصیل نہیں بتا سکی۔ البتہ اس نے یہ بتایا ہے کہ کافرستان نے اسرائیل سے رابطہ کیا تھا تاکہ کافرستان سے پاکیشیا پر میزائل فائر ہو سکے لیکن جب وہاں کا اسرائیلی سائنس دانوں نے جائزہ لیا تو ایسا ہونا ممکن نہیں تھا کیونکہ راستے میں ایسے پہاڑ آجاتے ہیں جنہیں یہ میزائل عبور نہیں کر سکتا اس لئے کافرستان کی بجائے جوگاریا کا انتخاب کیا گیا اور پھر وہاں میزائل اسٹیشن کی تیاری شروع کر دی گئی اور اب وہ مکمل بھی ہو چکا ہے“..... ٹائیڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
”تمہیں اس بات پر یقین کیوں نہیں آیا“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

”اس لئے باس کہ مارتھا کی اتنی اہمیت نہیں ہو سکتی کہ اس قدر اہم ترین پراجیکٹ کے بارے میں اسے بتایا جاسکے“..... ٹائیڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مارتھا دوسروں کو احمق بنانے کا فن جانتی تھی کیونکہ ڈاکٹر افتخار حیدر کو اس نے جس طرح احمق بنایا ہے وہ انتہائی حیران کن ہے۔ ڈاکٹر افتخار حیدر سائنس دان تھا اور سائنس دان بھی انتہائی سنجیدہ۔ ایسا خشک مزاج آدمی بھی اگر مارتھا کی انگلیوں پر ناپنے لگے تو یہ سارگم تو بہر حال سائنس دان نہیں ہے۔ البتہ یہ بتاؤ کہ سارگم کے بارے میں اس نے کچھ تفصیل بتائی ہے“..... عمران نے کہا۔
”لیس باس۔ اس نے بتایا ہے کہ سارگم ناراک کے معروف

ہوٹل ماسٹر دیو کا مالک ہے اور بطور مالک وہ اس ہوٹل میں بیٹھتا ہے لیکن وہاں اس کا نام سارگم نہیں بلکہ لارڈ میگراتھ ہے۔ سارگم اس کا کوڈ نام ہے..... ٹائنگ نے جواب دیا۔
 ”ٹھیک ہے۔ اتنا ہی کافی ہے۔ اللہ حافظ“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”کیا آپ اس کی تصدیق کریں گے“..... بلیک زیرو نے کہا۔
 ”ہاں۔ تصدیق تو کرنا ہوگی۔ صرف ایک لڑکی کی بات پر تو ٹیم جوگاریا نہیں جاسکتی“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔
 ”کروچ کلب“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ ایکریمین تھا۔

”جوہم سے بات کراؤ۔ میں کافرستان سے بول رہا ہوں۔“
 عمران نے آواز بدل کر کہا۔

”لیس سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ جوہم بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

”چیف۔ سیشل نمبر پر بات کرو“..... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد سیشل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیس۔ چیف سپیکنگ“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”جوہم بول رہا ہوں چیف۔ حکم“..... دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔
 ”ریڈ اسپائیڈر کے بارے میں کچھ جانتے ہو“..... عمران نے کہا۔

”لیس چیف۔ حساس اسلحے کو ڈیل کرنے والی ایک خطرناک اور فعال تنظیم ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اس کا ناراک میں چیف ہے سارگم۔ اس کے بارے میں جانتے ہو“..... عمران نے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

”نہیں چیف۔ میں نے اس میں دلچسپی نہیں لی کیونکہ اسلحے سے ہمارا کوئی تعلق ہی نہیں ہے“..... جوہم نے جواب دیا۔

”ناراک کا معروف ہوٹل ہے ماسٹر دیو۔ اس کا مالک لارڈ میگراتھ بطور مالک ہوٹل میں بیٹھتا ہے لیکن وہ کوڈ نام سارگم کے ساتھ ناراک میں ریڈ اسپائیڈر کا چیف ہے“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”لیس سر“..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”اطلاع ملی ہے کہ اس سارگم یا لارڈ میگراتھ نے بتایا ہے کہ بحر ہند کے جزیرے جوگاریا میں ریڈ اسپائیڈر کے تحت ایک میزائل اسٹیشن تیار کیا گیا ہے جہاں سے اسرائیلی مخصوص میزائل فائر کر کے پاکیشیا کے ایٹمی مراکز کو تباہ کیا جائے گا۔ میں نے اس اطلاع کی فوری طور پر تصدیق کرانی ہے اور یہ تصدیق سارگم یا لارڈ میگراتھ

ہی کر سکتا ہے۔ کیا تم اس سے پوچھ چکے ہو؟..... عمران نے کہا۔

”یس۔ بڑی آسانی سے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 ”تو جس قدر جلد ممکن ہو سکے اس کی تصدیق کراؤ اور اگر اس سے اس میزائل اسٹیشن کے بارے میں مزید تفصیلات معلوم ہو سکیں تو معلوم کر کے پیش فون پر رپورٹ کرو“..... عمران نے سر دلچے میں کہا۔

”یس۔ حکم کی تعمیل ہوگی سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”آپ جو ہم کو بہت کم کام دیتے ہیں“..... بلیک زیرو نے کہا۔
 ”وہ وہاں پاکیشیا کا پیشل ایجنٹ ہے اور اسے دوسروں کی نظروں سے بچانے کے لئے مخصوص کاموں میں ہی ملوث کیا جاسکتا ہے ورنہ اگر ہر چھوٹا بڑا کام یہ کرتا رہے تو بہر حال دوسرے ملکوں کے ایجنٹوں کی نظروں میں آسکتا ہے“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ اگر واقعی یہ میزائل اسٹیشن موجود ہے تو آپ اسے تباہ کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں“..... بلیک زیرو نے کہا۔
 ”ہاں۔ یہ ضروری ہے ورنہ تو پاکیشیا کے ایٹمی مراکز کو آسانی سے تباہ کر دیا جائے گا“..... عمران نے کہا۔

”لیکن ایک میزائل اسٹیشن کو تباہ کرنے سے کیا ہوگا۔ وہ دوسرا

میزائل اسٹیشن بنا کر میزائل فار کر سکتے ہیں“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ایک میزائل اسٹیشن تیار کرنے میں کافی وقت لگ جاتا ہے اور میری سر دادر سے تفصیلی بات چیت ہو چکی ہے۔ ڈاکٹر افتخار حیدر اس فامولے کے سلسلے میں خاصا کام کر چکا تھا۔ اس کے ورکنگ نوٹس موجود ہیں لیکن اصل فارمولا نہ ہونے کے وجہ سے یہ ورکنگ نوٹس کام نہ آسکتے تھے اس لئے پیش رفت رک گئی تھی۔ اب جبکہ اصل فارمولا مل گیا ہے تو اب ورکنگ نوٹس کام دے سکتے ہیں اس لئے سر دادر کے بقول اب یہ نظام زیادہ سے زیادہ دو ماہ کے اندر اندر تیار ہو کر نصب ہو جائے گا اور پھر ہارڈ بلاسٹر میزائل پاکیشیا کے ایٹمی مراکز کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اس لئے ہم نے انہیں دو ماہ تک روکنا ہے اور اگر یہ میزائل اسٹیشن تباہ کر دیا جائے تو نیا میزائل اسٹیشن بنانے میں بہر حال دو ماہ سے زیادہ عرصہ لگ جائے گا۔ پھر ہمیں اس کی فکر نہ ہوگی“..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا تو عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

”کیا ہوا“..... بلیک زیرو نے اچانک عمران کو اٹھتے دیکھ کر کہا۔
 ”جولیا اور اس کے ساتھی میرا انتظار کر رہے ہوں گے اور میرے نہ جانے کی وجہ سے وہ یقیناً میرا قصیدہ پڑھ رہے ہوں گے۔ میں وہاں جا رہا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ صرف اس میزائل اسٹیشن کی

تباہی کی بجائے اس ریڈ اسپائیڈر کے ہیڈ کوارٹر کا بھی خاتمہ ہونا چاہئے تاکہ یہ لوگ آئندہ پاکیشیا کے خلاف کوئی کارروائی نہ کر سکیں..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ تمہاری بات درست ہے لیکن فوری مسئلہ اس میزائل اسٹیشن کا ہے۔ اس کے بارے میں مصدقہ اطلاع مل جائے پھر سوچیں گے کہ اس کے علاوہ کیا ہونا چاہئے اور کیا نہیں..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو کے اثبات میں سر ہلانے پر مڑا اور تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ریڈ اسپائیڈر کا سپر چیف لوکس لوئے اپنے سپیشل آفس میں موجود تھا۔ اس نے ریڈ اسپائیڈر کا ہیڈ کوارٹر کلوز کر دیا تھا اور اب وہ ایک رہائشی کونٹی میں بنائے گئے اپنے خصوصی آفس میں شفٹ ہو گیا تھا۔ پورے اکیرمیا اور یورپ میں ریڈ اسپائیڈر کے بڑے عہدیداروں کو انڈر گراؤنڈ کر دیا گیا تھا۔

البتہ اسلحے کے کاروبار کو روکا نہیں گیا تھا اور لوکس لوئے نے اولڈ تھامن کے ذریعے عمران تک یہ بات پہنچانے کا بندوبست بھی کر دیا تھا کہ فارمولا اسرائیل کے پرائم منسٹر نے ضائع کر دیا تھا اس لئے اسے امید تھی کہ اس کے بعد عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ان کے خلاف کارروائی کرنے سے باز آ جائے گی۔ وہ آفس میں بیٹھا ایک فائل دیکھ رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس۔ سپر چیف بول رہا ہوں.....“ لوکس لوئے نے سخت لہجے

میں کہا۔

”اولڈ تھامسن بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 ”اوہ تم۔ کیا ہوا۔ جو ٹاسک تمہارے ذمے لگایا گیا تھا وہ مکمل ہو گیا ہے یا نہیں“..... لوئس لوئے نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔
 ”ہاں۔ میں نے عمران سے بات کر لی ہے اور اسے یقین دلا دیا ہے کہ فارمولا ضائع کر دیا گیا ہے۔ اب بے فکر رہو وہ کسی بھی صورت میں تمہاری تنظیم کے خلاف حرکت میں نہیں آئے گا۔ اس نے میری بات پر یقین کر لیا ہے“..... اولڈ تھامسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ کیا تم وہاں کے کسی ایسے گروپ کو جانتے ہو جو وہاں عمران کی مخبری کر سکے“..... لوئس لوئے نے کہا۔
 ”اوہ نہیں۔ میرا وہاں کبھی کوئی تعلق نہیں رہا“..... اولڈ تھامسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”اوکے۔ تمہارا معاوضہ تو تمہیں مل چکا ہو گا“..... لوئس لوئے نے کہا۔

”ہاں۔ البتہ ایک بات آپ سے پوچھنی ہے۔ کیا لارڈ میگر تھ جو ناراک کے ماسٹر ویو ہوٹل کا مالک ہے وہ آپ کا آدمی تھا اور اس کا کوڈ نام سارگم تھا“..... اولڈ تھامسن نے کہا تو لوئس لوئے بے اختیار اچھل پڑا۔
 ”ہاں۔ کیوں“..... لوئس لوئے نے چونک کر کہا۔

”اے اس کے آفس سے اغوا کر لیا گیا تھا اور پھر اس کی لاش پولیس کو ایک پارک کے ایک کونے میں پڑی ملی ہے“..... اولڈ تھامسن نے جواب دیا۔

”یہ کس نے کیا ہے۔ کیا تم جانتے ہو“..... لوئس لوئے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ جانتا تو ہوں لیکن سپر چیف صاحب۔ یہ میرا بزنس ہے“..... اولڈ تھامسن نے کہا۔

”میں جانتا ہوں۔ تمہیں تمہارا منہ مانگا معاوضہ مل جائے گا۔ فکر مت کرو“..... لوئس لوئے نے کہا۔

”تو پھر سن لیں کہ اسے اغوا کرنے والا ایک آدمی جوہم گروپ سے تعلق رکھتا ہے اور اس جوہم کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے“..... اولڈ تھامسن نے کہا تو لوئس لوئے کو یوں محسوس ہوا جیسے کرسی میں اچانک کرنٹ دوڑ گیا ہو۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔“ لوئس لوئے نے تیز لہجے میں کہا۔

”سپر چیف صاحب۔ میں نے کبھی غیر حتمی بات منہ سے نہیں نکالی۔ جو کچھ میں آپ کو بتا رہا ہوں وہ حتمی ہے“..... اولڈ تھامسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن اسے کیوں اغوا کرایا گیا ہے۔ اس کی کوئی وجہ ہو گی“..... لوئس لوئے نے کہا۔

”اس کے لئے آپ کو مزید رقم خرچ کرنا پڑے گی“..... اولڈ تھامن نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ بولو۔ کتنا معاوضہ لو گے تمام تفصیلات فراہم کرنے کا“..... لوکس لوئے نے کہا۔

”زیادہ نہیں۔ صرف دس لاکھ ڈالر“..... اولڈ تھامن نے کہا۔
 ”اوکے۔ مل جائیں گے۔ یہ بتاؤ کہ کب تک اطلاع دے سکتے ہو۔ حتمی اطلاع“..... لوکس لوئے نے کہا۔

”دو گھنٹوں کے اندر اندر“..... اولڈ تھامن نے جواب دیا۔
 ”اوکے۔ میں انتظار کروں گا“..... لوکس لوئے نے کہا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہونے پر اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے ذہن میں دھماکے سے ہو رہے تھے۔ اسے سمجھ نہ آرہی تھی کہ سارگم تک یہ لوگ کیسے پہنچ گئے۔

ناراک میں تو کسی کو بھی معلوم نہ تھا کہ سارگم کون ہے لیکن یہ لوگ اس تک بھی پہنچ گئے۔ کیوں۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آرہی تھی پھر دو گھنٹے اس نے بڑی بے چینی کی حالت میں گزارے اور پھر تقریباً دو گھنٹوں کے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو لوکس لوئے نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

”سپر چیف بول رہا ہوں“..... لوکس لوئے نے تیز لہجے میں کہا۔

”اولڈ تھامن بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے اولڈ

تھامن کی آواز سنائی دی۔

”لیس۔ کیا رپورٹ ہے“..... لوکس لوئے نے تیز لہجے میں پوچھا۔

”سارگم سے معلوم کیا گیا ہے کہ بحرہند کے جزیرے جوگاریا میں ریڈ اسپائیڈر کے تحت جو میزائل فائر میزائل اسٹیشن تیار کیا گیا ہے وہ کہاں ہے اور اس کے حفاظتی انتظامات کیا ہیں لیکن سارگم کو صرف اتنا معلوم تھا کہ اس میزائل اسٹیشن کو وہاں ریڈ اسپائیڈر کے تحت تیار کیا گیا ہے۔ اس سے زیادہ اسے معلوم نہ تھا اور سارگم نے بتایا ہے کہ اسے اس بات کا علم جوگاریا میں اس میزائل اسٹیشن پر کام کرانے والی ریڈ اسپائیڈر کی ڈائریکٹر مس فلوریہ سے ہوا تھا اور بس“..... اولڈ تھامن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تمہیں اس قدر تفصیل کا علم اتنی جلدی کیسے ہو گیا“..... لوکس لوئے نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی یقین نہیں آرہا تھا کہ اولڈ تھامن اتنے کم وقت میں اتنی تفصیل معلوم کر لے گا۔

”مجھے پہلے سے معلوم تھا کہ آپ اس بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہیں گے اس لئے میرے آدمیوں نے اس ایجنٹ جوہم کی فون کال انتہائی جدید ترین آلات کی مدد سے ٹیپ کر لی اور جو تفصیل میں نے بتائی ہے وہ اس ایجنٹ جوہم نے پاکیشیا میں اپنے چیف کو بتائی ہے اور میں نے وہی سب کچھ آپ کو بتایا

ہے..... اولڈ تھامسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”حالانکہ یہ سب غلط ہے۔ ریڈ اسپائیڈر کا کسی میزائل اسٹیشن سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ یہ کام تو ہماری لائن کا ہی نہیں ہے اور نہ ہی ریڈ اسپائیڈر کی کوئی ڈائریکٹر فلوریہ ہے..... لوکس لوئے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”غلط ہے یا درست۔ یہ تو آپ بہتر جانتے ہوں گے۔ میں نے تو اپنا کام کیا ہے۔ آپ کی بات درست ہوگی۔ سارگم نے انہیں ڈاج دیا ہوگا“..... اولڈ تھامسن نے کہا۔
 ”ٹھیک ہے۔ تم نے کام کیا ہے۔ بے فکر رہو۔ تمہیں تمہارا معاوضہ مل جائے گا۔ گڈ بائی“..... لوکس لوئے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ کر ہتھیلی کی پشت سے پیشانی پر آجانے والا پسینہ صاف کرنا شروع کر دیا۔ گو اس نے اولڈ تھامسن کو چکر دینے کے لئے یہ کہہ دیا تھا کہ ساری معلومات غلط ہیں لیکن وہ جانتا تھا کہ ساری معلومات درست ہیں۔

اسرائیل نے ریڈ اسپائیڈر کی نگرانی میں یہ میزائل اسٹیشن اس لئے تیار کرایا تھا تاکہ روسیہ اور دوسرے ممالک کے ایجنٹوں کو اس بارے میں معلوم نہ ہو سکے ورنہ اسرائیلی ایجنٹوں کو سب پہچانتے تھے اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ فلوریہ اور سارگم دونوں ایک دوسرے کے گہرے دوست بھی رہے ہیں اس لئے لامحالہ سارگم کو فلوریہ کی زبانی اس بات کا علم ہوا ہوگا لیکن اصل بات جو اس کے ذہن میں

کھٹک رہی تھی وہ یہ تھی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کیسے معلوم ہوا کہ سارگم اس بارے میں جانتا ہے اور لارڈ میگراتھ ہی سارگم ہے۔ وہ اب بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ اس سلسلے میں اسے کیا کرنا چاہئے۔ کافی دیر تک سوچنے کے بعد اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پرپریس کرنے شروع کر دیئے۔

”شیفرڈ بول رہا ہوں“..... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”سپر چیف بول رہا ہوں“..... لوکس لوئے نے سرد لہجے میں کہا۔

”ییس سر۔ حکم سر“..... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکنخت انتہائی مودبانہ ہو گیا تھا۔

”ناراک میں سارگم کا اسٹنٹ کون ہے“..... لوکس لوئے نے پوچھا۔

”فرگوسن ہے جناب“..... دوسری طرف سے اسی طرح مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”اس سے میری بات کراؤ“..... لوکس لوئے نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو لوکس لوئے نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

”ییس“..... لوکس لوئے نے کہا۔
 ”فرگوسن بول رہا ہوں سپر چیف“..... دوسری طرف سے ایک

منمنائی ہوئی آواز سنائی دی۔

”کہاں سے بول رہے ہو تم“..... سپر چیف نے پوچھا۔
 ”ناراک سے جناب“..... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔
 ”یہ بتاؤ کہ سارگم کے ساتھ کیا ہوا ہے“..... لوئس لوئے نے
 سرد لہجے میں پوچھا۔

”جناب۔ چیف سارگم کو ان کی رہائش گاہ سے اغوا کر لیا گیا۔
 رہائش گاہ پر موجود تمام گارڈز اور ملازمین کو ہلاک کر دیا گیا۔ پھر
 چیف سارگم کی لاش پولیس کو ایک پارک سے دستیاب ہوئی اور ان
 پر خوفناک انداز میں تشدد کیا گیا ہے“..... دوسری طرف سے اسی
 طرح مودبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

”اغوا کنندگان کے بارے میں کچھ معلوم ہوا ہے“..... لوئس
 لوئے نے سرد لہجے میں کہا۔

”لیس سر۔ ایک آدمی جو ہم کے بارے میں پتہ چلا ہے کہ وہ
 اس اغوا میں ملوث ہے اور وہ یہاں کانگینکسٹر ہے۔ ہم اسے شدت
 سے تلاش کر رہے ہیں لیکن وہ غائب ہو گیا ہے۔ جیسے ہی اس کا
 سراغ ملا اس کو پکڑ کر اس سے اس پورے گینگ کا پتہ چلا کہ ان
 سب کا خاتمہ کر دیا جائے گا“..... فرگوسن نے جواب دیتے ہوئے
 کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب تم سارگم کی جگہ سنبھال لو اور یہ کام اب
 تمہارا پہلا ٹاسک ہے“..... لوئس لوئے نے کہا۔

”لیس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر“..... دوسری طرف سے انتہائی
 مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”ہیڈ کوارٹر کو اطلاع ملی ہے کہ اس جوہم کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ
 سروس سے ہے اور سارگم کو اس لئے اغوا کرایا گیا تھا کہ پاکیشیا
 سیکرٹ سروس اس سے کوئی راز حاصل کرنا چاہتی تھی۔ کیا تمہیں اس
 بارے میں کچھ معلوم ہے“..... لوئس لوئے نے کہا۔

”نہیں جناب۔ البتہ مجھے یہ معلوم ہے کہ پاکیشیا میں ہماری
 ایجنٹ سابقہ مارتھا اور موجودہ سارگم ہے“..... فرگوسن نے جواب
 دیا۔

”کیا شروع سے اب تک وہی ہے“..... لوئس لوئے نے
 پوچھا۔

”لیس سر۔ پہلے مارتھا کو واپس بلا لیا گیا تھا۔ پھر سارگم نے اس
 کے چہرے کی سرجری کرا کر اس کا چہرہ بدل دیا اور اس کا نام سارگم
 رکھ دیا۔ اس کے لئے نئے کاغذات تیار کرائے گئے اور پھر وہ اس
 نئے چہرے اور نئے نام اور کاغذات کے ساتھ دوبارہ پاکیشیا چلی گئی
 اور ابھی تک وہیں ہے“..... فرگوسن نے جواب دیا۔

”یہ بتاؤ کہ کیا یہ لڑکی مارتھا، سارگم کی دوست تھی“..... لوئس
 لوئے نے پوچھا۔

”لیس سر“..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا تو لوئس لوئے
 نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اوکے۔ پاکیشیا سے معلوم کرو کہ سارٹھا کس پوزیشن میں ہے اور اگر وہ زندہ ہو تو اسے فوراً ائیر میڈیا کال کرو تا کہ میں اس سے بات کر سکوں“..... لوئس لوئے نے کہا۔

”لیس سر“..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”مجھے فوری اطلاع دینا“..... لوئس لوئے نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے ذہن میں یہ بات تقریباً واضح ہو گئی تھی کہ اس لڑکی مارٹھا کے ذریعے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو جوگا ریا میزائل اسٹیشن کے بارے میں معلوم ہوا ہو گا کیونکہ لازماً سارگم نے مارٹھا کو اس بارے میں بتایا ہو گا لیکن اب وہ سوچ رہا تھا کہ اس بارے میں مزید کیا کیا جا سکتا ہے۔ وہ کافی دیر تک بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پر لیس کرنے شروع کر دیئے۔

”پریذیڈنٹ ہاؤس“..... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”ریڈ اسپائیڈر کا سپر چیف بول رہا ہوں۔ جناب پرائم منسٹر صاحب سے بات کرنی ہے۔ اٹ از موسٹ ایمرجنسی“..... لوئس لوئے نے تیز لہجے میں کہا۔

”لیس سر۔ ہولڈ کریں۔ میں معلوم کرتی ہوں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں“..... کچھ دیر بعد لڑکی کی آواز سنائی دی۔

”لیس“..... لوئس لوئے نے جواب دیا۔

”جناب پرائم منسٹر صاحب سے بات کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”جناب۔ میں لوئس لوئے بول رہا ہوں ائیر میڈیا سے۔ سپر چیف ریڈ اسپائیڈر“..... لوئس لوئے نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”لیس۔ کیوں کال کی ہے“..... پرائم منسٹر کی بھاری آواز سنائی دی۔

”سر۔ مجھے حتمی اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو جوگا ریا میزائل اسٹیشن کے بارے میں اطلاع مل چکی ہے“..... لوئس لوئے نے کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا آپ کی تنظیم سے یہ راز لیک آؤٹ ہوا ہے“..... پرائم منسٹر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”لیس سر۔ لیکن لیک آؤٹ کرنے والوں کو موت کی سزا دے دی گئی ہے“..... لوئس لوئے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ویری بیڈ۔ ریلی ویری بیڈ۔ اس سزا سے اسرائیل کو کیا فائدہ ہو گا۔ میں نے ریڈ اسپائیڈر کو اس لئے سامنے رکھا تھا کہ اس پر کسی کو شک نہ پڑے گا۔ اب جبکہ فارمولا ختم ہو گیا ہے تو لازماً پاکیشیا سیکرٹ سروس اس میزائل اسٹیشن کو تباہ کرنے کی کوشش کرے گی تاکہ پاکیشیا کے ایٹمی مراکز پر ہارڈ بلاسٹر میزائل کا ایک نہ کیا جا

سکے۔ ویری بیڈ“..... پرائم منسٹر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔
 ”لیس سر۔ لیکن اگر آپ حکم دیں تو ریڈ اسپائیڈر اس میزائل
 اسٹیشن کی حفاظت کرے“..... لوکس لوئے نے کہا۔

”آپ کے بارے میں اگر انہیں معلوم ہو چکا ہے تو اب سوائے
 اس کے کہ آپ اپنا سب کچھ تباہ کر بیٹھیں اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اب
 مجھے اس سلسلے میں ایکریمیا سے بات کرنا ہوگی۔ اس لئے آپ
 رہنے دیں۔ آپ کا شکریہ“..... دوسری طرف سے انتہائی غصیلے لہجے
 میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو لوکس لوئے نے
 ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی ایک
 بار پھر بج اٹھی اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیس“..... لوکس لوئے نے تیز لہجے میں کہا۔
 ”ناراک سے فرگوسن بول رہا ہوں سپر چیف“..... دوسری طرف
 سے فرگوسن کی انتہائی مودبانہ آواز سنائی دی۔
 ”کیا رپورٹ ہے“..... لوکس لوئے نے پوچھا۔

”جناب۔ پاکیشیا میں مارٹھا اچانک اپنے کلب سے غائب ہو گئی
 ہے اور ابھی تک اس کی لاش بھی سامنے نہیں آئی۔ البتہ اس کی کار
 ایڈ پارکنگ میں کھڑی مل گئی ہے۔ آخری بار اس سے ملنے جو
 آدمی گیا اس کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ اس کا تعلق پاکیشیا
 کے خطرناک سیکرٹ ایجنٹ علی عمران سے ہے۔ اس کے علاوہ اور
 کچھ نہیں معلوم ہو سکا“..... فرگوسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس بارے میں مزید معلومات حاصل کرو“..... لوکس لوئے
 نے سرد لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب بات واضح ہو چکی تھی
 کہ مارٹھا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہاتھ لگ گئی تھی۔ مارٹھا کو میزائل
 اسٹیشن کے بارے میں سارگم نے بتایا تھا اور سارگم کو فلوریانے۔

اس طرح یہ بات پاکیشیا سیکرٹ سروس تک پہنچ گئی تھی۔ اچانک
 اسے خیال آیا کہ وہ اس سلسلے میں فلوریانے سے بات کرے لیکن پھر
 اس نے ارادہ بدل دیا کیونکہ وہ اب اس سلسلے میں مزید کوئی
 کارروائی نہ کرنا چاہتا تھا کیونکہ میزائل اسٹیشن مکمل ہو چکا تھا۔ اسے
 یہ سوچ کر ہی خوشی ہو رہی تھی کہ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس ریڈ
 اسپائیڈر کا پیچھا چھوڑ کر اس میزائل اسٹیشن کی طرف متوجہ ہو جائے
 گی اور اس طرح ان کا بزنس پوری رفتار سے جاری رہ سکے گا۔
 ابھی وہ بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو لوکس لوئے
 نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیس“..... لوکس لوئے نے تیز لہجے میں کہا۔
 ”فلوریانے بول رہی ہوں سپر چیف“..... دوسری طرف سے فلوریانے
 کی آواز سنائی دی تو لوکس لوئے بے اختیار چونک پڑا۔
 ”لیس۔ کوئی خاص بات“..... لوکس لوئے نے چونک کر پوچھا۔
 ”سپر چیف۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ ناراک میں سارگم کو اغوا کر
 کے ہلاک کر دیا گیا ہے“..... فلوریانے نے کہا۔
 ”ہاں۔ اور یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ نانسنس“.....

لوئس لوئے نے سخت لہجے میں کہا۔

”میری وجہ سے۔ وہ کیوں سپر چیف۔ میں سمجھی نہیں آپ کی بات“..... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔
 ”تمہاری نگرانی میں میزائل اسٹیشن جوگاریا میں بنایا گیا۔ تم نے یہ بات سارگم کو بتا دی۔ سارگم سے یہ بات مار تھا تک پہنچ گئی اور مار تھا سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو معلوم ہو گئی۔ یہ میزائل اسٹیشن پاکیشیا کے خلاف بنایا گیا تھا اور اسرائیل اس لئے سامنے نہ آیا تھا کہ کسی کو اس بارے میں معلوم نہ ہو سکے لیکن تمہاری وجہ سے یہ سیکرٹ لیک آؤٹ ہو گیا اور مجھے اسرائیل کے پرائم منسٹر کے سامنے شرمندہ ہونا پڑا ہے۔“..... لوئس لوئے نے تیز لہجے میں کہا۔

”تو کیا اسرائیل کے پرائم منسٹر صاحب نے آپ کو اصل بات نہیں بتائی“..... فلوریانے کہا تو لوئس لوئے بے اختیار چوٹک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔
 ”اصل بات۔ کیا مطلب“..... لوئس لوئے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سپر چیف۔ یہ میزائل اسٹیشن جوگاریا میں نہیں بنایا گیا بلکہ جوگاریا میں ایک مصنوعی میزائل اسٹیشن بنایا گیا ہے جبکہ اصل میزائل اسٹیشن بحر ہند کے مشہور ترین جزیرے لارکاٹ میں بنایا گیا ہے۔ لارکاٹ میں بھی میزائل اسٹیشن ہمارے آدمیوں کی نگرانی میں ہی بنایا

گیا ہے لیکن اسرائیلی پلان کے مطابق ہم نے کسی صورت لارکاٹ کا نام نہ لینا تھا جبکہ اگر کوئی ہم سے پوچھے تو ہم جوگاریا ہی کا نام لیں۔ چنانچہ جب سارگم نے مجھ سے اس بارے میں بات کی تو میں نے اسے بھی یہی بتایا کہ میزائل اسٹیشن جوگاریا میں بنایا گیا ہے اور وہاں واقعی ایک میزائل اسٹیشن بنایا گیا ہے لیکن میزائل جوگاریا کی بجائے لارکاٹ سے فائر کئے جائیں گے“..... فلوریانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ شاید اسی لئے پرائم منسٹر صاحب نے مجھے اس بارے میں مزید کوئی کارروائی کرنے سے منع کر دیا ہے۔ گڈ شو۔ اب میں مطمئن ہوں“..... لوئس لوئے نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”انہیں آپ کو بتانا چاہئے تھا کہ ریڈ اسپائیڈر کی وجہ سے اصل بات سامنے نہیں آئی“..... فلوریانے کہا۔

”شاید ان کی اپنی کوئی مصلحت ہو گی۔ بہر حال اب مجھے اطمینان ہو گیا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس خود ہی ٹکریں مارتی پھرے گی اور وہ لارکاٹ تک کبھی نہ پہنچ سکے گی“..... لوئس لوئے نے کہا۔

”لیں۔ سپر چیف۔ ویسے مجھے سارگم کی موت پر شدید صدمہ پہنچا ہے کیونکہ وہ میرا دوست تھا۔ ایک بہترین دوست“..... فلوریانے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا کیونکہ اب وہ پوری طرح مطمئن تھا کہ فلوریہ ان لوگوں کی صحیح مد مقابل ثابت ہوگی اور اسرائیل جس سروس سے اس قدر خوفزدہ رہتا ہے اس کے خاتمے کا سہرا بھی ریڈ اسپائیڈز کے سر پر ہی بندھے گا اور عمران کے ساتھ پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی ختم ہو جائے گی۔

”ہاں۔ میرے بھی ایسے ہی جذبات ہیں لیکن اب کیا کیا جا سکتا ہے“..... لوئس لوئے نے کہا۔
 ”اگر آپ اجازت دیں تو میں سارگم کی موت کا انتقام ان سے لوں“..... فلوریہ نے کہا۔

”وہ کیسے“..... لوئس لوئے نے کہا۔
 ”یہ لوگ اب لامحالہ جو گاریا آئیں گے۔ میں وہاں طویل عرصہ رہ چکی ہوں اور میرا سیکشن بھی وہاں رہ چکا ہے۔ ہم وہاں ان لوگوں کو آسانی سے خاتمہ کر دیں گے“..... فلوریہ نے کہا۔
 ”مجھے تو کوئی اعتراض نہیں لیکن اسرائیلی پرائم منسٹر صاحب کو اعتراض نہ ہو“..... لوئس لوئے نے کہا۔

”ان کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ الٹا ان کو تو فائدہ ہی ہوگا۔ ہم اس سروس کو وہیں جو گاریا میں ہی پھنسا لیں گے اور اس دوران اسرائیل لارکاٹ میں اپنا مشن مکمل کر لے گا“..... فلوریہ نے کہا۔
 ”اوہ۔ یہ ٹھیک ہے۔ ایسی صورتحال میں واقعی اسرائیل کا ہی فائدہ ہو جائے گا۔ اوکے۔ تمہیں اجازت دی جاتی ہے“..... لوئس لوئے نے کہا۔

”تھینک یو سپر چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ اسرائیل کے پرائم منسٹر کو آپ کی اور آپ کی تنظیم کی تعریف کرنے پر مجبور ہونا پڑے گا“..... فلوریہ نے کہا۔

”اوکے“..... لوئس لوئے نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے

کرتے ہوئے کہا۔

”جب چیف نے کہا ہے کہ وہ پہنچنے والا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ روانگی کے علاوہ یہاں اور کوئی کام نہیں ہے۔ وہ جان بوجھ کر کسی ہوٹل میں جا کر بیٹھ گیا ہوگا تاکہ ہم یہاں اس کے انتظار میں بیٹھے سوکھتے اور ذلیل ہوتے رہیں“..... تنویر نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

”مس جولیا درست کہہ رہی ہیں تنویر۔ عمران صاحب وقت ضائع کرنے کا قائل نہیں ہیں اس لئے لازماً وہ کسی خاص چکر میں ہوں گے“..... صفدر نے کہا۔

”ہونہہ۔ تم سب اس کی حمایت ہی کرتے ہو۔ نجانے اس نے کیا گھول کر پلا دیا ہے تم سب کو“..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اس نے ہمیں تو کچھ نہیں پلایا لیکن تم نے شاید عمران کے لئے غصے کا رس پی رکھا ہے“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر کا اور زیادہ منہ بن گیا۔

”میں نے کوئی رس نہیں پیا“..... تنویر نے کہا۔

”تو پھر میرا خیال ہے کہ تمہیں میں اپنے ہاتھوں سے کافی بنا کر پلا دوں تاکہ تمہارا غصہ دور ہو سکے“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر اس کی بات سن کر ہی بے اختیار کھل اٹھا اور صفدر اور کیپٹن کھلیل دونوں اس کی اس کیفیت کو دیکھ کر بے اختیار مسکرا

جولیا کے فلیٹ میں صفدر، کیپٹن کھلیل اور تنویر موجود تھے۔ ان سب نے عمران کی قیادت میں ناراک جانا تھا اور چیف نے انہیں کہا تھا کہ عمران، جولیا کے فلیٹ پر پہنچنے والا ہے تاکہ فوری روانگی کا انتظام کیا جاسکے لیکن چھ گھنٹے سے بھی زیادہ وقت گزر گیا تھا اور ابھی تک عمران آیا ہی نہ تھا جبکہ اس کے فلیٹ پر فون کر کے جب معلوم کیا گیا تو سلیمان نے صرف اتنا بتایا کہ وہ چار گھنٹے پہلے فلیٹ سے جا چکا ہے۔

”اس عمران نے ہمیں واقعی تماشہ بنا رکھا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب یہ ہمیں ذلیل کرنے پر تل گیا ہے۔ ہمیں یہاں بٹھا کر خود نجانے کہاں غائب ہو گیا ہے“..... تنویر نے غصیلے لہجے میں پہنکارتے ہوئے کہا۔

”وہ کسی نہ کسی کام میں مصروف ہوگا۔ وہ لیڈر ہے اور لیڈر پر بے پناہ ذمہ داریاں ہوتی ہیں“..... جولیا نے عمران کی حمایت

دیئے۔ ظاہر ہے جولیا کے التفات تنویر کے لئے باعث مسرت ہی ہوئی تھی۔ جولیا اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گئی۔

”اس بار چیف نے مشن کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔ اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے“..... صفدر نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ ابھی صرف ابتدائی کام ہو رہا ہے۔ اصل مشن سامنے آیا ہی نہیں“..... کیپٹن ٹھیل نے کہا تو صفدر اور تنویر بے اختیار چونک پڑے۔

”چیف بغیر اصل مشن سامنے آئے ٹیم غیر ملک کیسے بھیج سکتا ہے“..... صفدر نے کہا۔

”اگر ایسا ہوتا تو چیف لازماً کوئی نہ کوئی اشارہ دے دیتا۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ اصل مشن میں وقت تھوڑا رہ گیا ہو اور ہم ناراک سے ہی اصل مشن پر روانہ ہو جائیں“..... کیپٹن ٹھیل نے کہا تو اس بار صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے جولیا ٹرائی دھکیلتی ہوئی واپس سٹنگ روم میں آئی۔ ٹرائی میں کافی کا سامان موجود تھا پھر اس نے کافی کی پیالیاں تیار کر کے ایک ایک سب کے سامنے رکھ دیں۔

”کیا باتیں ہو رہی تھیں“..... جولیا نے اپنی پیالی اٹھاتے ہوئے پوچھا تو صفدر نے اسے کیپٹن ٹھیل کی بات بتا دی۔

”ہاں۔ یہ بات ٹھیک ہے۔ عمران انتہائی ذمہ دار آدمی ہے۔ وہ ایسے منہ اٹھائے مشن پر نہیں چل پڑتا۔ پہلے وہ تمام معلومات حاصل

کرتا ہے پھر اس انداز میں مخالفوں کے گرد گھیرا ڈالتا ہے کہ مخالفوں کے پاس بچ نکلنے کا کوئی راستہ ہی نہیں رہتا“..... جولیا نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو صفدر اور کیپٹن ٹھیل کے چہروں پر اس کی بات سن کر مسکراہٹ رینجنے لگی جبکہ تنویر کے چہرے پر حیرت کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

”کیا بات ہے مس جولیا۔ آج آپ عمران کی بڑی سنجیدگی سے تعریف کر رہی ہیں“..... صفدر سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑا۔

”ہاں۔ کیونکہ وہ اس کے لائق بھی ہے۔ ہم لوگوں نے غلط طور پر اسے احق، مسخرہ اور دوسروں کے جذبات سے کھیلنے والا سمجھ لیا ہے حالانکہ تم خود سوچو کہ اگر عمران نہ ہوتا تو اب تک پاکیشیا کو کتنا نقصان پہنچ چکا ہوتا“..... جولیا نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔ ساتھ ساتھ وہ کافی بھی سپ کر رہی تھی۔

”تمہارا مطلب ہے کہ عمران نہ ہوتا تو پاکیشیا خدا نخواستہ ختم ہو جاتا“..... تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ میرا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے۔ کوئی انسان ملک کے لئے ناگزیر نہیں ہوتا۔ انسان فانی ہے جبکہ ملک قائم رہتے ہیں۔

میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ عمران کی ذہانت اور کارکردگی کی وجہ سے پاکیشیا کو کس قدر فائدے مل چکے ہیں اور آج پاکیشیا کا نام پوری دنیا میں گونج رہا ہے اور ہم اسے احق، مسخرہ اور باتونی سمجھ کر اس کا اتنا اڑاتے رہتے ہیں“..... جولیا نے کہا۔

”مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے آج تمہاری کایا ہی پلٹ چکی ہے“..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں گزشتہ کئی دنوں سے اس پر سوچتی رہی ہوں اور پھر میں اس حتمی نتیجے پر پہنچی ہوں کہ مجھے جذباتی اور اینارل ہونے کی بجائے بالکل اسی طرح سنجیدگی اور ذمہ داری کے ساتھ ملک کی خدمت کرنی چاہئے جیسے عمران کرتا ہے۔ عمران تو سرے سے سیکرٹ سروس کا ممبر بھی نہیں ہے اور اس کے باوجود وہ اس قدر کام کرتا ہے تو میں تو سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہوں اس لئے مجھے عمران سے بھی بڑھ کر ملک کی خدمت کرنی چاہئے اس سے زیادہ ملک کی سلامتی اور فلاح کا سوچنا چاہئے“..... جولیا نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کال بیل کی آواز سنائی دی۔

”اوہ۔ عمران صاحب ہوں گے۔ میں دروازہ کھولتا ہوں۔“ صفر نے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”مس جولیا۔ آپ نے جو فیصلہ کیا ہے اس پر قائم بھی رہیں۔ آپ میں عمران سے زیادہ صلاحیتیں ہیں اور مجھے خوشی ہوگی کہ آپ کی صلاحیتیں جذباتیت کی بھیئت چڑھنے کی بجائے ملک و قوم کے کام آئیں“..... کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ایسا ہی ہوگا“..... جولیا نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا جبکہ تنویر ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا رہا۔ اس نے کوئی بات نہیں کی تھی۔

”ارے واہ۔ دو گواہ۔ ایک دلہن ایک دلہن کا بھائی اور باقاعدہ دعوت۔ واہ“..... عمران نے سنگ روم میں داخل ہوتے ہی اپنے مخصوص چپکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہم تمہارے ملازم ہیں۔ جو چھ گھنٹوں سے بیٹھے تمہارے انتظارے میں سوکھ رہے ہیں“..... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ارے ارے۔ میں سمجھا تھا کہ تم لوگ ایسے ہی گپ شپ کے لئے اکٹھے ہوئے ہو۔ مجھے پہلے بتانا تھا میں سر کے بل چلتا ہوا آجاتا دو منٹوں میں“..... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ کا انداز بتا رہا ہے کہ آپ فوری طور پر مشن پر جانے کا فیصلہ کر چکے ہیں“..... کسی کے کچھ بولنے سے پہلے کیپٹن شکیل نے کہا۔

”کچھ عرصہ پہلے والدین جب اپنے نوجوان لڑکے کو کسی دوسرے ملک تعلیم یا سروس کے لئے بھجواتے تھے تو اس سے پہلے ان کی انتہائی کوشش ہوتی تھی کہ اس کی شادی کر کے اسے بھیجا جائے تاکہ وہ وہاں جا کر کسی چکر میں نہ پھنس جائے۔ میرا خیال ہے کہ اب چیف نے یہ کلچر مچانے کی کوشش کی ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کوئی بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے سمجھے تم۔ چیف کے پاس اس قسم کی فضولیات کے لئے وقت نہیں ہوتا۔ تم بتاؤ کہ ہم نے کیا کرنا ہے۔ کہاں جانا ہے اور کب جانا ہے بس“..... جولیا نے

سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کمال ہے۔ کیا زمانہ آگیا ہے کہ اب دلہن ڈولی میں بیٹھنے سے پہلے خود پوچھتی ہے کہ بتاؤ کہاں جانا ہے۔ کب جانا ہے اور وہاں جا کر کیا کرنا ہے۔ حیرت ہے واقعی حیرت ہے۔ کیوں تنویر..... عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والا تھا۔ تنویر نے بے اختیار منہ بنا لیا۔

”عمران صاحب۔ مس جولیا نے انتہائی سنجیدگی سے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اب وہ جذباتی ہونے کی بجائے اپنی صلاحیتوں کو ملک و قوم کے لئے بھرپور انداز میں استعمال کریں گی اور پچھلے چھ گھنٹوں سے وہ آپ کی ذہانت، سمجھ داری اور کارکردگی کی تعریف کر رہی ہیں..... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے دلہن نے دولہا کی ہی تعریف کرنی ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

”عمران صاحب۔ یہ مذاق کسی اور وقت کے لئے اٹھا رکھیں۔ چیف نے بتایا ہے کہ ٹیم آپ کی سرکردگی میں مشن پر ناراک جاری ہے۔ ہم لوگ تیار ہو کر آئے ہیں اور آپ کے انتظار میں چھ گھنٹوں سے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں لیکن آپ اب یہاں پہنچ رہے ہیں اور اب بھی آپ کو دیکھ کر لگتا ہے کہ آپ کو کوئی جلدی نہیں ہے۔ پلیز آپ سنجیدگی سے بتائیں کہ کیا کرنا ہے“..... صفر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اچھا۔ اب یہ بھی میں بتاؤں کہ کیا کرنا ہے۔ کمال ہے۔ نکاح پڑھایا جائے گا۔ چھوہارے بانٹے جائیں گے، مبارک ہو سلامت رہو کی آوازیں گونجیں گی۔ آتش بازی کا مظاہرہ کیا جائے گا۔ بینڈ باجا بجے گا اور دوسرے روز دعوت ولیمہ ہوگی۔ جس میں دولہا صاحب سوٹ پہنچے اس طرح دعوت ولیمہ میں گھومتے دکھائی دے گا جیسے میڑھے آنگن میں کوئی چلتا ہے“..... عمران کی زباں رواں ہو گئی اور سوائے تنویر کے سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”واہ۔ کیا خوبصورت نقشہ کھینچا ہے تم نے اپنی دعوت ولیمہ کا۔ میں تمہاری اماں بی کو فون کر کے پوچھتی ہوں کہ وہ کب ہمیں تمہاری دعوت ولیمہ کھلا رہی ہیں“..... جولیا نے باقاعدہ لطف لے لے کر بات کرتے ہوئے کہا تو عمران نے اس طرح آنکھیں پھاڑنا شروع کر دیں جیسے اسے اچانک نظر آنا بند ہو گیا ہو۔

”یعنی کہ تم اماں بی سے بات کرو گی۔ دعوت ولیمہ کے بارے میں۔ حیرت ہے“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ اس میں کیا حرج ہے“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اپنی بات کا خود ہی لطف لے رہی ہو۔

”اور اگر اماں بی نے پوچھ لیا کہ تمہیں میرے ویسے سے کیا دلچسپی ہے تو پھر“..... عمران نے کہا۔

”تو میں بتا دوں گی کہ تم راہ جاتی لڑکیوں کو ترستی نظروں سے

دیکھنے لگ گئے ہو۔ بزرگوں کے لئے اتنا اشارہ ہی کافی ہوتا ہے وہ خود ہی ساری بات سمجھ جائیں گیں“..... جولیا نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”پھر دعوت ولیمہ میں نہیں بلکہ قل خوانی میں تمہیں شرکت کرنا پڑے گی“..... عمران نے کہا تو جولیا سمیت سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

”عمران صاحب۔ ناراک میں ہمارا مشن کیا ہے“..... صفدر نے ایک با پھر موضوع بدلنے کے لئے کہا۔

”ناراک میں مشن۔ یہ کیا کہہ رہے ہو“..... عمران نے اس طرح چونک کر کہا جیسے وہ پہلی بار یہ بات سن رہا ہو۔

”ہمیں چیف نے بتایا ہے کہ ہم نے آپ کی سرکردگی میں مشن پر ناراک جانا ہے“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے ہاں۔ کہا تو مجھے بھی تھا لیکن میں نے ناراک جانے سے صاف انکار کر دیا۔ دراصل ناراک مجھے پسند نہیں ہے۔ انتہائی تیز رفتاری ہے وہاں۔ یوں لگتا ہے جیسے اگلے لمحے قیامت ٹوٹنے والی ہو اور سب لوگ قیامت ٹوٹنے سے پہلے اپنے سارے کام مکمل کر لینا چاہتے ہو۔ ہر طرف بھاگ دوڑ۔ ہر طرف نقصان قسمی کا عالم“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تمہاری جرأت ہے کہ تم چیف کو انکار کرو“..... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اس انکار کی وجہ سے ہی تو مجھے چھ گھنٹے غائب رہنا پڑا ہے۔ بڑی بھاگ دوڑ کر کے چیف کا ذہن کچھ کچھ بدلا ہے تو میں ادھر آیا ہوں تاکہ تمہیں بھی خوشخبری سنا دوں کہ اب ہم ناراک نہیں جا رہے ہیں“..... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس نے کوئی بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے دیا ہو اور اب توقع رکھتا ہو کہ سارے ساتھی اس کے اس کارنامے پر اسے سراہیں گے۔

”تو کیا اب کوئی مشن نہیں ہے“..... تنویر نے حیرت سے پوچھا

”میں نے ایسا تو کچھ نہیں کہا“..... عمران نے کہا۔

”تو اب ہم نے کہاں جانا ہے“..... صفدر نے پوچھا۔

”تم بھی اس کی باتوں میں آگئے ہو صفدر۔ یہ ایسے ڈرامے کرتا ہی رہتا ہے۔ جب چیف نے کہا ہے کہ ناراک جانا ہے تو پھر ناراک ہی جانا ہو گا۔ اس کے کہنے سے تو مشن تبدیل نہیں ہو سکتا“..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”نہیں تنویر۔ عمران غلط بات نہیں کرتا۔ تم اب تک اسے سمجھے ہی نہیں ہو“..... جولیا نے کہا تو عمران اس طرح چونک کر جولیا کو دیکھنے لگا جیسے اسے جولیا کی بات پر حیرت ہو رہی ہو۔

”اس طرح اس کی تعریفیں کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ تم سب جانتے ہو۔ یہ انتہائی ڈھیٹ آدمی ہے۔ یہ آسانی سے تمہارا پیچھا نہیں چھوڑے گا“..... تنویر نے برہم سے لہجے میں کہا۔

”چلو تم تو ڈھیٹ نہیں ہو۔ تم چھوڑ دو پیچھا“..... عمران نے

”اس انکار کی وجہ سے ہی تو مجھے چھ گھنٹے غائب رہنا پڑا ہے۔ بڑی بھاگ دوڑ کر کے چیف کا ذہن کچھ کچھ بدلا ہے تو میں ادھر آیا ہوں تاکہ تمہیں بھی خوشخبری سنا دوں کہ اب ہم ناراک نہیں جا رہے ہیں“..... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس نے کوئی بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے دیا ہو اور اب توقع رکھتا ہو کہ سارے ساتھی اس کے اس کارنامے پر اسے سراہیں گے۔

”تو کیا اب کوئی مشن نہیں ہے“..... تنویر نے حیرت سے پوچھا

”میں نے ایسا تو کچھ نہیں کہا“..... عمران نے کہا۔

”تو اب ہم نے کہاں جانا ہے“..... صفدر نے پوچھا۔

”تم بھی اس کی باتوں میں آگئے ہو صفدر۔ یہ ایسے ڈرامے کرتا ہی رہتا ہے۔ جب چیف نے کہا ہے کہ ناراک جانا ہے تو پھر ناراک ہی جانا ہو گا۔ اس کے کہنے سے تو مشن تبدیل نہیں ہو سکتا“..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”نہیں تنویر۔ عمران غلط بات نہیں کرتا۔ تم اب تک اسے سمجھے ہی نہیں ہو“..... جولیا نے کہا تو عمران اس طرح چونک کر جولیا کو دیکھنے لگا جیسے اسے جولیا کی بات پر حیرت ہو رہی ہو۔

”اس طرح اس کی تعریفیں کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ تم سب جانتے ہو۔ یہ انتہائی ڈھیٹ آدمی ہے۔ یہ آسانی سے تمہارا پیچھا نہیں چھوڑے گا“..... تنویر نے برہم سے لہجے میں کہا۔

”چلو تم تو ڈھیٹ نہیں ہو۔ تم چھوڑ دو پیچھا“..... عمران نے

”اس انکار کی وجہ سے ہی تو مجھے چھ گھنٹے غائب رہنا پڑا ہے۔ بڑی بھاگ دوڑ کر کے چیف کا ذہن کچھ کچھ بدلا ہے تو میں ادھر آیا ہوں تاکہ تمہیں بھی خوشخبری سنا دوں کہ اب ہم ناراک نہیں جا رہے ہیں“..... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس نے کوئی بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے دیا ہو اور اب توقع رکھتا ہو کہ سارے ساتھی اس کے اس کارنامے پر اسے سراہیں گے۔

”تو کیا اب کوئی مشن نہیں ہے“..... تنویر نے حیرت سے پوچھا

”میں نے ایسا تو کچھ نہیں کہا“..... عمران نے کہا۔

”تو اب ہم نے کہاں جانا ہے“..... صفدر نے پوچھا۔

”تم بھی اس کی باتوں میں آگئے ہو صفدر۔ یہ ایسے ڈرامے کرتا ہی رہتا ہے۔ جب چیف نے کہا ہے کہ ناراک جانا ہے تو پھر ناراک ہی جانا ہو گا۔ اس کے کہنے سے تو مشن تبدیل نہیں ہو سکتا“..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”نہیں تنویر۔ عمران غلط بات نہیں کرتا۔ تم اب تک اسے سمجھے ہی نہیں ہو“..... جولیا نے کہا تو عمران اس طرح چونک کر جولیا کو دیکھنے لگا جیسے اسے جولیا کی بات پر حیرت ہو رہی ہو۔

”اس طرح اس کی تعریفیں کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ تم سب جانتے ہو۔ یہ انتہائی ڈھیٹ آدمی ہے۔ یہ آسانی سے تمہارا پیچھا نہیں چھوڑے گا“..... تنویر نے برہم سے لہجے میں کہا۔

”چلو تم تو ڈھیٹ نہیں ہو۔ تم چھوڑ دو پیچھا“..... عمران نے

بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا اور تنویر کے چہرے پر کھسیاہٹ کے تاثرات ابھر آئے اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جولیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”جولیا بول رہی ہوں“..... جولیا نے کہا۔

”ایکسٹو“..... دوسری طرف سے چیف کی آواز سنائی دی تو جولیا نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

”یس چیف۔ حکم“..... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور چیف کا سن کر سب بے اختیار چونک پڑے۔

”عمران پہنچ گیا ہے“..... چیف نے کہا۔

”یس سر۔“ چھ گھنٹوں کے شدید انتظار کے بعد ابھی پہنچا ہے“..... جولیا نے کہا۔

”اسے رسیور دو“..... ایکسٹو نے اس کی انتظار والی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے سرد لہجے میں کہا تو جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) از فلیٹ مس جولیا نا فمز واٹر بول رہا ہوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”ناراک سے حتمی اطلاع مل چکی ہے کہ جوگاریا میں واقعی میزائل اسٹیشن موجود ہے اس لئے اب تمہیں فیم لے کر جوگاریا جانا

ہو گا اس لئے مزید وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ گڈ بائی“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے اس انداز میں اپنے ساتھیوں کو دیکھا جیسے کہہ رہا ہو کہ دیکھا کیسے میں نے اپنی بات منوالی ہے۔ جولیا نے رسیور اس کے ہاتھ سے لے کر کریڈل پر رکھ دیا تھا۔

”تو اب ہمیں جوگاریا جانا ہوگا۔ یہ تو میرے خیال میں بحرہند کا جزیرہ ہے“..... صفدر نے کہا۔

”دیکھا تم نے۔ میں نے جب ناراک جانے سے انکار کر دیا تو چیف کو مجبوراً جگہ بدلنا پڑی“..... عمران نے کہا۔

”بس۔ بس۔ زیادہ اکڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ چیف کو کوئی اطلاع ملی ہے تو اس نے جگہ بدلی ہے۔ چلو اب مزید وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے“..... جولیا نے کہا۔

”پہلے میں نقشہ میں جوگاریا کا محل وقوع چیک کر لوں“..... عمران جواب دیا اور پھر جیب سے ایک تہہ شدہ نقشہ نکال کر اسے کھولا اور میز پر پھیلا دیا یہ دنیا کا تفصیلی نقشہ تھا۔ عمران نے جیب سے بال پوائنٹ نکالا اور اس نے بال پوائنٹ سے نقشے پر بحرہند میں واقع جزیرہ جوگاریا کے گرد دائرہ لگا دیا۔ پھر اس نے پاکیشیا کے گرد دائرہ لگایا اور پھر نقشے پر جھک گیا۔

اس نے نقشے کی سائیڈ پر موجود خالی جگہ پر نقشے سے دیکھ کر ہند سے لکھنے شروع کر دیئے۔ وہ بڑی توجہ سے یہ کام کر رہا تھا جبکہ

سب ساتھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ کچھ دیر نقشے کی سائیڈ پر حساب کتاب کرنے کے بعد اس نے بال پوائنٹ سے جوگاریا جزیرے سے پاکیشیا تک لکیر کھینچی اور پھر اس طرح غور سے اس لکیر کو دیکھنے لگا جیسے لکیر کی بناوٹ اسے بے حد پسند آئی ہو۔ کچھ دیر بعد اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے بال پوائنٹ کو واپس جیب میں ڈالا اور نقشہ بھی تہہ کر کے اسے واپس جیب میں رکھ لیا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

”کیا ہوا عمران صاحب۔ آپ الجھے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں“..... صفدر نے اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات دیکھتے ہوئے کہا۔

”جوگاریا بھی ناراک کی طرح مجھے پسند نہیں آرہا“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا ریسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پرپیس کرنے شروع کر دیئے۔

”ایکسٹو“..... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) از فلیٹ جولیانا فنز وائر بول رہا ہوں“..... عمران نے کہا۔ اس کے لہجے میں شوخی کی بجائے سنجیدگی تھی۔

”تم ابھی تک فلیٹ پر ہو۔ کیوں“..... ایکسٹو نے قدرے برہم سے لہجے میں کہا۔

”جس نے آپ کو اطلاع دی ہے کہ مشن جوگاریا میں ہے کیا آپ نے اس سے معلوم کیا ہے کہ یہ معلومات اس نے کہاں سے حاصل کی ہیں“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کیوں۔ وجہ“..... ایکسٹو نے چونک کر پوچھا۔

”میں نے نقشے پر چینگ کی ہے اور چینگ کے نتیجے میں جوگاریا سے پاکیشیا پر ہارڈ بلاسٹر میزائل جس اینگل سے فار کیا جا سکتا ہے اور اس اینگل سے اگر پاکیشیا اور جوگاریا کے فاصلے کو مد نظر رکھا جائے تو جوگاریا سے فار ہونے والا ہارڈ بلاسٹر میزائل پاکیشیا کی بجائے کافرستان پر تو فار ہو سکتا ہے لیکن پاکیشیا پر ہرگز فار نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جوگاریا میں میزائل اسٹیشن والی انفارمیشن غلط ہیں“..... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران کے ساتھیوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”اس نے بتایا ہے کہ سارگم نے اسے بتایا تھا کہ اسے اس بات کا علم ریڈ اسپائیڈر کی ایک ڈائریکٹر فلوریہ سے ہوا تھا۔ جوگاریا میں میزائل اسٹیشن اس فلوریہ کی زیر نگرانی بنایا گیا تھا“..... ایکسٹو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ پہلے اس فلوریہ کو ٹریس کرنا ہوگا پھر ہی اس مشن پر کام ہو سکتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں ڈاج دیا جا رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے ڈاج دینے کے لئے جوگاریا میں بھی میزائل اسٹیشن بنایا ہو۔ نقلی میزائل اسٹیشن جبکہ ان کا اصل میزائل اسٹیشن کہیں

اور ہو..... عمران نے کہا۔

”ایسا نہ ہو کہ تم اسی چکر میں ہی رہ جاؤ اور پاکیشیا کے ایٹمی مراکز تباہ کر دیئے جائیں“..... ایکسٹو نے سخت لہجے میں کہا۔
 ”یہ بھی تو ہو سکتا ہے جناب کہ وہ ہمیں جان بوجھ کر جوگاریا میں الجھا کر روکنا چاہتے ہوں اور خود وہ کسی اور جگہ سے ہارڈ بلاسٹر میزائل فائر کر دیں“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ یہودی ایٹمی چالوں کے ماہر ہوتے ہیں۔ بہر حال اب تم لیڈر ہو اس لئے تیزی سے حرکت میں آ جاؤ۔ مجھے پاکیشیا کے ایٹمی مراکز کا تحفظ ہر صورت میں چاہئے اور بس“..... دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔
 ”نادر شاہی حکم جاری کرنا بڑا آسان ہے۔ بیٹھے بیٹھے حکم جاری کر دیا لیکن اس حکم کی تعمیل کیسے ہوگی اس کی کسی کو فکر ہی نہیں ہے“..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”اگر تم نے اس نقشے کی مدد سے چیک کر لیا ہے کہ جوگاریا سے پاکیشیا پر ہارڈ بلاسٹر میزائل فائر نہیں ہو سکتا تو اس نقشے کی مدد سے تم یہ بھی چیک کر سکتے ہو کہ کہاں سے ہارڈ بلاسٹر میزائل فائر کیا جا سکتا ہے“..... جولیا نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر تحسین کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”دیری گڈ۔ رینلی دیری گڈ۔ تم نے تو سارا مسئلہ ہی حل کر دیا۔

دیری گڈ۔ کاش تنویر بھی تمہاری جتنی عقل رکھتا تو اب تک نجانے کتنے چیاؤں میاؤں کا والد محترم بن چکا ہوتا“..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے جبکہ عمران نے جب سے نقشہ نکال کر اسے دوبارہ میز پر پھیلا دیا اور پھر جیب سے ہال پوائنٹ نکال کر وہ نقشے پر جھک گیا جبکہ جولیا کا چہرہ جو عمران کے فخرے کے آخری حصے پر بچھ سا گیا تھا اسے نقشے پر دوبارہ جھکے دیکھ کر ایک بار پھر کھل اٹھا۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ عمران نے اس پر طنز نہیں کیا بلکہ واقعی اس کی تجویز پر وہ عمل کر رہا ہے۔ عمران نے ایک بار پھر نقشے کی سائیڈ پر موجود خالی جگہ پر حساب کتاب کرنا شروع کر دیا اور پھر کافی دیر بعد اس نے جوگاریا سے کافی فاصلے پر ایک اور بڑے جزیرے لارکاٹ کے گرد دائرہ لگا دیا اور پھر اس نے پاکیشیا سے لارکاٹ تک لائن لگائی اور پھر کافی دیر تک نقشے کو دیکھنے کے بعد اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”میرے خیال میں اگر کوئی میزائل اسٹیشن بنایا گیا ہے تو وہ جوگاریا کی بجائے لارکاٹ جزیرے پر ہی ہو سکتا ہے“..... عمران نے کہا۔

”کیا یہ بات حتمی ہے کہ میزائل اسٹیشن لارکاٹ جزیرے پر ہے“..... صفدر نے کہا۔

”نہیں ہو سکتا ہے کہ میرا حساب کتاب غلط ہو۔ میں بھی انسان ہوں۔ میں بھی غلط ہو سکتا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”اگر ایسی بات ہے تو پھر ہم دو گروپوں میں تقسیم ہو کر دونوں جگہوں پر کام کریں۔ ایک گروپ جو گاریا میں اور دوسرا لارکاٹ میں“..... صفدر نے کہا۔

”نہیں۔ اس طرح کام نہیں چلے گا۔ مجھے پہلے کفرم کرنا پڑے گا۔ بغیر کنفریشن کے صرف اندازوں پر کام نہیں ہو سکتا“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن کنفریشن کیسے ہو گی؟“ جولیا نے حیرت بھر لہجے میں کہا۔
 ”ریڈ اسپائیڈر کے کسی بڑے کو ہی گھیرنا پڑے گا“..... صفدر نے کہا۔

”بڑا سڑک کے کنارے بیٹھا بھٹے تو نہیں بچ رہا ہو گا کہ ہم اسے گھیر لیں“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم کیوں مرچیں چبانے لگے ہو۔ صفدر درست کہہ رہا ہے۔ بہر حال تم لیڈر ہو اس لئے تم جانو اور تمہارا کام“..... جولیا نے صفدر کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

”اور تمہارا کیا کام ہے؟“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”لیڈر کے احکامات کی تعمیل“..... جولیا نے بے ساختہ جواب دیا تو عمران بے ساختہ ہنس پڑا۔

”سنا تم نے تویر۔ اب تم بتاؤ۔ جب میں جولیا کو حکم دوں گا کہ ہاں کر دو تو جولیا کیسے انکار کرے گی؟“..... عمران کا سنجیدہ موڈ یکفخت بدل گیا تھا۔

”بے شک حکم دے کر دیکھ لو“..... تویر نے بڑے با اعتماد لہجے میں کہا تو عمران چونک پڑا۔

”کیا مطلب۔ کیا تم رقابت سے ریٹائر ہو گئے ہو یا ذہنی طور پر بالغ ہو گئے ہو؟“..... عمران نے کہا۔

”میرے حق میں حکم دو گئے تم۔ اور کیا کرو گے؟“..... تویر نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔ جولیا بھی تویر کے اس معصوم سے جواب پر بے اختیار ہنس پڑی تھی۔

”عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ آپ کو دو گروپ بنانے ہی پڑیں گے۔ ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ ہم کنفریشن کرتے پھریں“..... خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن کھلیل نے اچانک کہا۔

”تمہاری بات درست ہے لیکن اس کا فیصلہ چیف ہی کر سکتا ہے۔ میں نہیں ورنہ تمہارا چیف تو مجھے چھوٹا سا چیک نہ دینے کا بہانہ ڈھونڈتا رہتا ہے“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اس بات سے چیک کا کیا تعلق؟“..... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”کیوں نہیں۔ فرض کرو کہ میں جس گروپ کے ساتھ ہوں وہ جس جگہ بھی جائے وہاں میزائل اسٹیشن نہ ہو بلکہ دوسری جگہ پر ہو اور وہاں جو گروپ پہنچ جائے وہ مشن مکمل کر لے تو تمہارا چیف فوراً ہی مجھے کوئی چیک دینے سے انکار کر دے گا کہ میں نے تو مشن

مکمل ہی نہیں کیا۔ اس طرح چیف جب مجھے خود کسی جگہ بھیجے گا تو پھر چاہے میزائل اسٹیشن وہاں ہو یا نہ ہو اسے چیک بہر حال دینا پڑے گا۔..... عمران نے کہا تو سب نے اس انداز میں سر ہلا دیئے جیسے وہ عمران کی بات کی تائید کر رہے ہو۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ جب وہ کافی دیر تک نمبر پریس کرتا رہا تو سب ساتھیوں کے چہروں پر سوالیہ نشان ابھر آئے۔ ظاہر ہے چیف کا نمبر تو اتنا طویل نہیں تھا۔ عمران نے آخر میں لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

”مرا کو بول رہا ہوں“..... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں“..... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ آپ عمران صاحب۔ حکم دیں“..... دوسری طرف سے اس بار قدرے بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

”حکم دینے کے بعد انعام بھی دینا پڑے گا اس لئے درخواست ہی کر سکتا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ آپ تو پرنس ہیں۔ آپ انعام دینے سے کیوں گھبرا رہے ہیں“..... دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا۔

”جب کنگ صاحب خزانے پر قبضہ کئے بیٹھے ہوں تو بے چارہ پرنس درخواست ہی کر سکتا ہے“..... عمران نے رو دینے والے لہجے

میں جواب دیا تو دوسری طرف سے مرا کو کافی دیر تک ہنستا رہا۔

”آپ کی یہی دلچسپ باتیں تو مدتوں یاد رہتی ہیں۔ بہر حال آپ حکم دیں۔ میرا وعدہ کہ آپ سے کوئی انعام طلب نہیں کیا جائے گا“..... مرا کو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”انعام طلب نہیں کیا جاتا، دیا جاتا ہے یا پھر پہنچا دیا جاتا ہے۔ تمہیں کہنا چاہئے تھا کہ انعام نہ دیں پھر میرا کچھ حوصلہ بندھ جاتا“..... عمران نے جواب دیا۔

”چلیں ایسے ہی سہی“..... مرا کو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”مجھے یاد ہے کہ تقریباً تین سال پہلے تم سے ملاقات ہوئی تھی تو تم نے مجھے بتایا تھا کہ تمہارا بزنس بحر ہند کے ایک جزیرے جو گاریا تک پھیلا ہوا ہے“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ نہ صرف جو گاریا بلکہ ارد گرد کے کئی جزیروں میں بھی ہماری تنظیم کے آفسز موجود ہیں۔ کیا ہوا ہے۔ کیا جو گاریا کا کوئی مسئلہ ہے۔ مجھے بتائیں شاید میں کسی کام آ سکوں“..... مرا کو نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تمہارے حکم بجا لانے کے باوجود انعام نہ لینے کا وعدہ کرنے سے ہی یہ ثابت ہو گیا ہے کہ تم یہودی نہیں ہو“..... عمران نے کہا تو مرا کو اس بار بھی کافی دیر تک ہنستا رہا۔

”آپ واقعی نتیجہ نکالنے کے ماہر ہیں۔ میں واقعی یہودی نہیں ہوں“..... مرا کو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تو پھر تھوڑی سی تفصیل سن لو۔ اسرائیل، پاکیشیا کے ایٹمی مراکز کو تباہ کرنا چاہتا ہے اس لئے اس نے ایک ایسا ہارڈ بلاسٹر میزائل تیار کیا ہے یا کر رہا ہے جسے اب تک ایجاد کردہ کوئی ایٹمی میزائل سسٹم نہیں روک سکے گا لیکن اس میزائل کو درست نشانے پر فائر کرنے کے لئے باقاعدہ میزائل اسٹیشن بنایا جانا ضروری ہے جس میں کافی عرصہ لگ سکتا ہے اور چونکہ یہ پاکیشیا پر حملہ کے لئے بنایا جائے گا اس لئے اسے لازماً خفیہ بھی رکھا گیا ہوگا لیکن ہمیں اطلاع ملی ہے کہ یہودیوں کی ایک تنظیم ریڈ اسپائیڈر ہے جو بظاہر حساس اسلحہ کو ذیل کرتی ہے لیکن وہ دراصل یہودیوں کے مفادات کے لئے دوسرے ملکوں کے خلاف بھی کام کرتی رہتی ہے۔ اس کی ایک ڈائریکٹر فلوریا نامی عورت ہے۔ اسرائیل نے پاکیشیا سے اس میزائل اسٹیشن کو خفیہ رکھنے کی خاطر ریڈ اسپائیڈر کو آگے کر دیا ہے اور اطلاع کے مطابق یہ میزائل اسٹیشن جوگاریا میں ریڈ اسپائیڈر نے تیار کر لیا ہے لیکن پاکیشیائی سائنس دانوں کا خیال ہے کہ ایسا میزائل اسٹیشن جوگاریا کی بجائے لارکاٹ میں بنایا جا سکتا ہے۔ اب میں نے کنفرمیشن کرنی ہے۔ تم بتاؤ کہ اس معاملے میں کیا مدد کر سکتے ہو کیونکہ تمہاری تنظیم یہاں اسلحہ ذیل کرتی ہے اور تمہارے بقول جوگاریا میں بھی تمہارا آفس ہے“..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ یہ میزائل اسٹیشن وغیرہ تو میں تلاش نہیں کرا

سکتا البتہ فلوریا تک میں آپ کو پہنچا سکتا ہوں“..... مراکو نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

”اچھا۔ وہ کیسے“..... عمران نے چونک کر کہا۔

”فلوریا کو میں بہت اچھی طرح جانتا ہوں کیونکہ فلوریا بڑے طویل عرصے تک ریڈ اسپائیڈر کی انچارج کے طور پر جوگاریا میں ان کے آفس میں رہی ہے اور یہ انتہائی دل بھینک عورت ہے۔ میرا بھی اپنے برنس کے سلسلے میں جوگاریا آنا جانا رہتا ہے اور پھر چونکہ ہم دونوں کا برنس بھی اسلحے کی اسمگلنگ ہے اس لئے ایک دوسرے سے رابطے میں رہنا پڑ رہا ہے۔ اس طرح فلوریا کے ساتھ میرے کافی گہرے تعلقات رہے ہیں۔ فلوریا چھ ماہ تک جوگاریا میں رہی ہے۔ پھر سنا ہے کہ اس کا تبادلہ لنکن کر دیا گیا لیکن میں کل جوگاریا گیا تھا اور کل ہی میری فلوریا سے ایئر پورٹ پر اتفاقاً ملاقات ہو گئی۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ اب کچھ عرصہ کے لئے دوبارہ جوگاریا آگئی ہے“..... مراکو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”گڈ شو۔ اس کا ایڈریس بتا دو۔ باقی کام ہم خود کر لیں گے“..... عمران نے کہا۔

”جوگاریا میں اس کا آفس بلیک کوبرا کلب کے نیچے ہے اور اس کا راستہ بھی بلیک کوبرا کلب سے ہی جاتا ہے۔ بلیک کوبرا کلب ریڈ اسپائیڈر کی ہی ملکیت ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اس فلوریا کا حلیہ اور قد و قامت کی کیا تفصیل ہے“..... عمران

ریڈ سپائیڈر

مصنف

ظہیر احمد

مصنف ظہیر احمد

عمران اور اس کے ساتھیوں کو ڈانچ دینے کے لئے دو ایجنسیاں کام کر رہی تھیں جن میں ایک ایکریمین ایجنسی اور دوسری اسرائیلی ایجنسی تھی۔
ٹائیگر — جس نے اکیلے اصل مشن کا بیڑہ اٹھایا اور ایکریمیناں نکل کھڑا ہوا۔
وہ لمحہ — جب عمران اور اس کے ساتھی بے ہوش پڑے تھے اور ایک دشمن مشین پشیل لئے انہیں ہلاک کرنے کے لئے ان کے سروں پر پہنچ گیا اور پھر؟
ریڈ سپائیڈر — جو عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے لئے ہر طرح کے حربے استعمال کر رہے تھے۔
عمران اور اس کے ساتھی بھٹکتے رہ گئے اور ٹائیگر نے اکیلے مشن مکمل کر لیا۔ کیسے؟
سپنس، ایکشن اور مزاح سے بھرپور کہانی۔

✽ شائع ہو چکی ہے ✽

Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

ارسلان پبلی کیشنز، پاکستان
اقاف بلڈنگ ملتان

نے کہا تو مراکو نے اس بارے میں بھی بتا دیا۔

”وہاں اس کا نام فلوریا ہی ہے یا کچھ اور ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”فلوریا ہی نام ہے۔ ویسے میں نے سنا ہوا ہے کہ وہ فیلڈ کی بے حد خطرناک عورت ہے“..... مراکو نے کہا۔

”ہم نے صرف اس کا دیدار کرنا ہے اور بس۔ بہر حال تم نے واقعی انعام کے قابل کام کیا ہے اس لئے اب بتاؤ کتنے گاؤں کی جاگیریں تمہیں بخش دی جائیں“..... عمران نے کہا تو مراکو بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ سے اتنی دیر باتیں ہو گئی ہیں میرے لئے یہی انعام ہے“..... دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا۔

”اوکے۔ تھینک یو۔ گڈ بائی“..... عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اب تیاری کرو۔ ہم نے اس فلوریا کو گھیرنا ہے۔ اس طرح اگر یہ میزائل اسٹیشن جو گاریا میں ہو گا تب بھی کنفرمیشن ہو جائے گی اور اگر نہیں ہو گا تب بھی“..... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور عمران کے اٹھتے ہی وہ سب بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

حصہ اول ختم شد